TIGHT BINDING BOOK

TOTAL DAMAGE BOOK

The Drinched Book

جلد ۱۴

نظارہ پرستان

نامی مصنف رینالڈس کا زبردست ناول

اس مصنف کے حسب ذیل ناول بھی ملاحظہ فرمایئے
فسانہ لندن (سلسلہ اول و دوم) باپ کا قاتل۔ خونی تلوار وغیرہ

مصنف — مترجم

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس — تیرتھ رام فیروزپوری

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں ہیں تو صرف سالانہ ادا کرکے اب بن جایئے
اتنی بڑی ایک جلد ماہوار حاضر خدمت ہوتی رہیگی

لال برادرس

مقام اشاعت ڈیرہ دون

صدر دفتر:- ۱۳ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

تیج پریس میں باہتمام سوامی آنند سنیاسی چھپی اور لال برادرس نے ڈیرہ دون سے شائع کی

اشاعت اول — قیمت عمر

رینالڈس کا بلند ترین ناول

مسٹریز آف لنڈن

اردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

سلسلہ اول

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ اور عبرت انگیز ہے قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں پہلی دشوار گذار اور پرشور مقامات سے گذرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جابجا آسائش فردوس گاہیں موجود ہیں۔ دوسری سیدھی ڈھلوان اور بظاہر خوشنما مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پُر ہے مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی مصیبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچا دینے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع ایسے عجیب اور اتنے حیرت خیز کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔

۱۷ جلدوں میں مکمل ضخامت ۲۳۴۸ صفحوں سے زیادہ قیمت [illegible] محصولڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں حصہ اول کی قیمت [illegible] اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ علاوہ محصولڈاک ہے

سلسلہ ثانی

رینالڈس کے معرکہ آرا ناول مسٹریز آف لنڈن کے دو سلسلے ہیں یوں کہنا چاہئے کہ وہ جداگانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شائع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے اس ناول کا پلاٹ جداگانہ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ ... اگر ممکن سمجھا جائے ... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جوہر موجود ہو تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔

۲۵ جلدوں میں مکمل ضخامت ۱۱۴۴۲ صفحوں سے زیادہ قیمت [illegible] محصولڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں ہر حصہ کی قیمت ۱۲ علاوہ محصولڈاک ہے

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو بمعہ کا منی آرڈر بھیجکر اب بن جائے
سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار بذریعہ رجسٹری حاضر خدمت ہوتی رہیگی

چودہویں جلد

نظارہ پرستان

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس کا زبردست ناول

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن۔ خونی تلوار۔ وطن پرست وغیرہ

سنہ ۱۹۲۵ء

لال برادرس
ڈیرہ دون

صدر دفتر:۔ ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا۔ لاہور

اشاعت اول　　قیمت عہ　　حقوق محفوظ

ا

نو طبع اور نایاب کتابیں

لیلےٰ یا محاصرۂ غرناطہ ۔ انگلستان کے مشہور مصنف لارڈ لٹن کا وہ مستغنی عن التعریف تاریخی ناول جس کے چند باب کبھی جسٹس محمود مرحوم نے تہذیب الاخلاق میں ترجمہ کرنے کے بعد سے ناتمام چھوڑ دیا تھا۔ اب سید امتیاز علی تاج نے مکمل ترجمہ کر کے چھپوایا ہے ہسپانیہ میں اسلامی تہذیب و تمدن کی آخری جھلک ۔ مور خاندان کے فلسفی شہنشاہ ابو عبد اللہ کا حسرت ناک انجام ۔ تحفظ وطن و مذہب کے لئے غرناطہ کے مردمیدان موسیٰ ابن ابی غانان کی سرگرم مساعی ۔ محکمہ احتساب کے ہولناک مظالم ۔ حصول آزادی کے لئے یہودیوں کی دیوانہ وار کشمکش اور مذہبوں اور سلطنتوں کی اس جدوجہد کے درمیان لیلےٰ ایک مجنون یہودی کی کی معصوم دختر ۔ جو قوم یہود کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے پروان چڑھائی گئی تھی ۔ غرناطہ کے مسلم مردمید ان کو چاہنے لگی ۔ واقعات کی رَو اسے کہیں سے کہیں بہالے گئی ۔ اور وہ عیسائیت کی آغوش میں جاتی ہوئی اپنے نامراد باپ کے خنجر سے تمام ہو گئی ۔ انداز تحریر کے شکوہ ۔ افراد قصہ کی سیرت کے مکمل بیان اور صحیح تاریخی واقعات اور اثر و تاثیر کے لحاظ سے ادب اردو میں ایک حیرت انگیز اضافہ ہے ۔ قیمت عـ۱ر

وابستۂ تقدیر ۔ چارلس گاروس کے زبردست ناول "لنکڈ بائی فیٹ" کا ترجمہ منشی امجد علی صاحب کے قلم سے ۔ گاروس کے ناول انگریزی میں لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر فروخت ہوئے ہیں ۔ اردو میں بھی ان کا لطف دیکھئے ۔ سرورق پر رنگین تصویر ۲۰۴ صفحے عـہر

عذرا ۔ سر رائڈر ہیگرڈ کے زبردست ناول "شی" کا ترجمہ ۔ حنیف و امین کا نہایت دلچسپ سفرنامہ ہے ۔ امین کے باپ نے جو قاہرہ کے جامع ازہر میں طالب علمی کرتا تھا ۔ حنیف کو وصیت کی کہ یونان میں میرا ایک خورد سال بچہ ہے وہ تمہارے پاس پہنچایا جائے گا ۔ اور ایک صندوقچی بھی حنیف کے سپرد کی اور کہا کہ جب امین بالغ ہو جائے ۔ تب یہ صندوقچی کھولی جائے ۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا ۔ اور اس صندوقچی میں سے ایک تحریر نکلی جس کے بموجب حنیف و امین افریقہ کے لق و دق جنگلوں میں ایک عجیب و غریب لاثانی ایک عورت کے ملک میں پہنچے جو ہزار سال سے زندہ چلی آتی تھی ۔ اور آگ کے شعلوں میں نہایا کرتی تھی ۔ عجیب و غریب حالات ۔ قیمت

لال برادرس ۷ ریلوے روڈ نولکھا لاہور

نظارہ پرستان

چودھویں جلد

باب ۔ ۸۶

بازارِ حسن

اس ناٹک کا سین پھر ایک بار میڈم اینجلیک کے عشرت کدہ میں بدلتا ہے۔ اور ہم اپنے ناظرین کو سیدھا آئینہ دار دروازہ کی بیٹھک میں لے چلتے ہیں۔

اس کمرہ میں سابق کی طرح اب بھی چار نازک ادا کافر جمال حوریں جمع ہیں۔ مگر دو ایسی جن کا ذکر پیشتر نہیں ہوا۔ باقیوں میں سے ایک فرانسیسی حسینہ ارمنٹائن اور دوسری جرمن نازنین لنڈا ہے۔ تیسری اور چوتھی جو نئی ہیں۔ ان کا حال آگے چل کر بیان کیا جائیگا چاروں نے شام کے پہننے کا خوشرنگ لباس پہنا ہوا تھا۔ جو ان کے حسن کامل کو اور نمایاں کرتا تھا۔ اگرچہ یہ کہنا غلط ہوگا کہ اس پوشاک میں ان کا جمال پوری خوبیوں کے ساتھ ظاہر ہوتا تھا۔ کیونکہ حسن کی خوبی تبھی تک ہے۔ جب تک حیا ساتھ ہو۔ اس کے بغیر خوبصورتی کوئی چیز نہیں۔ پھر بھی جیسا بیان کیا گیا ہے۔ اس لباس میں ان کے دلکش خط وخال پوری عریانی میں ظاہر ہوتے تھے۔ اور ان کے جلوہ بے پناہ کی نمائش وضوفشانی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا تھا۔ حسن کے اکھاڑے کی چاروں پریاں اس وقت ایک عجیب انداز تغافل سے بیٹھی ہوئی تھیں۔ یہ اداب گو شروع میں ان کو بڑے اہتمام سے سکھائے گئے تھے۔ مگر رفتہ رفتہ وہ اس درجہ عادی ہوگئیں کہ اب وہی باتیں بے خبری میں ظاہر ہوتی تھیں۔ اس وقت کوئی مصور حسن بے باک کی چار تصویریں سپرد قلم کرنے کی کوشش کرتا تو ان لڑکیوں سے بہتر نمونے

حاصل کرنا واقعی غیر ممکن تھا۔

لیکن ہر چند یہ مکان انسان کے ادنیٰ جذبات کے لئے موقوف اور وہ گلرخان شیریں ادا جن کا حسن اس کی زینت تھا۔ گناہ کے تاریک غار میں گری ہوئی تھیں۔ پھر بھی نہ اس کمرہ نشست نہ اس کے مکینوں کے انداز میں کوئی بات ایسی نظر آتی تھی۔ جو مذاق سلیم کے خلاف یا حسیات لطیف کے لئے گراں سمجھی جاتی۔ سامان اعلیٰ اور مشرقی معیار زینت کے مطابق تھا۔ مگر نہ دیواروں پر فحش تصویریں آویزاں نہ کوئی اور بات خلاف ادب نظر آتی تھی۔ فی الحقیقت وہ کمرہ کسی امیر کبیر کے مشکوئے دولت کی جائے نشست سے مختلف نہ تھا۔ اور اس کی ہر تفصیل میں وہ تمیز اور سلیقہ نمودار تھا جسے فقط اعلیٰ طبقات سے مخصوص سمجھا جاتا ہے۔ کمرہ کے وسط میں بے داغ میز پر بیش قیمت شراب اعلیٰ مٹھائیاں اور لذیذ پھل اہتمام کے ساتھ چنے ہوئے تھے۔ مگر ان قمر طلعت حسینوں میں سے جو وہاں موجود تھیں۔ کسی ایک کی نظریں حریصانہ انداز سے اس خوان پر نعمتوں کی طرف نہ جاتی تھیں۔ ان نادرات کی طرف انہیں قطعاً رغبت نہ تھی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ ایسی نعمتوں کی ہمیشہ سے عادی ہیں۔ ان کے لئے ان چیزوں میں کوئی خاص دلکشی موجود نہیں۔

جیسا ہم نے بیان کیا ہے چاروں لڑکیاں خوب بن سنور کر بیٹھی تھیں۔ ایک کا جوبن ایک سے اعلیٰ تھا۔ اور حسن کی ارادی نمائش میں ان کی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا تھا۔ مگر کمرہ کی عام حالت کی طرح ان کے داب و آداب میں بھی تہذیب و شائستگی کا اثر غالب تھا۔ ان کی موجودہ حالت دیکھ کر سخت تر نقاد کو بھی ماننا پڑتا کہ اب ان کا نام کچھ بھی رکھا جائے کسی زمانہ میں لاریب وہ بیگمات تھیں۔ ان کی ہر بات سے سلیقہ اور ہر ایک حرکت سے تمیز داری ظاہر ہوتی تھی۔ نہ ان کی گفتگو بے ہودہ۔ نہ ان کی نگاہیں بے باک اور نہ ان کی چتون سے فرومایگی کا اظہار ہوتا تھا۔ غرض جتنے عیب عام بازاری عورتوں میں دیکھے جاتے ہیں۔ وہ ان کی ذات سے مفقود تھے۔ اور گو بازار حسن کا یہ منظر بجائے خود کم شرمناک نہ تھا پھر بھی ایک اس کمرہ کی زینت دوسرے مکینوں کا انداز شرافت یہ دونوں باتیں ایک حد تک اس کی تخفیف کا ذریعہ تھیں۔ اگر ہمارا خیال غلط نہیں تو زمانہ حال کے بابل کی حدود میں حسن فروشی کا اس سے مہذب انتظام بہت کم دیکھا گیا ہوگا۔ جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ میڈم اینجلیک کو کام کی رذالت کے باوجود کوٹھی کی حرمت پر بہت ناز تھا۔ وہ خود ان

لڑکیوں سے ہمیشہ بیگمات کی طرح سلوک کرتی تھی۔ اور نوکرانیوں تک کو حکم تھا کہ ان سے گفتگو کرتے ہوئے شائستگی اور تہذیب کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں۔ اور کسی حالت میں کوئی بے جا بات کہنے کی جرات نہ کریں۔

اس وقت جب کا حال ہم لکھ رہے ہیں۔ جرمن نازنین لنڈا بال بکھرائے ایک صوفے پر دراز تھی۔ اس کے پھولے ہوئے سپید بازو ننگے اور سینہ کی برہنگی نظربازوں کی کشش کا مرکز تھی۔ صورت سے تھکن اور کسل کا اظہار ہوتا تھا۔ مگر یہ اختیاری اور ارادی حالت اس کے حسن بے عیب کے خطرناک پہلوؤں کو اور نمایاں کرنے میں مدد دیتی تھی۔ فرانسیسی حسینہ ارمنٹائن جس کے سیاہ چمکدار بالوں کو سیدھی مانگ نکال کر آراستہ کیا گیا تھا۔ اور جو ان چاروں میں سب سے جامہ زیب تھی۔ بدرجہ قلیل فسردہ مگر اس ادا کی مدد سے اور زیادہ خوبصورت نظر آتی تھی۔ گو رفع غلط فہمی کے لئے ہم ساتھ ہی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ چاروں کے مقابلہ حسن میں کسی ایک کو باقیوں پر فوقیت دینا بہت دشوار تھا۔ اس وقت وہ اپنی جرمن سہیلی کے پاس ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی اس سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔

تیسری ساحرہ ایک بالغ حسن جوان اور خوبصورت انگریز لڑکی تھی جس کے شباب کی تازگی اس کے جمال جہاں آرا کو دوبالا کرنے میں مدد دیتی تھی۔ سیب کا سا شگفتہ رنگ۔ بھرا ہوا بدن۔ لہجہ رقیق اور تبسم توبہ شکن تھا۔ ایک گدے دار کرسی پر وہ اس پر کیف انداز سے بیٹھی تھی۔ گویا ابھی خواب راحت سے بیدار ہوئی ہے۔ یہ نازنین جس کی ذات میڈم اینجلیک کے عشرت کدہ میں اضافہ جدید تھی۔ کچھ عرصہ پہلے تک ایک رئیس کی داشتہ رہ چکی تھی جس نے خدا معلوم کس مکر و فریب سے اسکو نیکی اور عصمت کی راہ سے منحرف کیا تھا۔ بہرحال جیسا ان حالتوں میں عموماً ہوا کرتا ہے۔ اب اس نے دوسرا قدم میڈم اینجلیک کی کوٹھی میں رکھا تھا۔ خویش و اقارب کی جدائی کا بظاہر اسے کچھ رنج و ملال نہ تھا۔ یا اگر تھا تو وہ اس کی صورت سے ظاہر نہ ہوتا تھا۔ اس کے انداز میں صبر۔ اطمینان اور بے فکری کا عنصر غالب تھا۔ بال بھورے آنکھیں نیلی اور بدن گلاب کی پتیوں اور دودھ کا مالیدہ تھا۔ دانت بہت خوشنما۔ قامت موزوں اور خط و خال متناسب تھے۔ اس پری جمال حسینہ کا نام میری تھا

جس کرسی پر یہ نازک ادا حسینہ بیٹھی یا صحیح لفظوں میں پیچھے کو جھکی ہوئی تھی۔ اسی کی پشت پر ایک اور کافر جمال دراز قامت لطیف الجثہ نازنین کھڑی تھی۔ جس کا طلعت زیبا اس حسن

عالم آشوب کا منظر تھا۔ کہ بدی کی راہ پر چلنے سے پہلے کبھی اس کو محفل رقص کی شرکت کا اتفاق ہوتا۔ تو وہ بے شبہ اس بزم انجم کا سب سے روشن اور چمکدار ستارہ سمجھی جاتی۔ اس کے بال سنہری ریشم کی طرح ملائم اور سونے کے تاروں کی مانند چمکتے تھے۔ سراپا بے عیب۔ رنگت چمپئی۔ آواز نقرئی اور چشم ناز سے بجلیاں گرتی تھیں۔ عمر ۲۷ سال۔ سکونت انگلستان اور وہ ایگلنٹائن کے خوشنما نام سے موسوم تھی۔ صد افسوس کہ ہم ایک ایسی قمر طلعت پر جمال حسینہ کو جس میں ظاہر و باطن کی سب خوبیاں موجود ہیں۔ اور جس کا نام اتنا پیارا ہے کہ پاک محبت کے دور میں اس کے چاہنے والا بار بار لے کر بھی نہ تھکتا۔ عفت و عصمت اور غیرت و حمیت کی چوٹی سے گر کر گناہ ذلت کی متعفن دلدل میں پھنسا ہوا پاتے ہیں! اس وقت بے اختیار یہی منہ سے نکلتا ہے کہ الٰہی تو عورت کو حسن دے تو نیکی دے۔ نہیں تو اس سے بھی محروم رکھ۔

رات کے نو یا دس بجے تھے اور لنڈا۔ ارمنٹائن میرین اور ایگلنٹائن یہ چاروں میڈم انجلیک کے عشرت کدہ میں بیٹھی ہوئی اس طرح باتیں کر رہی تھیں۔ گویا چار خاندانی بیگمات ہیں کہ کسی امیر کبیر کے محل میں بیٹھی ہوئی بہنوں کی طرح گفتگو کر رہی ہیں۔ دفعتاً آئینہ دار دروازہ کھلا اور چاروں نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کون آتا ہے بے چینی سے اس طرف نظر اٹھائی۔ مگر جو شخص داخل ہوا۔ بالکل اجنبی تھا۔ اس کا لباس بھڑکیلا لگاہ رندانہ اور انداز سوقیانہ تھا۔ کمرہ میں آ کر اس نے ٹوپی اتاری۔ اور جھک کر سلام کیا۔ مگر اس بے ہودگی سے کہ ارمنٹائن اور ایگلنٹائن ہنسی ضبط نہ کر سکیں۔ مگر لنڈا اور میرین نے بڑے صبر سے کام لے کر اسے آنکھوں تک محدود رکھا۔

"بیگمات کو سلام"۔ نووارد نے آئینہ دار دروازہ بند کرتے ہوئے ان چاروں کی طرف رندانہ تبسم سے دیکھ کر کہا "گھبرائیے نہیں۔ آپ کو میرا نام شائد معلوم نہ ہو۔ مگر اس گھر کی مالکن بڑھیا نے" یہ اشارہ میڈم انجلیک کی ذات کی طرف ہے "آپ سے میرا ذکر نہیں کیا۔ تو لاؤ میں اپنا تعارف آپ کرا دیتا ہوں۔ خادم کا نام مسٹر آئزک شیڈ بولٹ ہے۔ اور میرے کرم فرما میں سر رچرڈ مین اور کرنیل رون بے تکلفی سے مجھ کو ایماندار آئیک کہا کرتے ہیں"۔

"غالباً اس کا اشارہ کمشنر ان پولیس کی طرف ہے" میرین نے آواز دبا کر سہیلیوں سے کہا "جن دنوں میں لارڈ ہلٹنگ کے ہاں رہتی تھی تو یہ نام اکثر سننے میں آیا کرتے تھے"۔

"ہاں مس ہاں"۔ مسٹر شیڈ بولٹ نے جس کی قوت سامعہ تیز تھی۔ ان الفاظ کو سن کر جلدی

سے کہا۔" آپ نے ٹھیک سمجھا۔ میرا اشارہ کمشنر آف پولیس ہی کی طرف تھا۔ جن کی ماتحتی کا فخر مجھے حاصل ہے۔۔ مگر ہاں میں کوئی ایسا ویسا سپاہی نہیں ہوں۔ لندن کی پولیس میں مجھے وہی درجہ حاصل ہے۔ جو فوج میں کرنیل کے ماتحت کسی لفٹننٹ یا انسپکٹر کا ہوا کرتا ہے۔"

یہ معلوم کرنا دشوار نہ تھا کہ مسٹر شیڈ بولٹ نے اس وقت خوب پی رکھی ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ چہرہ سرخ آواز بھاری اور پیروں میں لغزش پائی جاتی تھی۔ بلکہ اس لئے بھی کہ اس کے آتے ہی کمرہ کی ہوا میں ایک عجیب تبدیلی پیدا ہوگئی۔ اور اس طرح کی مہک آنے لگی۔ گویا کسی نے شراب کے پیپے کا منہ کھول کر کمرہ میں رکھ دیا ہے۔

" آپ کی تعریف تو معلوم ہوئی۔ مگر اب یہ کہئے آپ چاہتے کیا ہیں؟" میرین نے اس دربا اندازکسل کو جواب تک قائم تھا۔ ایک حد تک ترک کرتے ہوئے پوچھا۔ اور جب مسٹر شیڈ بولٹ نے تھوڑی دیر تک کچھ جواب نہ دیا تو اس نے سوال کو پھر دہرایا۔ چونکہ وہ چند دن پہلے تک ایک امیر کبیر کی صحبت میں رہ چکی تھی۔ اس لئے شیڈ بولٹ ایسے گنوار کی آمد کا سب سے بڑا رنج اسی کو تھا۔

معاف کیجئے میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔ کیا آپ یہ پوچھتی ہیں کہ میں کیا پینا چاہتا ہوں؟" مسٹر شیڈ بولٹ نے عملہ پولیس کی مشہور بے تکلفی سے سوال کیا۔" میں ایک نامی جاسوس ہوں۔ اور یہ آنکھیں اچھے برے آدمیوں کی طرح اچھی بری شراب کو بھی شناخت کرنا جانتی ہیں۔" یہ کہہ کر اس نے اپنے لطیفہ پر خود ہی زور کا قہقہہ لگایا۔

مگر اس بیہودہ مذاق کا لڑکیوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اُلٹا وہ اس کی طرف غصہ اور نفرت سے دیکھنے لگیں۔

مگر شیڈ بولٹ ایسے شخص کو ان قہر آلود نگاہوں کی کب پرواہ تھی۔ بڑے اطمینان کے ساتھ الماری کے پاس جاکر اس نے ایک بڑا سا گلاس کلیرٹ سے پر کیا۔ کیونکہ عام ملازمان پولیس کی طرح اسے بھی شراب کے لئے چھوٹا پیمانہ ناپسند تھا۔ پھر اسے ایک ہی مرتبہ پی کر لمبی گہری سانس لی جس سے غالباً اظہار مسرت و امتنان مقصود تھا۔ اس طرح پر طبیعت کو تر و تازہ کرنے کے بعد اس نے بیہودہ رندانہ انداز سے میرین کو دیکھ کر مسکرانے کی کوشش کی لنڈا کو اشارہ سے بوسہ دیا۔ ارمنٹائن کی طرف دانت نکال کر دیکھا۔ اور رایکلنٹائن کی جانب دونو بازو پھیلا دیئے۔ لڑکیوں کو ان حرکات سے بہت رنج ہوا۔ اور ہر ایک کے چہرہ سے

غصہ اور نفرت ظاہر ہونے لگی۔ مگر مسٹر شیڈ بولٹ نے شرمندہ ہونے کی بجائے زور سے قہقہہ لگایا۔ اس کے بعد ایک ہاتھ میں کیک، دوسرے میں انناس کا ٹکڑا لے کر ان حوران عالم کی طرف مست نظروں سے دیکھتے ہوئے الماری سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ حالت مجھ سے برداشت نہ ہوگی" میرین نے تنک کر کہا۔ "ایگلنٹائن گھنٹی کے پاس کھڑی ہو بجاتی کیوں نہیں۔" دوسری طرف منہ پھیر کر "موا بے حیا کہیں کا۔"

"بجاؤ۔ خوب زور سے گھنٹی بجاؤ۔" مسٹر شیڈ بولٹ نے لاپروائی سے کہا۔ "پر اتنا یاد رکھو۔ جب اس کی خبر تمہاری بڑھیا مالکن کو ہوگئی۔" یہ اشارہ پھر میڈم اینجلیک کی طرف تھا "تو وہ میرا خیر مقدم اور تم کو ملامت کرے گی۔ ملکہ حسن و جمال کی کافر ادا سہیلیو۔ کیا اتنا نہیں جانتی ہو کہ اگر اس نیازمند کو خاص حقوق حاصل نہ ہوتے۔ تو یہاں تک کیسے آتا؟ ... مگر ایک یہاں پر کیا موقوف ہے۔ کونسی جگہ ایسی ہے۔ جہاں ایماندار آئیک شیڈ بولٹ نہیں جاتا۔ اور جہاں اس کا خیر مقدم نہیں ہوتا؟"

ایگلنٹائن نے کچھ اس خیال سے کہ یہ شخص واقعی سچ کہہ رہا ہے۔ کچھ پولیس کے لفظ سے ڈر کر جو ہر زمانہ میں اپنے اندر خوف کا عنصر رکھتا چلا آیا ہے۔ کچھ اس خیال سے بھی کہ اگر اس شخص کو بے تکلف چلے آنے کے حقوق حاصل ہیں۔ تو اسے آزردہ کرنا ٹھیک نہ ہوگا۔ گھنٹی کی رسی کھینچنے کی جرأت نہ کی۔ اور آواز دبا کر میرین سے کہنے لگی "بہن یہ تو معلوم کرو یہ پاجی چاہتا کیا ہے۔ غالباً اس کو سب حال کہنے میں تامل نہ ہوگا۔ میرے خیال میں اگر میڈم کی کھلی اجازت حاصل نہ ہوتی۔ تو ایم برٹن ادھر آنے ہی نہ دیتے۔"

"اچھا کہیئے آپ کی آمد کا اصلی مقصد کیا ہے؟" میرین نے تحکمانہ لہجہ میں پوچھا۔

"اوہ! یہ بیان کرنا کچھ بہت مشکل نہیں۔" مسٹر شیڈ بولٹ نے جواب دیا۔ "چونکہ میں دیکھتا ہوں۔ اس دنیاوی جنت کی چاروں حوریں۔ اس بزم پرستان کی چاروں پریاں یہ معلوم کرنے کے بے قرار ہیں۔ کہ ان کے وفادار خادم اور دلدادہ مداح کی آمد کن حالات میں ہوئی ہے۔ اس لیئے سب حال عرض کرنے میں ذرا بھی عذر نہیں۔ پس سنئے اور جان لیجیے کہ میری آمد کا مقصد درجہ اول میں ان گلرخان شیریں ادا کی زیارت دید کرنا تھا۔ جن کا ثانی انگلستان کیا روئے زمین پر نہیں ہے۔ درجہ دوم میں میرے لیئے اس جنت کے کوثر لذیذ اس جگہ کی کلیرٹ اور پورٹ کی نفاست باعث کشش ہوئی۔ درجہ سوم میں کیک کی لذت اور پھلوں کی چاہت ادھر کھینچ

لالیؔ اور درجہ چہارم میں ... درجہ چہارم میں اس بندہ نے اس لئے بھی آنا ضروری سمجھا کہ اس گھر کی بڑھیا مالکن سے دو دو باتیں کرنا منظور تھا۔"

ابکی بار مسٹر آرٹک شید بولٹ کی خوش گوئی بے کار نہ گئی تو چاروں لڑکیاں انتہائی ضبط کے باوجود اپنا دلفریب تبسم نہ روک سکیں۔ یہاں تک کہ مغرور میرن کے فندق نما تر ہونٹ بھی اتنے کھل گئے کہ موتیوں کی دو ہموار لڑیاں ان کے اندر صاف نظر آ گئیں۔ اس اثنا میں مسٹر شیڈ بولٹ کیک اور اناس کو باری باری اگلے دانتوں سے کاٹ کاٹ کر کھاتے ہوئے ان کی طرف نظر استہزا سے دیکھا کئے جس کے بعد اس کام سے فارغ ہو کر انہوں نے شراب کا ایک اور گلاس پر کر کے ختم کیا۔

پھر فرمایا "اب کہ میں اچھی طرح تازہ دم ہو گیا ہوں۔ تم میں سے کوئی اگر یہ بتا دے کہ بڑھیا گھر والی کہاں مل سکے گی۔ تو داخل عنایات ہو گا۔"

"میں گھنٹی بجا کر نوکر کو بلاتی ہوں وہ آپ کو ان کے کمرہ میں چھوڑ آئے گا" ایگلنٹائن نے برف کا ایسا سپید اور سڈول بازو گھنٹی کی رسی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ مگر

"ٹھیرو۔ بی بی جان ٹھیرو۔" مسٹر شیڈ بولٹ نے جلدی سے روکا "نوکر کو تکلیف دینے کی حاجت نہیں۔ اس سے بڑھیا اور گھبرا جائے گی۔ وہ مجھے اچھی طرح جانتی ہے۔ اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ میں جب کبھی آتا ہوں۔ ان رسمی باتوں کی پروا نہیں کرتا۔ تم ذرا ساتھ چل کر اس کمرہ کا رستہ دکھا دو۔ پھر میں آپ ہی پہنچ جاؤں گا۔ اور اگر رستے میں اندھیرا ہو۔ تو مت سمجھنا میں زبردستی بوسہ دینے کی کوشش کروں گا۔ نہیں۔ نہیں میں ایمانداری سے اس کا یقین دلاتا ہوں۔" اور یہ کہہ کر مسٹر شیڈ بولٹ نے قریباً ایک منٹ نقالوں کی طرح کچھ کچھ اشارے کئے۔ اور لبوں پر حوصلہ افزا تبسم بھی پیدا کر لیا۔

ایگلنٹائن نے میرن کو نظر سوال سے دیکھا جس پر اس نے بلند نخوت آمیز لہجہ میں جواب دیا۔ "یہ تماشہ ختم ہونا چاہیئے۔ گھنٹی بجاؤ کہ بات طے ہو۔"

"مگر میری رائے میں ایسا کرنا ٹھیک نہیں۔" ایگلنٹائن نے آواز دبا کر کہا۔ "کہیں سچ مچ میڈم گھبرا نہ جائیں۔" پھر مسٹر شیڈ بولٹ کے پاس جا کر اس نے کہا۔ "چلئے صاحب میرے ساتھ آئیے۔"

افسر پولیس نے باقی لڑکیوں کو عاشقانہ سلام کیا۔ اور مس ایگلنٹائن کے ساتھ ایک طرف

کو ہو لیا۔ رستہ میں وہ اس سے چند قدم آگے ہی رہی۔ کیونکہ مسٹر شیڈ بولٹ کی اونے اچھی چھیڑ چھاڑ سے حتی الوسع بچنا چاہتی تھی۔ آخر جب اسے لے کر میڈم اینجلیک کے کمرہ میں گئی۔ تو وہ اکیلی ہی بیٹھی تھی۔ ایگلنٹائن نے شیڈ بولٹ کو اندر بھیجا۔ اور خود یہ خبر لے کر سہیلیوں کے پاس واپس ہوئی کہ اسے دیکھ کر میڈم واقعی بہت گھبرا گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ فرانسیسی عیارہ ایک مدت سے بے چین اور مضطرب رہا کرتی تھی یہ خیال ہر وقت پریشان کئے رکھتا تھا کہ عنقریب کوئی ناگہانی آفت سر پر نازل ہوا چاہتی ہے۔ اب جو اس نے شیڈ بولٹ کو دیکھا تو سردی کی لہر سر سے چل کر پاؤں میں نکل گئی۔ سراغ رساں نے اس شخص کی بے تکلفی سے سلام کیا۔ جو سمجھتا ہو کہ مجھے ہر وقت آنے کا اختیار حاصل ہے۔ اور صاحب خانہ کے دل میں کچھ بھی ہو۔ بہر حال ظاہر میں پرتپاک خیر مقدم پر مجبور ہوگا۔

میڈم اینجلیک قریباً ایک لمحہ اس حالت میں چپ رہ کر کہ اضطراب سے ایک لفظ تک منہ سے نہیں نکلا کہنے لگی "آئیے مسٹر شیڈ بولٹ آئیے۔" اب بھی اس کے اعضا کانپ رہے تھے اور آواز تھرائی ہوئی تھی "میں سمجھتی تھی۔۔ یعنی میرا خیال تھا۔۔ اور غالباً آپ نے کہا بھی تھا۔ کہ اب میرا آنا مدت دراز کے بعد۔۔"

"میرا آنا مدت دراز کے بعد ہوگا" مسٹر شیڈ بولٹ نے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا "بیشک میم اس طرح کے کچھ الفاظ میں نے بے شک آپ سے کہے تھے مگر۔۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے بڑے اطمینان کے ساتھ اپنی ٹوپی کو آستین سے پونچھا۔

"دیکھیے فیصلہ یہ تھا۔ کہ میں آپ کو ایک سو پونڈ سالانہ دیتی رہوں گی" میڈم اینجلیک نے جلدی سے کہا "اور میرے خیال میں ابھی ایک سال کا یہ عرصہ۔۔ یا ممکن ہے" اس نے جلدی سے بات کا رخ بدل کر کہا "آپ کوئی بری خبر لے کر آئے ہیں۔ اور کوئی تازہ واقعہ اس قسم کا پیش آگیا ہے۔۔"

"جی ہاں کچھ ایسا ہی معاملہ تھا کہ مجھے دوبارہ حاضر خدمت ہونا پڑا" افسر پولیس نے اطمینان سے جواب دیا "ورنہ آپ کو معلوم ہے مجھ سا ایماندار شخص جس کی دیانت کا ایک زمانہ مداح ہے۔ کسی خاتون کے جذبات کو صدمہ پہنچانا کبھی پسند نہیں کرتا۔ ایسی باتوں میں تو میرا دل بہت ہی کمزور ہے۔ مگر آپ جانتی ہیں میں آخر ایک ماتحت آدمی ہر وقت افسروں کی حکم برداری پر مجبور رہوں۔۔۔"

"میں سمجھی۔" میڈم اینجلیک نے کہا "آپ کا اشارہ شاید کمشنر پولیس کی طرف ہے...؟"

"جی ہاں انہی کی طرف" سراغرساں نے جواب دیا "مختصر یہ ہے کہ حال ہی میں کسی شخص نے آپ کے مکان کے خلاف ان کے نام ایک شکائتی خط لکھا ہے..."

"اوہ! اوہ! مسٹر سٹیڈبولٹ" بدنصیب فرانسیسی عورت نے دست تاسف ملتے ہوئے کہا "میں کیا اسی روز کہتی تھی۔ کہ اس نامراد دروازہ کو بند کرادیجئے۔ میں تو اپنے کاروبار کے اس حصہ کو ہی ترک کرنے پر تیار تھی۔ اور میرا ارادہ تھا کہ آئندہ صرف کپڑوں کی تجارت سے علاقہ رکھوں گی۔ یا اگر ضرورت ہوئی تو اس کو بھی... مگر آپ ہی نے مجھے روکا اور کہا کہ اس کی حاجت نہیں..."

"بے شک میم، اس وقت میں نے ٹھیک اسی طرح کہا تھا" سٹیڈبولٹ نے قطع کلام کر کے کہا "اور اس وقت میرے نزدیک یہی مشورہ صحیح بھی تھا۔ مگر بار ہا نئے حالات انسان کے فیصلہ کو بالکل ہی پلٹ دیتے ہیں۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی یہی ہوا ہے۔ اس ملاقات کے بعد جب میں نے کمشنر پولیس کو رپورٹ پیش کی۔ تو اس میں لکھا تھا کہ میڈم اینجلیک عنقریب اس کام سے دست بردار ہو جائیں گی۔ اس سے ان کا اطمینان ہو گیا۔ خیال تھا بات دب جائے گی۔ اور آئندہ اس پر توجہ دینے کی ضرورت نہ ہو گی۔ افسر یہ سمجھیں گے۔ کہ میں اس معاملہ میں خود ہی مناسب کارروائی کر رہا ہوں۔ مگر بدقسمتی سے آج سہ پہر کو پھر دفتر سے بلاوا آیا۔ اور کمشنر پولیس نے حکم دیا۔ کہ میڈم اینجلیک سے ملنے کے بغیر اپنے طور پر معلوم کرو۔ آج کل اس کوٹھی کا کیا حال ہے... گھبرایئے نہیں۔ میں دوستانہ پیرایہ میں سب حال عرض کر رہا ہوں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ کمشنر پولیس اور حکام شہر میں کچھ عرصے سے اس سوال پر خط وکتابت ہو رہی تھی۔ اب آخر الذکر کا ارادہ آپ پر مقدمہ چلانے کا ہے۔ اور میں اسی سلسلہ میں آپ کے خلاف شہادت جمع کرنے آیا ہوں۔"

بدنصیب عورت کے منہ سے دبی ہوئی چیخ نکلی۔ قریب تھا کہ اس صدمہ جانگداز کی تاب نہ لاکر بیہوشی کی حالت میں کرسی پر گر جائے کہ مسٹر سٹیڈبولٹ نے جلدی سے شراب کا گلاس بھر کر کے منہ سے لگا دیا۔ میڈم اینجلیک نے بے صبری سے سر ہلایا۔ اور سٹیڈبولٹ کو پرے ہٹنے کا اشارہ کیا۔ اسی پر حضرت نے بڑے اطمینان کے ساتھ گلاس کو اپنے منہ سے لگا لیا۔ اور فرمایا۔ "واہ! ایسی نعمت کیا پھینکی جاسکتی ہے!"

قریبًا ایک منٹ بعد میڈم اینجلیک نے اپنے حواس جمع کر کے دوبارہ ہاتھ ملتے ہوئے کہا "الٰہی اب کیا کیا جائے؟ مسٹر شیڈ بولٹ آپ ہی کہئے مجھے کیا کرنا چاہئے؟ میں آپ کے اگلے احسانات کی بھی ممنون ہوں۔ اب اس مشکل سے نکالئے کہ تازیست آپ کی شکر گزار رہوں۔ مشورہ دیجئے کہ مجھے اس موقعہ پر کیا کرنا چاہئے۔ کیا ان لڑکیوں کو رخصت کر کے مکان میں قفل لگا دوں؟ میں نے پہلے بھی ایسا کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر..."

"دیکھئے میڈم گھبرائیے نہیں۔" افسر پولیس نے کہا "سکون و اطمینان سے غور کرنے [illegible] امید ہے تصفیہ کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور پیدا ہو جائے گی۔"

"آہ! مجھے پہلے ہی امید تھی کہ آپ مجھے جیل سے بچا لیں گے اور ایک بے کس عورت کو تباہ ہوتے دیکھنا کسی حال میں منظور نہ کریں گے۔" میڈم اینجلیک نے لمبی آہ بھر کر کہا۔

"خدا نہ کرے کہ آپ ایسی مشکل میں مبتلا ہوں"۔ شیڈ بولٹ نے جلدی سے کہا۔ "مگر ٹھیرئیے میں آپ سے ایک دو باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کے پاس روپیہ تو کافی جمع ہوگا... یعنی میرا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کو مجبورًا یہ کام ترک کرنا پڑا تو محتاج خانہ کی تو نوبت نہ آئے گی۔ پھر یہ دیکھ کر کہ میڈم اینجلیک کو جواب دینے میں تامل ہے۔ اس نے کہا "دیکھئے مجھ سے پردہ نہ رکھئے۔ اگر آپ کو ایماندار آدمی شیڈ بولٹ کی صلاح لینا منظور ہے۔ تو سب بات سچ سچ کہہ دیجئے۔"

"آپ سے کیا چھپا ہوا ہے۔" فرانسیسی عورت نے مجبور ہو کر جواب دیا "خدا کے فضل سے میرے پاس اتنا روپیہ جمع ہے کہ اس دھندے کو جب چاہوں چھوڑ سکتی ہوں۔ اگلی مرتبہ جب آپ آئے تو میں نے تبھی کام بند کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ صرف اس لئے رک گئی..."

"کس لئے؟" شیڈ بولٹ نے پوچھا۔

"اس لئے کہ جانتی تھی وہ عورت جو بینیر واٹر میں رہتی ہے۔ اور جس کا حال میں نے پیشتر آپ سے کہا تھا۔ اس طرح ہاتھ دھو کر پیچھے پڑی ہے کہ خواہ کہیں چلوں یا رہوں۔ اس کی سختیاں ہر وقت ساتھ ساتھ ہوں گی۔ ایسی حالت میں کام بند کرنا نہ کرنا برابر تھا۔ کیونکہ جواب دہی بہرحال کرنی پڑتی"۔

جس وقت میڈم اینجلیک یہ الفاظ کہہ رہی تھی۔ شیڈ بولٹ اس طرح آہستہ آہستہ پیشانی پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ گویا اپنے منتشر خیالات جمع کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

"عورت جو ہیز داڑ میں رہتی ہے!... آپ کس کا ذکر کرتی ہیں؟" اس نے آخر کار پوچھا۔
"کیا بھول گئے؟ اس روز آپ ہی نے اطلاع دی تھی۔ کہ میرے معاملہ کو کمشنران پولیس کے کانوں تک پہنچانے والی ایک ہندوستانی عورت ہے۔ جو ہیز داڑ کے بنگلہ میں ٹھہری ہوئی ہے..."

"اگر میں نے واقعی ایسا کہا تو ممکن ہے۔ شراب پی کر کہہ دیا ہو" ہیڈ بولٹ نے قطع کلام کرکے جواب دیا۔ "اور ہاں اب جو میں غور کرتا ہوں۔ تو یاد آتا ہے کہ آپ ہی کے اصرار نے مجھے ایسا کہنے پر مجبور کیا تھا۔ یہ خیال پہلے سے آپ کے دماغ میں جاگزین ہو چکا تھا۔ میں نے بھی آپ کو تاریکی میں رکھنے کے خیال سے یا یوں سمجھئے کہ خود صحیح معلومات نہ رکھنے کے باعث اس کی تصدیق کر دی۔"

"تو کیا یہ کارروائی خاتون اندرا کی شرارت سے نہیں ہو رہی ہے؟" فرانسیسی عورت نے پُرشوق لہجہ میں پوچھا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے۔ اس غریب کا اس معاملہ سے کچھ بھی تعلق نہیں" ہیڈ بولٹ نے جواب دیا "حقیقت میں ایک وکیل جو ہیڈ فورڈ روہولبورن میں رہتا۔ اور جس کا نام غالباً مسٹر کولمین ہے۔ اس کی تہ میں کوشش کر رہا ہے۔ میں نے سنا ہے۔ اس نے کمشنران پولیس کے نام ایک بہت سخت چٹھی لکھی ہے۔ پر وہ کیوں ہو۔ اس نے صاف لفظوں میں تحریر کیا ہے۔ کہ میں اپنے حلقہ کے ایک مالدار رئیس کی تحریک سے یہ کارروائی عمل میں لا رہا ہوں۔ کسی وجہ سے میرے موکل کو خود پس پردہ رہنا منظور ہے۔"

"مسٹر کولمین وکیل!" میڈم اینجلیک نے سوچتے ہوئے کہا۔ "جہاں تک یاد ہے۔ میں نے یہ نام پہلے نہیں سنا۔ شاید اس لئے کہ جو لوگ میرے مکان پر آتے ہیں۔ وہ عموماً نام بدل کر آیا کرتے ہیں..."

"اور ان میں سے بہتیرے کئی معلومات جمع کرکے لے جاتے ہیں۔" مسٹر ہیڈ بولٹ نے پُرمعنی انداز سے کہا۔ "دیکھئے میڈم۔ میں صاف گو آدمی ہوں۔ اس لئے سب بات سچ سچ کہہ رہا ہوں۔ کمشنروں کو یہاں تک معلوم ہو چکا ہے۔ کہ آپ نوجوان لڑکیوں کو بہکا کر۔ پھسلا کر اپنے ہاں لاتی۔ اور ان کی حسن فروشی سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ یہ بھی انہیں معلوم ہے کہ نینسی راوڈلے نامی ایک ملازمہ کی جس کے خلاف لورپول میں قتل کا مقدمہ چلا تھا۔ آپ ہی کی کوٹھی

سے تعلق رکھتی تھی ۔ ۔ ۔"

"الٰہی ۔ کیا یہ سب کچھ ان کو معلوم ہو گیا!" میڈم اینجلیک نے گھبرا کر کہا۔

"یہ کیا اس سے بھی زیادہ" شیڈ بولٹ نے اطمینان سے جواب دیا "چنانچہ ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ جس وقت وہ لڑکی مبتلائے مصیبت ہوئی ۔ تو آپ ہی کے ایما سے ایک اور لڑکی ایولین اوبرائن کو آئرلینڈ سے لانے جا رہی تھی ۔ ۔ ۔"

"یہ تو ساری شرارت اسی نابکار لیٹس کی ہے ۔" فرانسیسی بیچارہ نے جوش سے کہا "ضرور اسی نے یہ راز فاش کیے ہیں"

"میں نہیں جانتا کس نے آپ کے راز فاش کیے ہیں ۔" شیڈ بولٹ نے کہا "ہاں اتنا معلوم ہے کہ موجودہ تحریک مسٹر کلمیرم وکیسل کی طرف سے ہوئی ہے ۔ مگر گھبراتی کیوں ہو اور سنو ۔ افسران پولیس کو معلوم ہو گیا ہے ۔ کہ آپ کے کارکن دنیا کے ہر حصہ میں پھیلے ہوئے جا بجا آپ کے مربیوں کے لیے حسین لڑکیاں جمع کرتے ہیں ۔ ایسا ہی ایک واقعہ اسابیلا ونسنٹ ایک اور لڑکی کے متعلق پیش آیا تھا ۔ جسے کچھ آدمی علاقہ کنٹ میں ایک کاشتکار کے گھر سے اڑا کر ہاسٹیگیٹ لے گئے ۔ کیا وہ لوگ آپ ہی کے تنخواہ دار نہ تھے؟"

"افسوس! افسوس! کیا اس کا حال بھی معلوم ہو گیا!" فرانسیسی عورت نے کراہتے ہوئے کہا "بے شک یہ کام میرے ہی آدمیوں کا تھا ۔ لیکن مجھے امید نہ تھی ۔ ۔ ۔"

"خیر آپ کو امید ہو یا نہ ہو ۔ بات بہر حال پولیس کے کانوں تک پہنچ چکی ہے ۔" شیڈ بولٹ نے کہا "اور ہاں ایک معاملہ اور بھی ہے ۔ جو بیرڈ اٹر کی ہندوستانی خاتون کا ذکر آنے سے یاد آ گیا ۔ کیا یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے بیزواٹر میں اس کے بنگلہ سے ایک جوان لڑکی مس ایشٹن کے اغوا کی کوشش کی تھی ۔ مگر رستہ میں ایک رئیس اس کو بچا لے گیا؟"

"آہ! یہ واقعہ بھی صحیح ہے ۔" میڈم اینجلیک نے تسلیم کیا ۔ پھر اپنے دل سے باتیں کرتے ہوئے کہنے لگی "لیکن اگر اندرا نے کرسٹینا کا حال کہہ دیا ۔ تو عجب نہیں باقی حالات بھی اسی نے ظاہر کیے ہوں ۔"

"مگر میں اطمینان دلاتا ہوں کہ جس ہندوستانی خاتون کا تم ذکر کرتی ہو اس کا موجودہ کارروائی سے کچھ تعلق نہیں ۔" شیڈ بولٹ نے کہا "پس اس کی طرف سے فکر مند ہونا بے سود ہے ۔ اصلی خطرہ کولمین وکیسل کی طرف سے ہے ۔ جو پس پردہ سب کام کر رہا ہے ۔ میرے بھائی"

حالات نیز ان واقعات سے جو کمشنران پولیس کو معلوم ہو چکے ہیں بآسانی اندازہ ہو سکتا ہے کہ معاملہ اب خطرہ کی حد کو پہنچ چکا ہے۔ دشمن ذی اثر ہیں۔ اس لئے اگر اب بھی آپ نے اپنی مرضی سے کام بند نہ کیا۔ تو پھر دوسروں کے حکم سے کرنا پڑے گا۔ میری مانئے تو جب آپ کے پاس روپیہ کی کمی نہیں تو یہ کاروبار چھوڑ کر کسی دوسری جگہ مثلاً فرانس چلے جائیے۔“

میڈم اینجلیک کے چہرہ سے فکر و اضطراب ظاہر ہونے لگا۔ اسی گھبراہٹ میں اس کے منہ سے نکلا "میں کس منہ سے فرانس جاؤں۔ بلجیم، جرمنی اور فرانس میں اغوا کے جو واقعات پیش آئے تھے۔ ان کی وجہ سے میں یورپ کے کسی ملک میں جانے کی جرأت نہیں کر سکتی۔“

”تو خیر انگلستان میں ہی ٹھہریے۔“ مسٹر شیڈ بولٹ نے کہا۔ ”اور سوچئے کہ معاملہ کی موجودہ صورت کیا ہے۔ اگر میں نے اپنی رپورٹ میں لکھ دیا کہ میں نے استغاثہ کی تائید میں کافی شہادتیں جمع کر لی ہیں۔ تو ضرور آپ پر مقدمہ چلے گا۔ اب تک کمشنروں کو یہی معلوم ہے کہ میں آپ کو دوستانہ مشورہ دینے نہیں بلکہ آپ کے خلاف جاسوسی کرنے آتا ہوں وہ سمجھتے ہیں کہ پہلی بار جو حال میں نے ان سے بیان کیا تھا۔ وہ میری آپ کی گفتگو کا نتیجہ نہیں۔ محض ذاتی مشاہدہ پر مبنی تھا۔ چونکہ انہیں مجھ پر یقین کامل ہے۔ اس لئے دوبارہ یہ کام میرے ہی سپرد کیا گیا ہے۔ اب میں اپنی رپورٹ کو ایک دو روز ملتوی کر کے آخر میں کہہ دوں گا۔ ایک ضروری کام کی وجہ سے وہاں نہیں جا سکا۔ اتنے میں آپ نے لڑکیوں کو رخصت کر کے کام بند کر دیا۔۔۔“

”بس بس یہ فیصلہ بہت مبارک ہے۔ میں اس کے ساتھ کپڑے کا کام بھی بند کر دوں گی“ میڈم اینجلیک نے جلدی سے کہا۔ اب اس کے دل سے ایک بھاری بوجھ اٹھ گیا تھا۔ اور وہ زیادہ اطمینان سے سانس لینے لگی تھی۔

”مگر کپڑے کا کام بند کرنے کی کیا حاجت ہے؟ اسے چلنے دیجئے۔“ شیڈ بولٹ نے کہا۔

”پارچہ فروشی کا نفع حسن فروشی کے نفع کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔“ فرانسیسی عورت نے جواب دیا۔ ”اس لئے بے فائدہ دردسر مول لینا فضول ہوگا۔ یوں بازار میں بھی میرا کئی امیر خاندانوں سے تعلق ہے۔ مگر میں آج تک ادھار بیچا کرتی تھی۔ کچھ لوگ مدت دراز کے بعد روپیہ بھیج دیتے تھے۔ اور کچھ بھیجتے ہی نہیں تھے۔ اس کے علاوہ خریداروں میں سے آدھے تو ہی وقت

جدا ہو جائیں گے ۔ جب ان کے لئے سامان کشش باقی نہ رہا ۔ بس فیصلہ یہ ہے کہ دونو کام بند کر کے علیحدہ ہو جاؤں ۔ روپیہ گذارہ لائق کافی ہے ۔ رہ گئیں لڑکیاں ۔ میں ان کو بھی کہیں ٹھکانے لگا دوں گی ۔ اور اپنے دل سے ۔" اس میں بھی اپنی لئے نفع کی صورت پیدا کر سکوں گی ۔"

" بس تو ایسا ہی کیجئے ۔" مسٹر شیڈ بولٹ نے کہا "میں بتاؤں گا یہ کام بند کر کے آپ کن ذریعوں سے روپیہ کما سکتی ہیں ۔"

" کیا آپ ؟" میڈم اینجلیک نے حیرت سے پوچھا ۔

" ہاں میں ... میں ایماندار آئیک شیڈ بولٹ ۔ لیکن خیر یہ ذکر تو رہیگا ۔ ابھی تو آپ اس کام کو بند کر کے مضافات میں کوئی کوٹھی کرایہ پر حاصل کیجئے ۔ اور آرام کی زندگی گذاریئے میں قریباً ایک ہفتہ بعد پھر یہ جگہ دیکھنے آؤں گا ۔ اور اس کے بعد رپورٹ میں لکھ دوں گا کہ حسن فروشی بند ہو گئی ۔ لڑکیاں چلی گئیں اور پاس والے درزی نے درمیانی دروازہ بھی بند کر دیا غرض مقدمہ کا تو خاتمہ ہوا ۔ اور اب پیاری میڈم اگر آپ کے نزدیک میری تکلیف اور زحمت کسی قابل ہو ..."

" کیوں نہیں ۔ کیوں نہیں ۔" میڈم اینجلیک نے جلدی سے کہا ۔

ہر چند مسٹر شیڈ بولٹ کے الفاظ سے حریصانہ خود غرضی ظاہر ہوتی تھی ۔ تاہم وہ اس کی کارگزاری سے ہر طرح مطمئن تھی ۔

اس نے مسٹر شیڈ بولٹ کو ایک معقول رقم انعام دی جس کے بعد وہ رخصت ہو گیا میڈم اینجلیک نے اُسے دوبارہ آئینہ دار دروازہ کے کمرہ میں بھیجنا بے ضرورت سمجھا ۔ اس لئے گھنٹی بجا کر ایک وردی پوش نوکر کو بلایا ۔ اور وہ مسٹر شیڈ بولٹ کو سیدھی راہ سے باہر چھوڑ آیا اس کے قریباً دس منٹ بعد ڈیوک آف مارچ مونٹ کی آمد کی خبر پہنچی ۔

باب ۔ ۸۷

ستہ کا بیوپار

ڈیوک کا چہرہ زرد اور اترا ہوا تھا ۔ اور صورت کہے دیتی تھی کہ فکر جانکاہ کا شکار ہے ۔ پھر بھی اس شاندار کمرہ میں داخل ہوتے ہوئے جہاں میڈم اینجلیک بیٹھی تھی ۔ اس نے چہرہ پر اخلاق آمیز

تبسم کے آثار پیدا کر لیئے۔

لیکن آج میڈم اینجلیک نے اس سرگرمی سے تقدیم نہ کی جس سے پیشتر کیا کرتی تھی۔ چنانچہ ڈیوک نے بھی محسوس کیا کہ اس کا سلام اور عام رویہ اگر کامل سرد مہری کا نہیں۔ تو بھی لاپروائی کا غالب عنصر لیئے ہوئے تھا۔

وہ کمرہ میں داخل ہو کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور ایک لمحہ بنظر غور اس کی طرف دیکھتا رہا۔ گویا معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اس کی حالت واقعی بدلی ہوئی ہے۔ یا مجھی کو دھوکا ہوا ہے۔ پھر بولا۔ "میرے قابل رفیق۔ شریک اور نائب مزاج تو بخیر ہیں؟ کہیئے کیا حال ہیں کوئی نئی تجویز سوچی گئی ہے ۔۔۔؟"

"جی ہاں ایسی جس کا سرکار کو گمان تک نہ ہوگا۔ اور جو نہایت دوررس اور موثر ہے"

"کیا خوب" ڈیوک نے شوق سے کہا۔ "شاید وہ تجویز ہی اس سکوت و نقاہت کا اصلی باعث ہے۔ ایسا ہو تو وہ ضرور کوئی ایسی چیز ہوگی۔ جس سے تم ۔۔ بلکہ ہم دونو کینہ توز اندرا کے انتقام سے بطریق احسن محفوظ رہ سکیں گے۔"

"مائی لارڈ۔ اندرا کے انتقام کا اب مجھے قطعاً خوف نہیں۔" فرانسیسی عورت نے جواب دیا۔ اور ڈیوک نے دیکھا کہ اس کا لہجہ مستقل اور انداز تکلم آزادانہ تھا۔

مارچ مونٹ حیران تھا۔ کہ آج اسے ہو کیا گیا ہے پھر بھی ضبط کر کے کہنے لگا "میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔ کیا اندرا کو کوئی حادثہ پیش آیا ہے یا تمہیں کو اس معاملہ میں کامیابی حاصل ہوئی ہے؟ منتہائے سوال یہ ہے۔ کیا تم نے اندرا کے خلاف سگونہ کے خنجر یا چڑیا گھر کے سانپ سے کوئی بہتر طریقہ اختراع کیا ہے؟"

"خدا کا شکر ہے کہ وہ عورت خنجر کے پھل یا سانپ کے زہر سے نہیں مری۔ کم از کم میرا ضمیر اس جرم کے بوجھ سے محفوظ ہے۔"

"تو پھر تمہارا مطلب کیا ہے؟" امیر موصوف نے اور بھی متعجب ہو کر کہا۔ ساتھ ہی اسکو میڈم اینجلیک کے لہجہ و اطوار سے خوف بھی محسوس ہوا "آخر کونسی تجویز ہے۔ جس کا ذکر کرتی ہو؟"

"سنیئے میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ آج سے اپنا کاروبار بند کر کے وہاں میں عافیت کی زندگی بسر کروں گی۔ اور باقی عمر سکون و اطمینان کے ساتھ گذاروں گی۔ آج سے میں نے اس گناہ کی زندگی اور اس کے خطروں کو ہمیشہ کے لیئے خیرباد کہنے کا ارادہ کر لیا ہے۔"

ڈیوک آف مارچ مونٹ ان الفاظ کو سن کر سناٹے میں آ گیا۔ جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔ وہ نہ اچکمازی اندرا سے بہت ڈرتا تھا۔ اور ہمیشہ کے لئے اس کا منہ بند کرنے کی غرض سے اس کی ہلاکت کا خواہشمند تھا۔ اب تک مسیڈم اینجلیک اس کام میں حسب دلخواہ مدد دیتی رہی تھی۔ مگر اسی نے دیکھا کہ اب بعض نئے حالات کے اثر سے وہ یکایک اس کے ہاتھ سے نکلی جاتی ہے۔

گھبرا کر کہنے لگا۔ کیا مذاق کر رہی ہو! یقین نہیں آتا۔ کہ تم ایسے نفع بخش کام... ایسی فائدہ مند تجارت کو ترک کر دو۔"

"تجارت جیسا آپ کہتے ہیں بے شک فائدہ مند تھی۔ مگر اس کی وجہ سے بارہا اور وں کا آلۂ کار بننے پر مجبور ہونا پڑتا تھا۔ آج سے اس حالت کا خاتمہ ہوتا ہے۔" میڈم اینجلیک نے ڈیوک کی طرف پرمعنی انداز سے دیکھتے ہوئے اپنے لفظوں پر خاص زور دے کر کہا۔

"افسوس ہے ہمارا مطلب کچھ نہیں سمجھا" مارچ مونٹ نے کہا۔ "الفاظ مجھے بھی چبھتے ہیں حالانکہ میں زندگی بھر تم سے دوستانہ برتاؤ کرتا رہا ہوں..."

"جی ہاں۔ آپ نے ہمیشہ میری خدمات کا معاوضہ کھلے دل سے دیا ہے" میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔ "مگر چونکہ میں نے بھی آپ کی خدمتگذاری میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ اس لئے اس بارہ میں ہمارا احساب برابر ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر آپ نے مجھے ایک ایسے جرم کا شریک کار بنانے کی کوشش کی جسے اب بھی یاد کرتی ہوں تو خوف سے بدن کانپ جاتا ہے۔ بارہا یہ سوچ کر تعجب ہوتا ہے کہ میں اس کے لئے آمادہ کیسے ہوئی۔ اس میں شک نہیں آپ نے ایک طرف مجھے بہلانے اور چمکارنے کی کوشش کی۔ اور دوسری جانب یہ خوف بھی دلایا کہ خود تمہیں اندرا کی طرف سے کئی ایک خطروں کا سامنا ہے۔"

"پھر کیا جو کچھ میں نے کہا وہ غلط تھا؟" ڈیوک نے بمشکل اپنے اضطراب کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا مسیس کا آدمی ابھی ہی زبان سے نہیں کہہ گیا تھا...؟"

"بے شک وہ میرے ہاں آیا تھا۔ مگر میں نے اس کے منشا کو غلط سمجھا۔ اب معلوم ہوا کہ پولیس میرے خلاف جو کارروائی کرنا چاہتی تھی۔ اس سے خاتون اندرا کا کچھ بھی تعلق نہیں کوئی اور مالدار شخص پس پردہ رہ کر اپنے وکیل مسٹر کولمین کی معرفت سب کارروائی کر رہا ہے"

"کولمین!... کولمین!" ڈیوک نے بظاہر اپنے دل سے باتیں کرتے ہوئے کہا۔ پھر بولا

"یہ نام میں نے پیشتر بھی سنا ہے۔ مگر یاد نہیں کن حالات میں۔ کولین!... آہ یاد آگیا۔ غالباً یہی وہ وکیل ہے۔ جو آمینٹ کو بہت سا روپیہ اُدھار دیتا رہا ہے۔"

"کیا آپ اس شخص سے واقف ہیں؟" نرانسیسی عیارہ نے پوچھا۔ "لیکن خیر میں نے جو ارادہ کیا ہے اس پر قائم رہوں گی۔ آج شام میری طبیعت کو وہ سکون و اطمینان حاصل ہے جو مدت سے نہ ہوا تھا۔ اس لئے میں نے عہد کر لیا ہے کہ آئندہ کبھی ان لوگوں کی باتوں میں نہ آؤں گی جو اپنا مطلب نکال لینے کے لئے اوروں کو سبز باغ دکھا کر ان کی سلامتی خطرہ میں ڈالا کرتے ہیں۔"

"یہ طنز کیا میرے لئے ہے؟" ڈیوک نے غصہ میں بھر کر کہا۔ "اگر ایسا ہے تو بخدا تم بے وجہ بدظنی کرتی ہو۔ میں نے جو کچھ کیا وہ محض اس خیال سے تھا۔ کہ تمہیں خطرہ کا سامنا ہے..."

"چلئے جو ہو گیا۔ اس پر بحث کرنا عبث ہے۔" میڈم اینجلیکا نے قطع کلام کر کے کہا۔ پھر دوبارہ وہی طنزیہ لہجہ اختیار کر کے اس نے کہا۔ "اب تو یقیناً آپ مجھ کو مبارکباد کا مستحق سمجھیں گے۔ کہ جس خطرہ کو ہٹانے کے لئے آپ اتنی کوشش کیا کرتے تھے۔ وہ خود ہی ٹل گیا۔"

"اگر واقعی ایسا ہو۔ تو میں سب سے پہلے تم کو مبارکباد دینے کو تیار ہوں۔" مارچ مونٹ نے کہا۔ "مگر دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم غلطی سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھو اور خطرہ قائم رہے۔ ایسی حالتوں میں جب انسان پر اچانک وار ہوتا ہے..."

"اس نصیحت کے لئے میرا شکریہ قبول ہو۔" عورت نے قطع کلام کر کے کہا۔ "آخر میں بھی دودھ پیتی بچی نہیں ہوں کہ اتنی سی بات نہ سمجھوں۔ کل سے لڑکیوں کو موقوف اور کاروبار بند کرتی ہوں... مگر نہیں۔" اس نے دفعتاً کچھ سوچ کر کہا۔ "میں انہیں موقوف نہ کروں گی۔ ان سے میرا سلوک ہمیشہ مادرانہ شفقت کا رہا ہے۔ اس لئے آئندہ بھی ضرور ان کا خیال رکھوں گی۔ اور ان میں سے ہر ایک کو ایسی جگہ پہنچا دوں گی۔ جہاں اس کی زندگی حفاظت و آرام سے بسر ہو۔"

اتنا کہہ کر میڈم اینجلیکا نے ایک ہلکا طنزیہ قہقہہ لگایا جسے سُن کر ڈیوک نے غصہ اور اضطراب سے اپنے ہونٹوں کو کاٹا۔ صاف ظاہر تھا کہ عورت اپنے عہد پر پکی سے قائم ہے۔ اور آئندہ اس سے کسی امداد کی توقع فضول ہو گی۔ اس کے ساتھ یہ بھی واضح

تھا کہ خود اپنی بہتری کے لئے اس سے دوستانہ تعلق قائم رکھنا ضروری ہے۔ کسی نہ کسی طرح واقعات حال کی نسبت اُسے خاموش رکھنا لازم تھا۔ اور ظن غالب تھا کہ وہ اپنی بہتری کے خیال سے اس بارہ میں چپ رہیگی۔ پھر بھی ڈیوک کو یہ تشویش برابر لگی ہوئی تھی۔ کہ ایسا نہ ہو وقت بے وقت اس کے منہ سے کوئی بات میرے خلاف نکل جائے۔

سارے پہلو سوچکر مارچ مونٹ نے اخلاق کا لہجہ قائم رکھنا ہی ضروری سمجھا چنانچہ لبوں پر مصنوعی تبسم پیدا کرکے اس نے کہا۔ "میڈم حالات کی اس خوشگوار تبدیلی پر میں تمہیں سچے دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ خاتون اعظم کی طرف سے تمہیں کسی خطرہ کا احتمال نہیں۔ بہرحال اب تم باقی زندگی کنج عزلت میں بسر کرنے کے لئے آمادہ ہو۔ اگر میں کسی کام میں مدد دے سکوں تو بے تکلف کہ ڈالو۔"

"میں اس مروت کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔" میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔ "دراصل مجھے سب سے زیادہ فکر ان لڑکیوں کے لئے ہے۔ اس لئے اگر آپ اس بارہ میں میری کچھ مدد کر سکیں تو داخل عنایات ہوگا۔ میں اپنے کاروبار کو اچھی حالت میں بند کرنا چاہتی ہوں اور خواہش یہ ہے کہ میرے بعد ان کو جو مجھے بیٹیوں کی طرح عزیز ہیں کچھ تکلیف نہ ہونے پائے اور انہیں کسی سے یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ اس نے دم آخر میں ہم سے بدسلوکی کی۔ میری کوٹھی کا صحیح حال بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ اس لئے اگر ان لڑکیوں کو وجہ شکایت پیدا نہ ہو۔ تو میرے کاروبار بند کرنے پر عام لوگ یہی کہیں گے کہ بڑی نیک عورت تھی جو اپنی محنت سے دولت جمع کرکے کام بند کر گئی۔"

"بے شک یہی ہونا چاہئے" مارچ مونٹ نے جلدی سے کہا۔ "تمہارا مطلب یہ ہے کہ ماضی کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ اگر ان لڑکیوں کا گذارہ مقرر ہو گیا۔ تو وہ حال کی نسبت یقیناً خاموش رہینگی۔ رہ گیا مستقبل۔ تو وہ کچھ تمہارے کمائے ہوئے روپیہ اور کچھ مجھ ایسے دوستوں کی مدد سے جو ہمیشہ تمہاری سرپرستی کرتے رہے ہیں۔ ہر طرح محفوظ ہے۔"

"اس تازہ عنایت کے لئے پھر شکریہ ادا کرتی ہوں۔ واقعی آپ سے اسی احسان کی امید تھی۔" میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔ "میں بھی اپنے احساس ممنونیت کو عملی صورت میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ آرزو ہے کہ دم رخصت اپنے خاص مربیوں کو وہ تحفہ پیش کروں جسے وہ عمر بھر یاد رکھیں۔ میرے محسنوں میں آپ کا نمبر اول ہے۔ فرمایئے ان چار گلرخان شیریں ادا

میں سے آپ کس کو پسند کرتے ہیں ؟"

مارچ مونٹ سمجھ گیا کہ عنایت کے پردہ میں ایک جبر ہے جسے ضرور ہی قبول کرنا پڑے گا کہنے لگا۔" اچھا تو انگلسٹا ئن مجھے دے دو۔ میں کل ہی اس کے لئے کسی عمدہ مکان کا بندوبست کر دوں گا جس کی اطلاع تمہیں پہنچا دی جائے گی۔ شام تک اس کو وہاں بھجوا دینا۔"

معاف کیجیے مجھ سے غلطی ہو گئی۔" میڈم اینجلیک نے جلدی سے کہا "دراصل انگلسٹا ئن کا معاملہ باقیوں سے بالکل جدا ہے۔ اس کی نسبت میں کچھ خاص ارادہ رکھتی ہوں۔ باقیوں میں سے جسے آپ پسند کریں۔ ۔ ۔"

" نہیں یہ نہ ہوگا!" ڈیوک نے قطع کلام کر کے کہا۔" ارمنٹا ئن اور رنڈا ان سے میں کسی کو منظور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ انہیں تمہارے مکان پر رہتے مدت گذر گئی۔ اور میرے احباب میں ہر شخص ان سے واقف ہے۔ اب اگر میں نے ان میں سے کسی کو لے لیا۔ تو یار لوگ یہ کہہ کر میری ہنسی اڑائیں گے۔ کہ دوستوں کی پسچوردہ کھانا ہی جانتا ہے۔ ۔ ۔"

" نہ سہی۔ ان کو چھوڑ دیجیے" فرانسیسی عورت نے کہا "میرین کیا کم ہے۔ اس کو قبول کیجیے۔"

" اس میں بھی دقت ہے۔" ڈیوک نے جواب دیا" ایک تو وہ سر سے مجھ کو ناپسند کرتی ہے۔ تمہیں یاد ہوگا۔ ایک دو بار مجھے اس کے ہٹ کی شکایت بھی کرنی پڑی تھی۔"

" مگر یہ تو ان حسینوں کی شوخیاں ہوتی ہیں۔ اسی طرح وہ اپنے آپ کو مقبول و منظور بناتی ہیں۔"

" ہاں پر ایک وجہ اور بھی تو ہے۔" ڈیوک نے جلدی سے کہا

"رہنے دیجیے کہ آپ کی دوستی کا بھرم کھل گیا۔" میڈم اینجلیک نے قدرے جوش سے کہا۔ اور ساتھ ہی اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

" خفا نہ ہو۔ خفا نہ ہو۔" مارچ مونٹ نے گھبرا کر کہا۔" یہ تو محض ایک اصولی بحث تھی۔ ۔ ۔"

" لیکن مجھے آپ سے بحث کرنا منظور نہیں۔" فرانسیسی عورت نے کہا۔" ارادہ ہو تو میرین حاضر ہے۔ ورنہ نہ سہی۔ ہاں اس صورت میں یہ جان لوں گی کہ حضور کے دوستی کے دعویٰ کی اصل حقیقت کیا تھی۔"

مارچ مونٹ نے گھبرا کر ہونٹ کو دانتوں سے دبا لیا۔ مگر میڈم اینجلیک کے چہرہ پر عزم راسخ کا اظہار دیکھ کر بات کو ہنسی میں ٹالنے کی کوشش کی۔ کہنے لگا "خیر معلوم ہو گیا سب عورتوں کی طرح تم میں بھی تریاہٹ موجود ہے۔ بہت اچھا جسے تم میرے لیئے پسند کرتی ہو وہی مجھکو بھی منظور ہے۔"

"بس طے ہوا۔" میڈم اینجلیک نے کہا۔ "آج سے میرن آپ کی ہو گئی۔ اور مجھے یقین ہے وہ بھی ارل کے بدلے ایک نامدار ڈیوک کی سرپرستی حاصل کرنا کم باعث فخر نہ سمجھیگی۔"

اس کے لہجہ میں ہلکا طنز موجود تھا۔ کیونکہ یہ کسک اب تک دل میں باقی تھی کہ مارچ مونٹ نے اندرا سے ذاتی انتقام لینے کے لئے مجھے بے وجہ آلہ کار بنایا۔ ڈیوک اس کے خیالات کو سمجھ گیا۔ اور حالت اضطراب میں اس نے پھر ایک بار ہونٹ کاٹا۔ مگر جیسے بھی ممکن تھا صحیح جذبات چھپانے کی کوشش کی۔ اور رسمی سلام کے بعد رخصت ہوا۔

میڈم اینجلیک کے گھر سے نکل کر وہ فکر و تشویش کی حالت میں بازار میں چلنے لگا۔ یقیناً اس کے لئے اضطراب و پریشانی کی لا انتہا وجوہ تھیں۔ مگر ان میں تازہ تر میرن کا گلے باندھا جانا تھا۔ اسے معلوم تھا یہ عورت ایک زمانہ میں ارل آف بلٹنگ کی داشتہ رہ چکی ہے۔ اسلئے ایک اونے رئیس کی چھوڑی ہوئی ہڈی کی منظوری پر مجبور ہونا سخت ہی رنجیدہ تھا۔ اس میں شک نہیں مال و دولت کی اس کے ہاں کمی نہ تھی۔ اس لئے ایک میرن تو کیا ایسی دس عورتوں کے اخراجات کی بھی فکر نہ ہوتی۔ مگر ادنے واعلے کا امتیاز چونکہ گناہ و بداخلاقی کے حلقہ میں بھی موجود ہے۔ اس لئے یہ خیال سوہان روح تھا۔ کہ ایک ارل کی ٹھکرائی ہوئی عورت کو قبول کرنا کسر شان ہی نہیں انتہائی ذلت کی علامت ہے۔ یہی عورت کسی بادشاہ شہزادہ یا شاہی خاندان کے کسی ڈیوک کے پاس رہ چکی ہوتی۔ تو مضائقہ نہ تھا۔ مگر ڈیوک ہو کر ارل کی داشتہ قبول کرنا۔ اف! یہ ذلت موت سے بدتر تھی۔ ناظرین دیکھ لیں۔ وہ شخص جسے میڈم اینجلیک ایسی ادنے اخلاق کی عورت کی رفاقت سے عار نہ تھی۔ جس نے رو بمبارڈی اندرا ایسی نیک و پاک عورت کی آبرو اور جان کے خلاف انتہائی تدابیر سے دریغ نہ کیا تھا کس خفیف بات پر اتنا مضطرب ہو رہا ہے!

خیر جیسا ہم نے بیان کیا۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ فکر و اضطراب کی حالت میں آہستہ آہستہ چلی رہا تھا۔ کہ دفعتاً کسی نے نام لے کر پکارا۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو آنریبل ولسن سامنے کھڑا ہوا تھا!

"سرکار کو آداب" اس بے اصول بدمعاش نے بے تکلفی سے کہا۔

"آہ! کیا برس ہو آئے؟" ڈیوک نے کسی قدر سرد مہری سے پوچھا۔

"جی ہو آیا" سٹینہوپ نے جواب دیا۔ "بدقسمتی سے وہاں ایسے آدمیوں سے پلے پڑے جو میرے بھی استاد نکلے۔ اور ساری جمع جتھا لے اڑے۔ اب اسی فکر میں تھا۔ کہ کسی سے امداد مانگوں کہ اتفاق سے حضور کے درشن ہو گئے۔۔۔"

"تو کیا ان دنوں جیب بالکل خالی ہے؟" ڈیوک نے آہستہ سے کہا۔ سٹینہوپ کی درخواست نے اس کے دل میں کچھ نئے خیالات پیدا کر دیے تھے۔

"خالی۔ بالکل خالی" سٹینہوپ نے جواب دیا۔ "اس وقت تو کہیں سے پچاس پونڈ ہی مل جائیں۔ تو انہیں نعمت عظمیٰ سمجھوں۔ کیا حضور پرانے تعلقات کو پیش نظر رکھتے ہوئے نیز اس خیال سے کہ اوک لینڈز والے معاملہ میں اتفاقاً ناکامی نہ ہوتی۔۔"

"ہاں تھی اس میں تمہارا کچھ قصور نہ تھا" ڈیوک نے تسلیم کیا "بہرحال اس کا تو تمہیں بھی اعتراف ہو گا۔ کہ میں نے ادائے انعام میں پھر بھی کوتاہی نہیں کی۔ مگر ان گذری ہوئی باتوں کو جانے دو۔ چاہو تو اب بھی امداد کر سکتا ہوں۔ بھلا یہ تو بتاؤ۔ اگر کل ہی تمہارے لئے ایسا انتظام ہو جائے۔ کہ رہنے کو آراستہ مکان تقدیم کے لئے ایک مہ پارہ نازنین اور بنک میں پانسو کی رقم جمع ہو تو۔۔۔؟"

"تو میں سمجھوں گا۔ حضور نے اس عورت کی علیحدگی کے لئے جس سے طبیعت سیر ہو چکی تھی نہایت فیاضانہ تجویز سوچی ہے" سٹینہوپ نے جواب دیا۔ "اور اس عنایت کو بے تامل دلی ممنونیت کے ساتھ قبول کر لوں گا۔"

"بس تو معاملہ طے ہو گیا" مونٹ نے کہا۔ "تصدیق کے لئے سر دست اسے اپنے پاس رکھو۔" اور یہ کہتے ہوئے ڈیوک نے چپکے سے اپنا بٹوہ سٹینہوپ کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ پھر کہا "کل رات میرے مکان پر آنا۔۔۔ مگر نہیں بلکہ بلگریو سکوئر والے مکان پر تمہارا آنا ٹھیک نہ ہوگا۔ تم مجھے ٹھیک سات بجے کلیرنڈن ہوٹل میں ملنا۔ وہاں اکل و شرب کے بعد میں اس جنت میں لے چلوں گا۔ جہاں ایک حور طلعت حور تمہارا انتظار کرتی ہو گی"

"یقین فرمائیے میں وقت مقررہ پر حاضر خدمت ہو جاؤں گا" ولسن سٹینہوپ نے جواب دیا۔ "مگر گستاخی معاف یہ عنایت کسی مطالبہ عظیم کی تمہید تو نہیں ہے؟"

"یعنی کیا؟" مارچ مونٹ نے پوچھا۔ گو اس کے لہجے سے سٹینہوپ کو اور زیادہ یقین ہو گیا۔ کہ میرا گمان غلط نہ تھا۔

"مائی لارڈ۔ آپ کی اجازت سے میں اس معاملہ کو صاف کر دینا چاہتا ہوں۔" اس نے کہا۔ "دیکھئے۔ میں نے فقط پچاس پونڈ مانگے تھے۔ آپ نے ان کے عوض پانسو نقد دینے کا وعدہ کیا۔ اور ساتھ ایک ملکہ حسن وجمال پیش کی۔ کسی منزک پارٹی کی علیحدگی کے لئے یہ معاوضہ کیا بہت گراں نہیں ہے ۔۔۔؟"

"بخدا تم سمجھے نہیں۔" ڈیوک نے قطع کلام کر کے کہا۔ "یہ عورت صحیح معنوں میں میری داشتہ نہ تھی۔ ویسے میں کئی بار اس سے ملا ہوں۔ جنسی ٹھٹھا بھی ہوتا رہا ہے۔ مگر اس سے زیادہ کی قسم ہے ۔۔۔ ایک زمانہ میں یہ عورت بلنٹنگ کے پاس رہا کرتی تھی۔ اور آج کل میڈم اینجلیک کے ہاں ٹھیری ہوئی ہے۔ کل وہ ایک شاندار مکان میں تمہارے خیر مقدم کو تیار ہوگی۔"

"عنایت! مہربانی!" سٹینہوپ نے کہا۔ "مگر یہ خیال اب بھی رہ رہ کر پیدا ہو رہا ہے کہ اس کرم فرمائی کی تہ میں کوئی اور بات نہ ہو۔ دل یہی کہتا ہے کہ آپ کسی خاص کام میں میری امداد چاہتے ہیں۔ اور یہ سب اسی کا بیعانہ ہے۔"

"چلو یوں سہی۔ پھر کیا؟" ڈیوک نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ بہر حال بات کھل گئی۔ اب جس وقت آپ حکم دیں گے۔ تیار رہوں گا گو بہتر ہے کہ اس کام کی نوعیت فوراً ظاہر کر دیجئے۔ کہ میں بھی اپنا انتظام مکمل کر لوں۔"

"اچھا میں سب حال کل رات تم سے کہہ دوں گا۔ اس کے بعد جس طرح جی چاہے کرنا"

اتنا کہہ کر مارچ مونٹ رخصت ہوا۔ مگر ایک ہی بازار طے کر پایا تھا کہ دیکھا مسٹر آرمیٹج چند قدم آگے اسی راہ میں چل رہا ہے۔ ڈیوک نے قدم بڑھا کر اس کو جا لیا۔ مگر صورت دیکھتے ہی معلوم ہوا کہ وہ پھر کسی ناگوار الجھن میں پھنسا ہوا ہے۔

"کیوں ٹریورس۔ کیا پھر انقلاب زمانہ کی شکایت ہے؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"ٹریورس! پھر ٹریورس!" آرمیٹج نے چونک کر کہا۔ "سرکار ناعاقبت اندیشی کرتے ہیں"

"آہ! میں بھول گیا۔" ڈیوک نے کہا۔ "یہ نام کئی بار بے خبری میں نکل جاتا ہے۔ مگر کیوں میرا قیاس تو غلط نہیں؟" کسی قدر افسردگی کے لہجہ میں "افسوس آرمیٹج۔ تم نے مجھ سے

معاملہ کی صفائی نہ برتی۔ حالانکہ میں نے صاف کہہ دیا تھا۔ اگر اب کی مرتبہ بھی ہار گئے۔ تو اس سے مجھے سخت تکلیف ہوگی۔"

"لیکن عجب نہیں۔ اس تکلیف کا سلسلہ ابھی اور جاری رہے"۔ آرمیٹج نے لاپروائی سے کہا۔

"میں اس پر بھی کہوں گا کہ اپنے محسنوں سے تمہارا سلوک اچھا نہیں"۔ ڈیوک نے کہا "قریباً پانچ ہفتے گذرے۔ تم چند روز کا وعدہ کر کے ۲۵ ہزار پونڈ ادھار لے گئے تھے۔ کیا اس وعدہ کو پورا کرنا داخل فرض نہ تھا؟"

"تھا سہی۔ مگر۔ . ." آرمیٹج نے سرسری لہجہ میں کہنا شروع کیا۔

"شاید مسٹر کولمین کی طرف سے مایوسی ہوئی۔ کیونکہ تم نے اس کے لین دین کا ذکر کیا تھا"۔ ڈیوک نے زیادہ مصالحانہ لہجہ میں کہا۔ "ایسا ہو تو پھر بے شک تمہارا عذر معقول ہے۔"

آرمیٹج چپ رہا۔ اور اس حالت میں تھوڑی دور ڈیوک کے پہلو میں چلتا گیا۔

"خیر معلوم ہو گیا۔ تم کس لئے وعدہ پورا نہ کر سکے۔" ڈیوک نے آخرکار کہا۔ "اب میں تم کو معاف کرتا ہوں۔ . . مگر ہاں یہ شخص مسٹر کولمین کون ہے؟"

"وکیل ہے۔ غالباً پہلے بھی میں نے اس کا ذکر آپ سے کر دیا تھا۔ اس لئے دوبارہ پوچھنا بے ضرورت تھا"۔ آرمیٹج نے تنک کر کہا۔

"کیا اس نے وعدہ خلافی کی؟" ڈیوک نے آرمیٹج کی بدمزاجی نظر انداز کر کے پوچھا۔

وہ پھر چپ ہو گیا۔ مگر جلدی ہی کہنے لگا۔ "آپ پروہ نہیں۔ مسٹر کولمین نے وعدہ خلافی نہیں کی۔ اس نے حسب وعدہ روپیہ دیدیا۔ مگر۔ . ."

"اس کا دیا ہوا روپیہ بھی برباد ہو گیا؟" مارچ مونٹ نے اضطراب کے لہجہ میں پوچھا۔ "اس سے معلوم ہوتا ہے جس رفتار سے کچھ مدت پہلے تمہارے پاس روپیہ جمع ہوتا تھا۔ اب اس سے بہت زیادہ تیزی کے ساتھ نکلا جا رہا ہے۔" پھر کچھ سوچ کر کہیں "آرمیٹج جوا تو نہیں کھیلا کرتے؟"

"ہاں سرکار کھیلتا ہوں"۔ اس نے جواب دیا۔ "مگر ایسا جوا نہیں جو حصہ ویسٹ اینڈ کے امیر شریف ایسے مکانوں میں کھیلا کرتے ہیں"۔ یہ کہتے ہوئے اس نے ایک کلب گھر کی روشنی کھڑکیوں کی طرف جن کے پاس وہ اس وقت گذر رہے تھے۔ اشارہ کیا۔

"پھر کیا سٹہ کرتے ہو؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"سٹہ کہئے یا بیوپار ایک ہی بات ہے۔" آرمیج نے مختصر طور پر جواب دیا۔
دونوں پھر تھوڑی دیر چپ چاپ چلتے رہے۔ آرمیج کی نگاہ فرش زمین پر لگی ہوئی تھی اور ڈیوک آف مارچ مونٹ اپنے خیالات کی الجھن میں مبتلا تھا۔ اب اُسے یہ سوچ کر افسوس ہوا کہ میں نے ناحق اس شخص کو بلایا۔ اب ضرور کوئی نیا مطالبہ پیش کرے گا۔
"تو کیا پچاس ہزار کی رقم جو تم نے مسٹر کولین سے لی تھی۔ سب کی سب سٹہ میں برباد ہوگئی؟"
"خدا نہ کرے!" آرمیج نے گھبرا کر کہا۔ اور انداز وحشت سے ڈیوک کا بازو پکڑ کر وہ اس طرح اس کے چہرہ کو گھورنے لگا کہ بازار کے گیس لیمپ کی روشنی میں ڈیوک اس کی بھیانک صورت دیکھ کر ڈر گیا۔ "مہربانی سے ایسے منحوس الفاظ نہ کہئے۔ اگر سچ مچ یہ رقم بھی برباد ہوگئی تو پھر کوئی طاقت مجھے آخری تباہی سے نہ بچا سکے گی۔"
"اُف! کیا کہہ رہے ہو؟" ڈیوک نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ "تمہیں اتنا اضطراب کیوں ہے؟"
"وہ روپیہ میں نے ایک ایسے کام میں لگایا ہے جس کی مدد سے ایک گھنٹہ۔ ایک منٹ ایک ثانیہ میں لاانتہا دولت کمائی جا سکتی ہے۔ یا دوسری صورت میں۔۔۔" یہ کہتے ہوئے اس نے ٹھنڈی سانس لی۔ "یا دوسری صورت میں بہت عرصہ مجھے ہمیشہ کے لئے گداگر۔ محتاج اور بھکاری بنا سکتا ہے۔"
"آہ! کیسی حماقت! کیسی ناعاقبت اندیشی!" مارچ مونٹ نے کہا۔
"خیر آپ کو اختیار ہے۔ اسے حماقت کہئے یا ناعاقبت اندیشی۔" آرمیج نے تنک کر جواب دیا۔ "مگر آپ کا اعتراض تب بجا ہوتا کہ میں ذاتی سرمایہ کو اس خطرہ میں ڈالتا۔ اس وقت تو میرے لئے چارہ کار ہی نہ تھا۔ یہ ادھار کی پونجی تھی جس سے جس طرح بھی ممکن ہو فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنا لازم تھا۔ بس یہ آخری دوڑ تھی۔ اور اب اس کا نتیجہ یا میری حالت میں اصلاح کر دے گا یعنی اسکی مدد سے میں کھویا ہوا روپیہ بھی حاصل کر لوں گا۔ یا پھر ہمیشہ کے لئے معدوم ہستی سے مٹ جاؤنگا!"
"اور نتیجہ کب معلوم ہوگا؟" ڈیوک نے پوچھا۔
"ایک ماہ بعد"

"تب اس مایوسی اور بدگمانی کی وجہ؟"

"وجہ یہ کہ... کہ آج کے اخبار میں کچھ اس طرح کی خبریں درج تھیں۔ جن سے انجام خراب نظر آتا ہے۔" آرمیٹج نے جواب دیا "پھر بھی کون کہہ سکتا ہے نتیجہ کیا ہوگا۔ کیا عجب کوئی تازہ اتفاق کل ہی معاملات کو اتنا روشن بنا دے جتنے وہ آج تاریک ہیں... لیکن مائی لارڈ یہ بھی کوئی زندگی ہے کہ آدمی ایک منٹ میں تو رفعت امید پر پہنچ جاتا ہے۔ اور دوسرے میں قعر یاس میں جا گرتا ہے۔ آج سمجھتا ہے۔ میرے جیسا صاحب زر روئے زمین پر کوئی نہیں۔ اور کل اس ذلیل بھکاری کو دیکھ کر جو رینگتا ہوا سڑک پر چل رہا ہے۔ اس خیال سے لرزہ براندام ہوتا ہے کہ شاید میری حالت اس سے بھی ابتر ہو۔"

تھوڑی دیر پھر سکوت رہا۔ اور اس عرصہ میں ڈیوک اور آرمیٹج چپ چاپ پہلو بہ پہلو چلتے رہے۔ آخر مسٹر آرمیٹج نے ہی اس مہر خموشی کو توڑا۔ اور پہلے سے نرم اور معذرت مآبانہ لہجہ میں کہا "ڈرتا ہوں میرا لہجہ سرکار کے لئے باعث رنج ہوا ہوگا۔ مگر کیا عرض کروں۔ طبیعت اتنی پریشان ہے..."

"اس معذرت کی کچھ حاجت نہیں۔" مارچ مونٹ نے جو سب سے زیادہ خود ہی مصالحت کا آرزومند تھا۔ جلدی سے کہا۔ "میں تمہاری مشکلات کو خوب سمجھتا ہوں... مگر ہاں اس درمیان میں تمہیں اپنی بیٹی کی طرف سے بھی کوئی خط ملا؟"

"آہ میری بیٹی اور داماد" آرمیٹج نے پھر اسی تلخ لہجہ میں کہا "ان کی حالت مجھے اور پریشان کرتی ہے۔ اپنے لئے مجھے ذرا بھی پروا نہ تھی۔ گو راتوں میں کئی بار یہ خیال باعث اضطراب ہوتا ہے۔ کہ افلاس سے گذر کر تو ل دیکھنا سہل ہے۔ مگر امارت کے بعد فلاکت کی زندگی بسر کرنا سخت مشکل۔ آپ کو چونکہ سب حالات معلوم نہیں..."

"آرمیٹج تم سارے حالات بے دریغ بیان کرو" ڈیوک نے جلدی سے کہا۔ نہ اس لئے کہ اسے اس کے معاملات سے کوئی دلچسپی تھی۔ بلکہ اس خیال سے کہ وہ اس ذریعہ سے اس کی صحیح حیثیت معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ ڈر تھا مشکل وقت میں یہ شخص میرے ہی سامنے دست امداد پھیلائے گا۔

"شاید آپ کو معلوم ہے یا نہیں۔ بہرحال امر واقعہ یہ ہے کہ جب لارڈ آ کیٹوبی میبرڈتھ نے مجھ سے شادی کی تو میں نے ساٹھ ہزار پونڈ کی رقم بیٹی کے نام جمع کرادی تھی۔" آرمیٹج نے

جواب دیا۔" اس کے علاوہ ایک ہزار پونڈ میں نے میرٹیہ کا سالانہ جیب خرچ مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد جب وہ انگلستان سے رخصت ہوئی۔ تو وہ مجھی کو اپنا مختار کل بنا گئی۔ کہ میں اس کی آمدنی سے اتنا روپیہ لارڈ آکیٹوین کو دے دیا کروں۔ جس سے ان کے نجی اخراجات پورے ہوتے رہیں۔ اور باقی میں سے جو روپیہ وہ طلب کرے۔ اُسے بھیج دیا کروں"

"مجھے یاد نہیں۔ تم نے یہ تفصیل ہیشتر مجھ سے بیان کی تھی یا نہیں" ڈیوک نے جواب دیا "بہرحال جو کچھ میں اب دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ہے۔ کیا تم نے اپنی بیٹی کا روپیہ بھی سٹہ کی نذر کر دیا ہے؟"

جواب میں بدنصیب شخص کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی جس سے ارچ مونٹ کے دل کو سخت صدمہ ہوا۔ اور وہ یہ سوچکر کانپ اُٹھا۔ کہ عنقریب اس کی مشکلات کا خمیازہ مجھی کو بھگتنا پڑے گا۔ کیونکہ تنگی کے وقت یہ میرے ہی سامنے دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہوگا اس کا بے شمار روپیہ پہلے ہی اس شخص کے نام نکلتا تھا۔ مگر آئندہ اس کی مقدار میں اور اضافہ ہونے کا احتمال تھا۔

"آپ کا گمان صحیح ہے۔" آخرکار آرمیٹج نے ایسی مری ہوئی آواز میں جو بمشکل سنائی دیتی تھی۔ کہا۔" حقیقت میں وہ ناہنجار پرسٹن ہی میری تباہی کا موجب ہوا۔ اس کے فرار تک سب کام اچھی طرح چل رہا تھا۔ مٹی کو ہاتھ ڈالتا تو سونا بن جاتی تھی۔ مگر جب سے اس نے دیوالہ نکالا میسری تقدیر بھی اُلٹ گئی ہے۔ میرا ہاتھ لوہار کی بھٹی بن گیا ہے کہ روپیہ اس میں آیا۔ اور پگھلا۔ روپیہ کی طاقت پرواز مشہور ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ آمدنی سے خرچ کی رفتار دس ہزار گنا تیز ہے۔ حیران ہوں کیا میں نے آنکھیں بند کر کے سودے کئے۔ یا نقصان پورا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے روز بروز نئے نقصان اٹھاتا گیا۔ بہرحال ..."

"بہرحال امر واقعہ یہ ہے کہ تمہاری بیٹی کا روپیہ بھی سب کا سب ضائع ہو چکا کیوں؟" مارچ مونٹ نے رکتے ہوئے پوچھا۔

"ہو چکا۔ سب ضائع ہو چکا۔" آرمیٹج نے جواب دیا۔ اور اس کے منہ سے پھر ایک بار کراہنے کی آواز نکلی۔" اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ بعض اوقات میں کیوں اتنا افسردہ و مایوس ہو جاتا ہوں۔ اور کس لئے میرے دل میں طرح طرح کے اندیشے اور وسوسے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ سوچتا ہوں اگر میں تباہ ہوا۔ تو اس کا اثر میری ذات تک محدود نہ ہوگا۔ اس کے ساتھ

ہی میری بیٹی اور داماد بھی برباد ہو جائیں گے۔"

"مگر اس نئے سودے میں نفع ہونے کا جو یقین ہے . . ."

میں سر دست کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ اس وقت تو ایزد پاک کی بارگاہ میں یہی دعا کرتا ہوں کہ اے ڈوبتوں کے سہارے تو میرے لئے نہیں ان معصوم ہستیوں کے لئے جن کی تقدیر مجھ سے وابستہ ہے میری کشتی کو منجدھار سے نکال کر عافیت کے کنارے لگا۔" پھر یکایک غیر معمولی خوشی کے لہجہ میں اس نے کہا۔ "اوہ! مائی لارڈ۔ اگر نئے سودے میں کامیابی ہو جائے تو آج سے ایک ماہ بعد دو لاکھ پچاس ہزار پونڈ میرے پاس آجائیں گے۔ اس رقم سے میں ذوکا روپیہ ادا اور کولمین کا حساب چکا دوں گا۔ اور آپ نے جو رقمیں مختلف اوقات پر قرض دی ہیں۔ وہ بھی کوڑی پیسہ سے بے باق کر دوں گا . . . اے دل نہ گھبرا ضرور قسمت یاوری کرے گی۔ خدا کے گھر میں ایسی بے انصافی غیر ممکن ہے!"

"مگر بالفرض معاملات نے خلاف امید صورت اختیار کی۔" مارچ مونٹ نے کہا۔ "اس صورت میں کیا جانتے ہو۔ یہ شخص کولمین کس طبیعت کا آدمی ہے؟"

"مائی لارڈ اس شخص کی طبیعت کو میں آجتک نہیں سمجھا۔" آربیج نے جواب دیا حقیقت میں میں اس کے پاس نہیں گیا۔ بلکہ وہ خود میرے پاس آیا تھا جن دنوں پرسٹن کے دیوالہ سے میرے کاروبار کو ضعف پہنچا۔ اور میں چند در چند مالی مشکلات میں مبتلا ہو گیا۔ یعنی اس زمانہ میں جب آپ نے عنایت و فیاضی سے پچاس ہزار پونڈ کی مدد دی تھی۔ تو انہی ایام کا ذکر ہے ایک دن مسٹر کولمین میرے مکان پر آیا۔ رسمی گفتگو کے بعد اس نے کہا۔ میرا ایک موکل جو بہت مالدار ہے۔ اپنا روپیہ محفوظ طریقہ پر کاروبار میں لگانا چاہتا ہے۔ چونکہ مجھے معلوم ہے۔ آپ اس شہر کے امرا و رؤسا کو روپیہ قرض دیتے ہیں۔ اس لئے میں یہ جاننے کے لئے آیا ہوں۔ کیا میرے موکل کا روپیہ بھی آپ کی معرفت قرض دیا جا سکتا ہے۔ بس یہ ہمارے تعلق کی ابتدا تھی۔"

"لیکن معلوم ہوا مسٹر کولمین کا وہ مالدار موکل کون تھا؟" ڈیوک نے اس خیال سے پوچھا۔ کہ عجب نہیں یہی شخص وکیل مذکور کو مسٹیڈم اینجلیک کے خلاف مقدمہ چلانے پر اکسا رہا ہو۔"

"نہیں!" آربیج نے جواب دیا۔ "مجھے کبھی اس شخص سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ نہ میں

نے اس کا نام ہی سنا ہے میرا خیال تو یہ ہے کہ مالدار موکل کا فقط بہانہ تھا۔ ورنہ کولمین کا مقصد خود اپنا روپیہ کاروبار میں لگانا تھا۔ اس شہر میں کئی وکیل ہیں جو اس بہانہ سے اپنا روپیہ سود پر چلاتے ہیں۔ اس سے ان کی ساکھ بنی رہتی ہے۔ اور کوئی انہیں سود خوار نہیں کہہ سکتا لیکن جیسا میں نے بیان کیا ہے۔ میں اس شخص کولمین کی فطرت سے آجتک واقف نہیں ہوا۔ شروع میں اس نے مجھے روپیہ کی وصولی پر مجبور کیا۔ اور اس کے بعد میری معاملہ کی صفائی سے خوش ہو کر پچاس ہزار اور روپے میں جانتا ہوں بعض واقعات سے اسکو معلوم ہو چکا تھا۔ کہ اب میں اتنا مالدار نہیں۔ جتنا پہلے تھا۔ پھر بھی اسے روپیہ دینے میں ذرا تامل نہ ہوا۔۔۔"

"نہیں آرینچ یہ تمہارا وہم ہے" ڈیوک آف مارچ مونٹ نے قطع کلام کرکے کہا "اسے تمہارا اصلی حال معلوم نہ ہوگا۔ ورنہ ایسا احمق کون ہے۔ جو اگلا روپیہ ڈوبتا دیکھ کر اور زیادہ کو خطرہ میں ڈالنے کے لیے تیار ہو۔ مگر تم نے کبھی اس کی زبانی یہ ذکر سنا۔ کہ وہ ایک خاص مقام کی نسبت جہاں امرا کی آمد و رفت ہے۔۔۔ ایک خاص قسم کے مکان کی نسبت جسے وہ قابل اعتراض سمجھتا ہے۔ قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟۔۔۔"

"بالکل نہیں" آرینچ نے جواب دیا۔ "جب کبھی اس سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ہماری گفتگو ہمیشہ کاروباری معاملات تک محدود رہی۔ اور اب مائی لارڈ چونکہ میں اس جگہ پہنچ گیا ہوں جہاں مجھے ایک شخص سے ملنا ہے۔۔۔"

"مگر کسی سے ملنے کا یہ کونسا وقت ہے؟" ڈیوک نے مسکرا کر پوچھا۔

"اس گھر میں سونٹلی نامی گارد فوج کا ایک نوجوان افسر رہتا ہے۔" آرینچ نے جواب دیا۔ "تقریباً آٹھ نو ماہ کے عرصہ میں وہ سن بلوغ حاصل کرے گا۔ اسے روپیہ قرض لینے کی ضرورت تھی۔ اس لئے مجھے بلوایا ہے۔ ایسی ملاقاتوں میں وقت بے وقت کا ایسا زیادہ خیال نہیں رہتا شب بخیر۔"

وہ دونو جدا ہوئے۔ مگر جس وقت ڈیوک آف مارچ مونٹ ٹہلتا ہوا اپنے مکان کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے رستہ میں پھر اس تجویز کو سوچنا شروع کیا۔ جس میں آنریبل ولسن سٹینہوپ کی مدد حاصل کرنے کے لئے اس نے اسے روپیہ اور رنڈی کا لالچ دیا تھا۔

باب - ۴۴

میڈم اینجلیک کے تین خط

اس سے دوسری صبح کو میڈم اینجلیک نے ناشتہ سے فارغ ہو کر تین خط لکھے۔ اور انہیں تین جدا لفافوں میں بند کر کے ڈاک میں بھیج دیا۔

سہ پہر کے ایک بجے ایک بڈھا چھوٹی آدمی پہنچی۔ کمزور اور رعشہ زدہ لیلم۔ پرٹن کی دوکان سے گذر کر آئینہ دار دروازہ کی راہ سے میڈم اینجلیک کے مکان میں داخل ہوا۔ اور وہاں سے اس آراستہ کمرہ میں پہنچا۔ جہاں فرانسیسی عیارہ بظاہر اس کی منتظر تھی۔

اس کی عمر ۸۰ سال کے قریب پیٹھ کبڑی۔ ہاتھ پاؤں میں رعشہ اور سر کے بال بیشتر جھڑ چکے تھے۔ چند سپید لٹیں جو باقی رہ گئی تھیں۔ وہ بھی کسی چٹیل میدان میں برف آلود جھنکاڑ سے مشابہ تھیں۔ آنکھیں بے رونق چہرہ پر جھریاں اور ناک طوطے کی چونچ سے ملتی تھی۔ دانت گر چکے تھے۔ اور ضعف جانی کا یہ عالم کہ دو قدم چلنا دشوار تھا۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کھانسی کا دورہ ہوتا تھا۔ آواز ایسی کمزور اور رکی ہوئی تھی کہ بات سمجھنا مشکل تھا۔ مگر اس عمر میں بھی جب منہ پوپلا۔ کان بہرے اور بینائی جواب دے رہی تھی۔ حضرت والا قریباً پانچ سال یورپ کے کسی دربار میں انگریزی سفیر رہ کر حال میں واپس تشریف لائے تھے!

لارڈ ونہم ... یہ ان رئیس کا نام تھا۔ عہدہ سفارت پر مامور ہونے سے پہلے بہت دن میڈم اینجلیک کے سرپرست اور مربی رہ چکے تھے۔ اسی لئے یہاں کے سب اسرار سے واقف اور حالات سے خبردار تھے۔ البتہ وہ لڑکیاں جو آجکل اس گھر کی زینت تھیں۔ آپ کی ذات باصفات سے شرف واقفیت نہ رکھتی تھیں۔ کیونکہ ان کی آمد آپ کے زمانہ قیام یورپ میں ہوئی تھی۔ اب جو میڈم اینجلیک نے آپ کی واپسی کی خبر سنی تو حسن فروشی کا دھندہ ترک کرنے سے پہلے آپ سے کوئی آخری رقم اینٹھنے کی امید پر ان کے نام خط لکھا۔ اس وقت حضرت کی تشریف آوری اسی خط کے جواب میں تھی۔

نشستگاہ میں داخل ہوتے ہی رئیس موصوف بے دم ہو کر ایک آرام چوکی پر گر پڑے۔ ساتھ ہی اس زور کی کھانسی شروع ہوئی۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ اس کی شدت آپ کے جسم نحیف

کو پارہ پارہ کردے گی۔ بارے بڑی کوشش سے طبیعت بحال کرکے آپ نے ٹوٹے ہوئے لفظوں میں کہا۔"پیاری میڈم ۔۔ قسم لے لو جو جھوٹ کہتا ہوں ۔۔۔ اخ! اخ! ۔۔۔ اس کھانسی نے کیا تنگ کیا ہے ۔۔۔ تم تو پہلے سے بھی جوان اور خوبصورت نظر آتی ہو۔"

"یہ فقط سرکار کا حسن ظن ہے۔ ورنہ پانچ سال کا عرصہ آدمی کو بڈھا تو بنا سکتا ہے۔ اس کے شباب کو تازہ نہیں کرسکتا۔" عورت نے جواب دیا۔

"ہا! ہا! ہا! کیا خوب! کیا خوب!" لارڈ وینہم نے اس قسم کا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا جس کی آواز جانکنی کی آواز سے ملتی تھی "کیا سچ مچ اس پانچ سال کے عرصہ نے مجھکو بھی ۔۔۔ اخ! اخ! ۔۔۔ پہلے سے طاقتور اور جوان بنا دیا ہے؟"

ثقل سماعت کی وجہ سے آپ نے میڈم اینجلیک کے لفظوں کو کچھ سے کچھ سمجھ لیا تھا "مائی لارڈ!" عورت نے اس اتفاقی غلطی سے فائدہ اٹھا کر ایسی بلند آواز میں جسے آپ اچھی طرح سن سکتے تھے۔ کہا۔"بفضل خدا سے آپ تو باہر رہ کر اتنے جوان اور شہزور ہو گئے ہیں۔ کہ میرے نزدیک کسی مجمع حسن میں آپ کی موجودگی سخت ہی خطرناک ہوگی۔"

"آہ! میں سمجھا۔" لارڈ وینہم نے اپنی خشک انگلی پرمعنی انداز سے ہلا کر کہا۔"ضرور تم نے ۔۔۔ اخ! اخ! ۔۔۔ ضرور تم نے کوئی ایسی نازنین تلاش کی ہے۔ جس سے میری طبیعت للچانا چاہتی ہو۔ کیوں؟ ۔۔۔ اخ! اخ!"

"چونکہ حضور عہدہ سفارت پر تشریف لے جانے سے پہلے میرے سب سے محترم مربی تھے" میڈم اینجلیک نے خوشامد سے کہنا شروع کیا "اس لیئے سابقہ عنایتوں کو یاد رکھتے ہوئے میں نے اس بات کا عہد کیا تھا۔ کہ اس کا فرجمال کے لئے جو اتفاقاً میری پناہ میں آگئی ہے۔ آپ ہی کو باقی محسنوں پر ترجیح دوں گی۔ یقین فرمایئے!" عیار عورت نے معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔"وہ پریزاد صبح صادق کی طرح پاک۔ بے داغ اور صاحب عصمت دوشیزہ ہے۔"

اس کوے کی طرح جس کی تعریف مکار لومڑی نے کی تھی۔ دقیانوسی رئیس کا پوپلا منہ بے اختیار کھل گیا۔ اور اس نے اپنی مکروہ زبان سے خشک ہونٹوں کو چاٹنا شروع کیا۔

"میں قطعاً جھوٹ نہیں کہتی۔" میڈم اینجلیک نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔"وہ لڑکی میری اپنی بھتیجی ہے۔ بدنصیبی سے چھوٹی عمر میں یتیم رہ گئی تھی۔ اب میں اس کی بہتری کے لئے اس کے سوا کیا کرسکتی ہوں۔ کہ اسے وہاں پہنچا دوں۔ جہاں اس کے حسن گرانبہا کی صحیح قدر شناسی کی جائے"

"سچ ہے۔ سچ ہے۔" بڈھے رئیس نے کہا۔ اور اب اس خیال سے کہ میڈم اینجلیک کے تعریفی اذکار کا کوئی لفظ سننے سے رہ نہ جائے اس نے وہ نالی جسے بہرے استعمال کیا کرتے ہیں۔ جیب سے نکال کر کان میں لگالی۔ پھر کہا۔ "اچھا کہتی جاؤ۔۔۔ اخ! اخ!"

"میں نے جو کچھ آپ سے بیان کیا وہ لفظ لفظ صحیح ہے۔" عورت نے کہا۔ "اس لئے۔۔۔ مگر ہاں یاد آگیا" وہ جلدی سے فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ کر کہنے لگی "اس ملکہ حسن و جمال کی آمد کی خبر کسی طرح ڈیوک آف مارچ مونٹ کو بھی ہوگئی تھی۔ کل رات وہ میرے یہاں آئے اور پانسو پونڈ تک کا لالچ دیتے رہے۔ مگر میں نے یہی کہا کہ جب میرے ایک دیرینہ مربی خوشی سے ایک ہزار دے کے مس انگلسٹائن کو لے جائیں گے۔ تو میں آپ سے پانسو کیوں لوں؟ یہی لفظ تھے جو میں نے ان سے کہے۔"

"تو کیا یہ اشارہ میری طرف تھا؟" لارڈ ڈینہم نے جو اس تحفہ نایاب کو حاصل کرنے کے لئے بے قرار ہونے لگا تھا۔ جلدی سے پوچھا۔ "یہ اشارہ کیا میری ہی طرف تھا۔۔۔ اخ! اخ!۔۔۔ کل سے زکام نے کھانسی کی صورت اختیار کر لی ہے۔۔۔ کیا واقعی یہ اشارہ میری طرف تھا؟"

"جی ہاں۔ نہیں تو کس کی طرف؟ کیا میرا خیال غلط تھا؟"

"بالکل نہیں۔ بالکل نہیں" سال خوردہ امیر نے جواب دیا۔ "مگر کیا تم اس بات کا یقین دلا سکتی ہو کہ وہ۔۔۔ تم نے مطلب سمجھ ہی لیا ہوگا۔۔۔ اخ! اخ!"

"وہ حقیقت میں صاحب عصمت دوشیزہ ہے؟" میڈم اینجلیک نے کہا۔ "اس کا اطمینان آپ جیسے چاہیں کرلیں۔ وہ تو بڑی ہی شرمیلی لڑکی ہے۔ کوئی اور شاید اس پر کامیاب بھی نہ ہوتا۔ مگر حضور کی طلاقت لسانی چونکہ ملکوں ملکوں مشہور ہے۔ اور ابھی کل کی بات ہے کہ جیسا اخبار دن نے لکھا تھا۔ آپ نے ایک بہت نازک موقعہ پر اسی ملک میں جہاں حضور کو عہدہ سفارت حاصل تھا دو ہی چار باتوں میں اس جگہ کے وزیر اعظم پر وہ مہربنی کی کہ جھٹ آپ کا ہم خیال بن گیا۔۔۔"

"آہ! کیا تم نے اس کا حال پڑھا تھا؟" بڈھے نے اس تعریف سے خوش ہو کر کہا۔ "بخدا میں نے وہ چرب زبانی کی۔ اور شیریں کلامی کے وہ جوہر دکھائے کہ وزیر اعظم میری باتیں سنتے سنتے اونگھنے لگا۔ پھر جیسے ہی اس کی آنکھ کھلی۔ میں نے ایک ثانیہ میں عہد نامہ پر دستخط کرا لئے۔۔۔ مگر ذکر مس انگلسٹائن کا تھا۔۔۔ اوہ کتنا پیارا نام ہے۔ جی چاہتا ہے بار بار لیتے رہیے۔۔۔ اخ! اخ! اخ!"

"مائی لارڈ وہ آپ کی ہو چکی"۔ میڈم اینجلیک نے شکار کو نشانہ کی زد میں دیکھ کر کہا۔ "بلا سے آپ کچھ دیں یا نہ دیں۔ میں اسے کسی اور کے حوالہ نہ کروں گی"۔

"ٹھیرو تو!" لارڈ ڈیہنم نے جلدی سے کہا۔ "میں پہلے ایک منٹ اس کی صورت دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ محض یہ جاننے کو۔۔۔ اخ! اخ!"

"اچھا میں اسے آپ کے پاس لاتی ہوں۔ قلم دوات حاضر ہے۔ آپ اتنے چک لکھ کر تیار رکھیے۔ بالفرض آپ نے اسے ناپسند کیا جو غیر ممکن ہے تو چک کو آسانی سے منسوخ کیا جا سکتا ہے"

یہ کہہ کر میڈم اینجلیک رخصت ہوئی۔ اور سالخوردہ رئیس کو اسی کرہ میں زود سے کھانستا چھوڑ کر سیدھی مس اینگلنٹائن کے پاس گئی۔ وہ نازنین زنانہ سنگار کی مصروفیتوں سے ابھی ابھی فارغ ہوئی تھی۔ کیونکہ سچ پوچھیے تو وہ جسے میڈم اینجلیک نیکی اور عفت حیا اور غیرت کی پتلی ظاہر کر رہی تھی۔ ایک معمولی عصمت فروش لڑکی تھی۔ جس نے وہ رات اور صبح کا بڑا حصہ ایک رنگین مزاج نوجوان کے پہلو میں جس کی یہاں عموماً آمد و رفت تھی بسر کیا تھا۔ اور تھوڑی دیر پہلے نہا دھو کر فارغ ہوئی تھی۔

مس اینگلنٹائن کے پاس جا کر عیار عورت نے کہا۔ "پیاری بیٹی میں تمہیں ایک مبارک خبر سنانے آئی ہوں۔ خوش ہو آج تمہاری قسمت اوج پر ہے۔ دراصل میں اس کاروبار کو عنقریب بند کرنے کا فیصلہ کر چکی ہوں۔ مگر چونکہ تم مجھے جان سے زیادہ عزیز ہو۔ اس لئے ارادہ تھا کہ رخصت ہونے سے پہلے ضرور تمہارے مستقبل کی فکر کر دوں گی۔ اتفاق سے ایک مالدار رئیس امیر ابن امیر ایسا مل گیا ہے۔ جو تمہیں اپنے آغوش محبت میں رکھنے اور کم از کم ۸۰ پونڈ ہفتہ وار جیب خرچ دینے کو تیار ہے۔ اس وقت تم نے دور اندیشی سے کام لیا تو ایک دن اس کی بیگم بن سکو گی نا۔ عمر میں وہ کچھ ایسا جوان نہیں ہے۔ کیونکہ ساٹھ سال کے لگ بھگ پہنچ چکا ہے اور دیکھنے میں اس سے سن رسیدہ ہی نظر آتا ہے۔ مگر یہ ایسی بڑی رکاوٹ نہیں۔ کیونکہ بڈھوں کو تو ادھی آسانی سے تابع کیا جا سکتا ہے۔ پس آؤ میں تمہیں اس کے پاس لے چلتی ہوں۔ سامنے جاؤ تو جہاں تک ممکن ہو شرمیلی بنے رہنا۔ اور جس وقت تمہارا ذکر چھیڑوں تو ایک ہلکی سی چیخ ضرور مارنا۔ بلند آواز سے نہیں کہ اور لوگ بھی سن لیں۔ بلکہ آہستہ صرف نمائش کے لئے۔ پھر بعد سے میرے گلے لگ جانا۔ یا اگر تھوڑی دیر بیہوش ہونا ممکن ہو تو اور اچھا ہے۔ بہرحال یہ دکھاوا عارضی ہوگا۔ انجام کار نیک لڑکیوں کی طرح شاکر و تابع ہو کر چپ ہو جانا۔ امیر موصوف فوراً

تمہاری سکونت کا بندوبست کر دینگے ۔ اور ان کے ہاں تم ہر طرح سکھی رہوگی ۔ یہ تم سمجھ ہی سکتی ہو کہ میری کوششیں بالکل بے غرضانہ ہیں ۔ آرزو فقط یہ ہے کہ تمہاری باقی زندگی بھی اسی آرام سے بسر ہو ۔ جو تم نے میرے گھر دیکھا ہے ۔ ورنہ کوئی غرض یا منفعت مقصود نہیں ۔"

ایگلنٹائن نے سب حال سُنا تو اس عیارہ کی تجویز پر کاربند ہونے کو آمادہ ہو گئی اور میڈم اینجلیک کے ساتھ اس کمرہ کی طرف روانہ ہوئی ۔ جہاں اس کا خریدار منتظر تھا ۔ وہاں جاتے ہی میڈم اینجلیک نے میز پر نظر ڈالی ۔ تو معلوم ہوا چیک تیار ہے ۔ ایگلنٹائن کا بڈھے نواب سے تعارف کراتے ہی پہلا کام جو اس نے کیا وہ آنکھ بچا کر چیک اُٹھا لینا تھا ۔ ادھر تو کہن سال رئیس اپنے تجربہ او مشاہدہ پر خاک ڈال کر اس نازنین کو اپنی زرپرست چچی کے حرص و آز کا شکار سمجھتے ہوئے حریصانہ انداز سے دیکھ رہا تھا ۔ ادھر میڈم اینجلیک کو چیک اُڑانے کی فکر ہوئی ۔ یہ ہو چکا تو اس ناٹک کے وہ مناظر جن کی تیاری کی جا چکی تھی پیش آئے ۔ پہلے ایگلنٹائن ایک ہلکی چیخ مار کر شرم سے چار قدم پیچھے ہٹی ۔ پھر کسی نیک و پاک لڑکی کی طرح اپنی خود غرض چچی سے التجائے رحم کرنے لگی ۔ بعد ازاں صحیح وقت پر غش کا سوانگ سا لیا بھرا کہ سٹیج پر کسی نامی ایکٹرس نے کیا بھرا ہوگا اس میں بھی اپنے قدرتی حسن و جمال کی عریانی اور نمائش کا پورا خیال رکھا گیا ۔ میڈم اینجلیک نے گھبرا کر اس کے منہ پر پانی چھڑکا ۔ تو اس سے رفتہ رفتہ بحال ہوئی ۔ اس کے بعد اپنی محترم چچی کے استدلال کو قابلِ تعریف صبر و سکون کے ساتھ سنتی رہی ۔ اور انجام کار جیسا کہ فیصلہ تھا ایک فرمانبردار لڑکی کی طرح شاکر تقدیر ہونا منظور کر لیا ۔

سہ پہر کو لارڈ ڈینہم اس مجسمہ عفت و عصمت کو لینے گاڑی میں سوار ہو کر تشریف لائے اور سیدھا اس آراستہ مکان پہلے گئے ۔ جو اسی روز خصوصیت سے اس کے لئے کرایہ کیا گیا تھا ۔ ۸۰ پونڈ ہفتہ وار جیب خرچ مقرر ہوا تھا جس کی پہلی قسط اسی روز ادا کر دی گئی ۔

اس جگہ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ جس روز لارڈ ڈینہم نے حسین و جمیل مس ایگلنٹائن کو ایک ہزار پونڈ میں خریدا اور اسے پہلے ہفتہ کا جیب خرچ عطا کیا ۔ اسی شام انہوں نے بڑی فیاضی سے ۵۰ پونڈ کا چیک اس انجمن کے معتمد کے نام بھی بھیجا ۔ جو ملک کے فاقہ کش غریبوں کو خشک روٹی مہیا کرتی تھی ۔ اور بیس پونڈ کا ایک اور چیک غریب اور جوان عورتوں کی سرپرست انجمن کے نام روانہ کیا ۔ کیوں نہ ہو فیاض امیر ہی جو تھے !

ادھر میڈم اینجلیک یہ بے غرضانہ سود اسطے کہ کے سال خوردہ زمین کی رخصت سے فارغ ہوئی ہی تھی کہ صبح کی تین چٹھیوں میں سے دوسری کے جواب میں ایک اور صاحب وارد ہوئے۔ جن کا نام مسٹر وائٹ جوکر مشہور تھا سیاہ کپڑے کے سوٹ پر برف کا ایسا بے داغ سپید گلوبند ان کی صورت میں انداز رہبانیت پیدا کرتا تھا۔ قمیص کا کالر کوٹ کے اندر چھپا ہوا۔ بال باریک اور پیشانی پر آگے کی طرف برش کئے ہوئے تھے۔ چہرہ لمبا زرد اور اس پر شہیدان ملت کی طرح تسلیم و رضا کے آثار نمودار تھے۔ مجموعی طور پر ان کی صورت ایسی متین اور سنجیدہ تھی کہ جب میڈم اینجلیک کے کمرہ میں آکر اظہار تبسم کی کوشش کی۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کوئی پیشہ ور جنازہ بردار پاکیزہ ساکرنے کا سبق سیکھ رہا ہے۔ غور بین نظریں مسٹر وائٹ جوکر کے چہرہ سے فوراً معلوم کرلیتیں کہ موٹے ہونٹ۔ چھوٹی آنکھیں اور ان کی مضطربانہ حالت بھرت جذبات سفلی پر دلالت کرتی ہے۔ اور ان قدرتی آثار کو زندہ تھا کہ مصنوعی پردہ میں چھپانے کی کوشش کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ پھر بھی ہم اس بارہ میں کوئی رائے ظاہر کرنے کی جرأت اس لیے نہیں کر سکتے کہ مسٹر وائٹ جوکر ایک متقی۔ پارسا اور پابند مذہب آدمی مشہور تھے۔

اکسیٹر ہال کے جلسوں میں ان کی بہت دھوم تھی۔ ادنے اجماعتوں کی جہالت اور بد اخلاقی پر ان سے زبردست تقریر کون کر سکتا تھا؟ ان جاہل و گمراہ نا آشنائے مذہب کفار کی حالت پر جو ہزارہا میل دور جنوبی بحرالکاہل کے جزیروں میں گناہ کی زندگی بسر کرتے تھے۔ آنسو بہانے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے میں ان کا ہمسر کون تھا؟ کون تھا جو اپنی تقریر میں ان کے برابر درد پیدا کر کے بدنصیب لوگوں کو راہ صراط پر لانے کی خاطر مشنری۔ کپڑے۔ کتابیں اور ٹریکٹ بھجوانے کے لئے چندہ جمع کر سکتا؟ اور کون تھا جو ممالک غیر کی انجمن تقسیم اناجیل کی امداد یا ان فاقہ کش فقیروں کی حمایت کے لئے جو صدر مقام برطانیہ میں آوارہ دیکھے جاتے ہیں۔ ان کی طرح سینہ سپر ہونے کی جرات کرتا؟ مختصر یہ کہ نیکی صلاح اور فلاح کا کوئی کام ایسا نہ تھا جس میں مسٹر وائٹ جوکر نمایاں حصہ نہ لیتے ہوں۔ ان کا نام عبادت اور بہبود انسانی کا مترادف سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ ہمارا تو یہاں تک اعتقاد ہے کہ اگر اس پراٹسٹنٹ ملک میں ایسے نیک و پاک شخصوں کی زندگی میں ان کی پرستش کرنا ممکن ہوتا تو اکیسٹر ہال کے اکابر و اعیان مسٹر وائٹ جوکر کو ہی اس اعزاز بلند کے لئے منتخب کرتے اور نہایت چھوٹے پادری سے لے کر اسقف اعظم تک کلیسا کا ہر رکن اس انتخاب کی تائید اپنا فرض جانتا۔

اس تفصیل کے بعد ہمارے ناظرین قدرتی طور پر یہی سمجھیں گے کہ ایسا نیک و پاک آدمی جسے پیکرِ خلوص اور ہیکلِ اخلاق کہنا بے جا نہ ہوگا۔ میڈم اینجلیک کے مکان پر اسی غرض سے آیا ہوگا کہ اس گنہگار خاتون کے سامنے اس کے دورِ معصیت پر طویل و سبق آموز وعظ کہہ کر اسے راہِ ہدایت پر لانے کی کوشش کرے۔ مگر خدا معلوم کیوں اس موقعہ پر حضرت کی تشریف آوری اس مدعا کے لیے نہ تھی۔ کیونکہ جیسا ہم نے بیان کیا ہے۔ وہ ان تین چٹھیوں میں سے ایک کے جواب میں حاضر ہوئے تھے۔ جو میڈم اینجلیک نے اس صبح کو اپنے عشرت کدہ کی حوروش نازنینوں کی تقسیم پر متعدد اصحاب کے نام لکھی تھیں۔

انہیں دیکھ کر میڈم اینجلیک نے چہرہ پر اخلاق آمیز تبسم پیدا کرتے ہوئے کہا۔ "آیئے مسٹر جوکر آیئے۔ یقین ہے آج آپ یہ سن کر بہت خوش ہوں گے کہ میں اس کاروبار کو بند کر کے عزلت و تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا مصمم ارادہ کر چکی ہوں۔"

"بڑی ہی بد مذاق رہنے دو۔" مسٹر وائٹ جوکر نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "نہ تمہارا گھر ایکسیٹر ہال نہ ہمیں وحشیوں کی تہذیب یا حبشیوں کی تلقین یا جاہلوں کی تعلیم کے مسئلہ پر بحث کے لیے آمادہ۔ ہر بات موقع اور محل پر ہی مزا دیتی ہے۔ . . ."

"تو کیا واقعی آپ اس تحفۂ نایاب کو وصول کرنے آئے ہیں جسے میں نے اپنا بہترین سرمایہ سمجھ کر آپ کے لیے محفوظ رکھا ہوا ہے؟" میڈم اینجلیک نے پوچھا۔

"بس ہاں۔ ایک سچی عیسائی . . . اسے توبہ دنیا دار عورت کو ہمیشہ اسی اصول پر عمل کرنا چاہیے۔" مسٹر جوکر نے پہلے خیال کی اصلاح کر کے جلدی سے کہا۔

"مدت ہوئی۔ آپ کے طلعتِ زیبا کا نور اس خانۂ تاریک میں ضیا ریز نہ ہوا تھا۔" میڈم اینجلیک نے شاعرانہ انداز سے کہنا شروع کیا۔ "پس اگر میں نے خاص حالات میں آپ کو یہاں آنے کی تکلیف دی۔ تو آپ اس سے ناراض تو نہیں ہیں؟"

"ناراض! بالکل نہیں۔" مسٹر وائٹ جوکر نے جواب دیا۔ "بات صرف یہ ہے کہ ہماری انجمن کا نائب صدر . . . وہی ریاکار کمینہ عبیدیہ سنفل نوز اکثر اس مکان میں آتا ہے اور چونکہ ہمارے تعلقات ہمیشہ کشیدہ رہے ہیں . . ."

"مگر بہت دن نہیں گزرے میں نے انہی حضرت سنفل نوز کے نام آپ کا ایک مطبوعہ خط دیکھا تھا جس کے القاب میں پیارے اور محترم بھائی عبیدیہ سنفل نوز درج

تھا..." میڈم اینجلیک نے کہنا شروع کیا۔

"ہا! ہا! ہا!" مسٹر وائٹ چوکر نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "یہ تو میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ نہ یہ جگہ تقسیم خیرات کا دفتر ہے۔ نہ میں اس کام میں مصروف۔ اس لئے ان بکھیڑوں کو جہنم میں ڈالو اور سیدھی طرح بتاؤ کہ مجھے کس لئے یاد کیا گیا ہے؟"

"اچھا تو سنئے" میڈم اینجلیک نے کہا۔ "اگر میں یہ اطلاع عرض کروں کہ ملک جرمنی کی سب سے حسین لڑکی جس کے پائے ثبات کو فقط ایک بار لغزش ہوئی ہے... بخدا صرف ایک بار۔ وہ اس وقت میرے گھر میں حاضر ہے۔ تو...؟"

"کاش یہ تعریف سچی ہو۔" مسٹر چوکر نے جس کا اشتیاق درجہ انتہا تک پہنچ گیا تھا۔ جلدی سے کہا۔ "دراصل پچھلے تین سال میں میرے شاذونادر یہاں آنے کی اصلی وجہ یہ نہ تھی کہ میں کسی بات میں سنفل نوز سے دبتا ہوں۔ بالکل نہیں۔ وجہ محض یہ تھی کہ اس زمانہ میں تم نے ایک ایسی عورت۔ ہی طرح نیکی اور وفا کی تصویر کہہ کر پیش کی تھی۔ مگر کم بخت نے چوتھے پانچویں مہینے ہی بچہ جن دیا۔ اور یہ کہہ کر مجھے دھمکانے لگی کہ اس کے گذارہ کا بندوبست نہ کروگے تو میں سب راز فاش کردوں گی۔ آہ! میڈم وہ معاملہ بہت ہی افسوسناک تھا..."

"ہوگا۔ میں اس سے انکار نہیں کرتی۔" میڈم اینجلیک نے قطع کلام کرکے کہا "مگر آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ انسان کسی حال میں غلطی سے بری نہیں..."

"آہ! مگر ایسی غلطی! سوچو تو۔ کہاں میری تقدیس اور کہاں ایک حرامی بچہ کا فضیحتا" یہ کہتے ہوئے مسٹر وائٹ چوکر کا چہرہ اتنا لمبا ہوگیا کہ عین سارنگی سے مشابہ نظر آتا تھا۔

"چلئے میں اپنا سہو مانتی ہوں۔ بے شک وہ ایسا ہی تکلیف دہ واقعہ تھا۔ جس کا مجھے تہ دل سے افسوس ہے۔ مگر میری کارگزاری تو یہ شکن لنڈا جس کے لئے میں نے آپ کو اس وقت تکلیف دی ہے۔ اس کی نسبت تو جیسے جی چاہے اطمینان کرلیجئے۔ اس کے متعلق ایسے اندیشوں کو دل میں جگہ دینا ہی فضول ہے۔ میرے خیال میں آپ ایکبار اس کی صورت دیکھ لیں... مگر ہاں آپ کو معلوم نہیں؟" اس نے یکایک رک کر کہا۔ "ابھی آپ کے قدموں سے آگے لارڈ ویہیم تشریف لائے تھے۔ وہ اس پریزاد حسینہ کے لئے ۴۰۰ پونڈ تک پیش کرتے تھے مگر میں نے یہی جواب دیا کہ نہ صاحب میری بچی تو اس کی ہوگی جو پانسو پونڈ نقد گن کر دیگا۔ میں نے صاف کہہ دیا کہ عنقریب ایک صاحب آئیں گے جو پانسو کیا۔ اس سے دوگنی رقم

بے ہر پیغ پیش کر دیں گے۔ یہی لفظ ان سے کہے تھے۔

"ارے پر تم نے کہیں میرا نام تو نہیں لے دیا؟" مسٹر چوکر نے فکر سے ہاتھ ملتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل نہیں!" میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔ "اطمینان رکھئے۔ میں ایسی بے وقوف نہیں ہوں۔ رہ گئی میری لنڈا۔ تو اس کی نسبت میں یقین دلاتی ہوں۔ کہ وہ کسی حال میں آپ کا راز فاش نہ کرے گی۔ بلکہ جب کبھی آپ کو اکیسٹر ہال میں تقریر کرنا ہو۔ وہ خود ان جلسوں میں شریک ہوگی۔ خوشی کے موقعوں پر سپید رومال ہلایا کرے گی۔ اور تقریر کے دردناک حصوں پر آنسو بھی خوب بہائے گی۔ سچ جانئے وہ اپنی تمثیل سے بہتوں کے دل ہلا سکتی ہے۔"

"اس وقت تم اکیسٹر ہال کا جھگڑا چھوڑو۔ میں اس ذکر پر چار حرف بھیجتا ہوں۔" مسٹر دائٹ چوکر نے گھبرا کر کہا۔ "خلاصہ یہ ہے کہ تم لنڈا کے لئے پانسو پونڈ مانگتی ہو... مگر کیا سچ مچ بہت حسین لڑکی ہے؟ اس کا بدن واقعی موزوں اور سڈول ہے؟..."

"بس پوچھئے نہیں"۔ میڈم اینجلیک نے کہا۔ "کندنی رنگت بھرا ہوا بدن۔ آنکھوں میں شوخی۔ چال میں لچک۔ ہونٹوں پر تبسم۔ غرض کونسی خوبی ہے جو میری لنڈا میں نہیں۔ لیجئے، قلم دوات حاضر ہے۔ چیک لکھئے۔ میں جاکر بلا لاتی ہوں۔ آپ خود ہی دیکھ لیں گے میرا بیان حقیقت سے کتنا درست ہے۔"

یہ کہہ کر میڈم اینجلیک رخصت ہوئی۔ اور سیدھی جرمن حسینہ کے کمرہ میں پہنچی مس انگلسٹائن کی طرح اس نے بھی ایک آشنا کو جو ہفتہ میں ایک دو بار ملنے آتا تھا۔ ابھی رخصت کیا تھا۔ اور اب ایک خادمہ کی مدد سے سنگار کر رہی تھی۔ میڈم اینجلیک نے خادمہ کو رخصت کیا اور لنڈا سے کاروبار بند کرنے کی تمہید کے بعد کہا۔

"پیاری بیٹی میرا فرض تھا آئندہ کے لئے تمہارا اور تمہاری سہیلیوں کا اچھے گھروں میں انتظام کر دوں۔ انگلسٹائن کی نسبت تم نے سنا ہوگا۔ میں نے اسے وہاں بھیجا ہے۔ کہ عمر بھر راج کرے گی۔ اس کے بعد تمہاری باری ہے۔ اتفاق سے ایک عابد و پارسا آدمی جسے میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ تمہارا بوجھ اپنے اوپر لینے کو تیار ہوا ہے۔ وہ تمہیں معقول جیب خرچ دے گا۔ اور جب تمہارے بچہ پیدا ہو جس میں شاید ابھی پانچ چھ مہینے کا عرصہ ہے۔ تو اس کا گذارہ مقرر کرنے پر بھی مجبور رہو گا۔ ان مردوں کا یہی ڈھنگ ہے۔ ایک بار قابو آ گیا...

پھر جیسا جی چاہے منوالینا۔ اس کے بی بی نپچے موجود ہیں۔ انکار کرے تو یہ کہنا کہ سارا حال ان سے کہتی ہوں۔ فوراً اسیدہا ہو جائے گا۔ آدمی بہت مالدار اور اس کے ساتھ کامل ریاکار ہے۔ مگر اتنا پھر کہتی ہوں۔ کہ جیسا تک ممکن ہو اپنی حالت چھپائے رکھنا۔ کیونکہ میں نے اسے یقین دلا دیا ہے کہ تم نے اپنی عمر میں صرف ایک بار گناہ کیا ہے۔ امید ہے ان باتوں کو خود اچھی طرح سمجھ لوگی۔ اس لئے آؤ۔ ان سے تعارف کرا دوں۔۔۔ مگر ٹھہرو یہ رومال اوڑھ لو۔ اس سے زیادہ شرمیلی نظر آؤگی۔ دوران گفتگو میں اس طرح سرکا دینا۔ گویا اضطراب سے خود بخود گر گیا ہے۔"

لنڈا سب باتیں سن کر بہت خوش ہوئی۔ اور میڈم اینجیلیک کی ہدایت کے مطابق ایک خوشنما رومال اوڑھ کر ساتھ ہولی۔ اس اثنا میں مسٹر رائٹ چوکرنے پانسو پونڈ کا چیک لکھ ڈالا تھا۔ لنڈا سامنے آئی تو شرم سے زمین میں گڑی جاتی تھی۔ اور ہمارے متقی دوست اسے حریصانہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ بہت کم گفتگو ہوئی۔ مگر اس کے دوران میں جیسا انتظام کیا گیا تھا۔ رومال کھسک جانے سے اس ساحرہ کی گردن اور سینہ ننگا ہو گیا۔ مسٹر چوکر تعریف سن کر ہی وارفتہ ہو چکے تھے۔ اب ریشہ خطمی ہو گئے۔

اسی رات وہ ایک کرایہ کی گاڑی میں اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس وقت اپنی ذاتی گاڑی کے استعمال کی جرأت نہ ہوئی۔ مگر وعدہ کیا۔ کہ کل سے تمہارے لئے خوشنما گاڑی اور ایک ایسی شاندار جوڑی کا انتظام کردوں گا۔ جس کا ثانی لندن میں کہیں نہیں۔ لنڈا کی سکونت کا انتظام ایک خوشنما چھوٹے بنگلہ میں ہوا جسے معقول کرایہ پر حاصل کیا گیا تھا۔ اور پہلی رات اس نازنین کی صحبت میں بسر کرنے کے لئے آپ نے گھر میں یہ بہانہ کیا کہ ہماری انجمن کے ایک نامی کارکن بستر مرگ پر دراز ہیں۔ آج کی رات میں انہی کے سرہانے گذارنا چاہتا ہوں۔ ٹٹی کی آڑ میں خوب شکار کھیلا جا سکتا ہے۔

میڈم اینجلیک اس کام سے فارغ ہو چکی تھی۔ کہ آنریبل آگسٹس سوفٹلی کی آمد کی خبر ملی۔ آپ کی عمر بمشکل اکیس سال اور عنقریب سن بلوغ حاصل کرنے پر ساٹھ ہزار کی جائداد ملا چاہتی تھی۔ مگر اس رقم کا بڑا حصہ انہوں نے قبل از وقت ہی سود خواروں سے بطور قرض وصول کر لیا تھا۔ حال میں گارد فوج کی نفٹنی مل چکی تھی۔ اور اب ان کا ارادہ زندگی کی بہار دیکھنے کا تھا۔ ان کے نزدیک یہ بہار شاندار رات ہی کو دیکھی جا سکتی تھی۔ کیونکہ عام طور پر وہ رات کے

تین چار بجے سے پہلے نہیں سوتے تھے۔ اس کے بعد دوپہر کے وقت تک خواب غفلت میں محو رہتے۔ اور جب اٹھتے تو ہاضمہ کی اصلاح کے بعد اتنی سوڈے اور چیری شراب پی جاتے کہ ان کا مشترکہ اثر زائل کرنے کو پھر سونا پڑتا۔ رات کے کھانے پر تازہ دم ہو کر اٹھتے۔ تو شامپین کی دو تین بوتلوں سے معدہ کو تقویت دی جاتی۔ اور یہی عمل رات کو جاری رہتا۔ اصل یہ ہے کہ آنریبل آگسٹس سوفٹلی شراب کو اکسیر اعظم یا روح حیات سمجھ چکے تھے۔ اسلئے ہر وقت اس سے شغف رکھتے۔ آخر جب رات کے دس بجے زندگی کی بہار دیکھنے کو نکلتے تو گیس لیمپوں کی روشنی میں یا پولیس کے سپاہیوں کے سر پھوڑتے۔ یا کسی فیشنبل قمار خانہ میں جا گھستے۔ جہاں بدمعاشوں کے ہاتھوں خوب مال و دولت لٹاتے۔ مگر دل کو ہمیشہ یہی سمجھایا کرتے تھے کہ میں آئندہ زندگی کے لئے مفید تجربے حاصل کر رہا ہوں۔

شکل و صورت میں آنریبل آگسٹس سوفٹلی کوتاہ قامت لاغر اندام اور بالکل سبزہ رسیدہ نوجوان تھے۔ مونچھیں بڑھانے کے لئے طرح طرح کے روغن اور لعوب استعمال کئے جاتے۔ مگر نہ بال نکلتے اور نہ لڑکپن کے آثار رفع ہوتے تھے۔ خط و خال زنانہ اور موزوں مگر چہرہ بے سمجھی ناعاقبت اندیشی اور بے وقوفی کا مظہر تھا۔ طبیعت میں طفلانہ تلون۔ شباب کی شوریدہ سری اور فوجی حکومت کی حماقت بدرجہ اتم تھی۔ اور گو مردانہ چال ڈھال کی نقل کرتے تھے تاہم سکنات و حرکات سراسر طفلانہ تھیں۔ بہار زندگی کے متعلق ان کا معیار ذہن یہ تھا کہ جتنا جلد ممکن ہو۔ انسان اپنی دولت تباہ کرے۔ پھر ضرورت ہو تو انتہائی شرح سود پر روپیہ قرض لے۔ بلکہ مقروض ہونا داخل فیشن سمجھے۔ ساری جتھا ان دوستوں پر لٹاوے۔ جو منہ پر تعریف اور پیٹھ پیچھے مذمت کرتے ہوں۔ آوارہ مزاج اور بد اخلاق کے لوگوں کی صحبت باعث فخر سمجھے۔ قمارخانہ میں بے دریغ روپیہ لٹائے۔ اور کسی دوست کی سفارش پر وہ گھوڑا جو بازار میں پچاس پونڈ پر مہنگا ہو۔ بے تامل ۵۰۰ میں خرید لے۔ یہ خیالات تھے۔ جو لفٹننٹ سوفٹلی دنیا کی بہار دیکھنے کے متعلق رکھتے تھے۔ آپ ہی تھے جو میڈم اینجلیک کی تیسری چٹھی کے جواب میں اس وقت حاضر ہوئے۔

مخفی نہ رہے کہ گو اس سے پہلے جناب لفٹننٹ کو دو بار میڈم اینجلیک کے مکان پر آنے کا اتفاق ہوا۔ مگر دونوں موقعوں پر کسی وجہ سے میڈموازل آرمنٹائن یعنی وہ فرانسیسی حسینہ جسے ان کے گلے باندھنا منظور تھا۔ گھر پر موجود نہ تھی۔ گویا ہمارے دوست اس نازنین سے صورت

آشنایانہ تھے۔ میڈم ایجلیک اس حقیقت کو اچھی طرح جانتی تھی۔ اور اسے مدنظر رکھ کر ہی وہ ان کی راہ میں مکر و فریب کا جال بچھانے کی فکر کر رہی تھی۔

آنریبل آگسٹس سونٹلی کل امیرزادوں کی طرح اس طرز خاص پر جسے حلقہ عمائد میں داخل خوبی سمجھا جاتا ہے۔ الفاظ چبا چبا کر بولنے کے عادی تھے۔ آتے ہی بے تکلفی سے کہا۔ "اماں جان سلام۔ کیا بات تھی جو اتنا سویرے آرام وہ بستر چھوڑنے پر مجبور کیا ہے؟"

"معاف کیجیے۔ آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔" میڈم ایجلیک نے معذرت چاہتے ہوئے کہا "واقعی ابھی تو سہ پہر۔۔۔ اے توبہ صبح کے چار ہی بجے ہیں۔ مگر بات یہ بھی تو ہے کہ حلقہ فیشن کے نوجوان رات کو دن اور دن کو رات بنا سکتے ہیں۔۔۔ اوہ! کیا خوش وقتی ہے۔"

"ہاں۔ پر دن میں کوئی دلچسپی بھی تو نہیں" مسٹر سونٹلی نے انداز حقارت سے کہا "اس کے سوا کیا کام ہے کہ پارک میں گئے تو چند پری جمالوں کو سلام کیا۔ یا ریجنٹ سٹریٹ کے نواحات کا گشت لگایا۔ رہ گئیں ملاقاتیں۔ تو وہ ہم فوجیوں پر لازم نہیں۔"

"بے چارے فوجی۔ خدا ان سے محفوظ رکھے۔" میڈم ایجلیک نے تیکھی نظروں سے دیکھ کر کہا "جہاں کسی الہڑ حسینہ نے دیکھا کہ بدحواس ہوئی۔ اور وہیں نقد دل ہاتھ سے دے بیٹھی۔"

مسٹر سونٹلی کرسی کی پیٹھ پر جھک کر بے ریش ٹھڈی پر اطمینان سے ہاتھ پھیرنے لگے پھر اسی مخصوص امیرانہ لہجہ میں فرمایا "ہاں سچ کہتی ہو۔ اس کا تو میں بھی قائل ہوں۔ کہ خدا نے ہم فوجی آدمیوں میں ضرور کوئی سحر رکھا ہے۔۔۔"

"دیکھو لوحق بر زبان جاری۔ ابھی تو آپ کو معلوم نہیں۔ کیوں میں نے سہ پہر کو۔۔۔ اے توبہ اتنے سویرے تکلیف دی ہے۔۔۔"

"آہ! کیا کوئی نئی شرارت سوچی گئی ہے؟" اور یہ کہہ کر مسٹر سونٹلی نے ہلکا رندانہ قہقہہ لگایا۔

"کیا خوب۔ شرارت! "عیار عورت نے مسٹر سونٹلی کے سامنے انگلی ہلا کر کہا "ایک پری جمال قمر طلعت سیمتن حسینہ جسے ڈیوک آف مارچ مونٹ کے ہاں رہتے فقط دو مہینے ہوئے وہ تو محض آپ کی کشش سے انہیں چھوڑ کر بھاگ آئی۔ اور آپ فرماتے ہیں شرارت!"

"میری کشش سے!" آگسٹس نے اپنی لمبی پتلی انگلیوں کو نرم چکنے بالوں میں جو چوہوں کی دموں کی طرح گدی اور کانوں پر لٹک رہے تھے۔ پھیرتے ہوئے کہا۔ "مجھ! میں تمہارا مطلب

نہیں سمجھا۔"

"جی آپ کیوں سمجھیں گے۔ بدنصیب ایک دن فوج کی بریڈ دیکھنے گئی تھی وہاں آپ کی موہنی صورت کا شکار ہوگئی۔ چونکہ مجھی سے کچھ سانا تی تھی۔ اس لئے سیدھی یہاں آئی۔ اور آپ کا حلیہ بیان کرکے پوچھنے لگی۔ اس نقشہ کا نوجوان افسر کون ہے؟ میں نے بھی دھوپ میں بال سپید نہیں کئے۔ پہچان گئی کہ اشارہ آپ ہی کی طرف ہے..."

"سچ کہتی ہو! واللہ کیا خوش نصیبی ہے؟" مسٹر سوفٹلی نے ہلکا قہقہہ لگا کر خوشی سے دونوں ہاتھ ملنے شروع کردیئے۔

"نہیں تو کیا جھوٹ کہتی ہوں۔" میڈم اینجلیک نے سنجیدگی قائم رکھ کر کہا "حلیہ آپ کا تھا۔ جب اس نے کہا میرا نوجوان سب سے شکیل سب سے وجیہ۔ سب سے وضعدار ہے۔ تو میں فوراً جان گئی کہ آپ ہی کو دل دے چکی ہے۔ اس کے بعد جب میں نے بتایا۔ کہ ان سے تو مجھے دیرینہ شرف نیاز حاصل ہے تو... معلوم ہے کیا ہوا؟ خوشی سے جگر تھام کر رہ گئی۔ بے اختیاری میں یہی منہ سے نکلا کہ ڈیوک کے دو سو پونڈ کے بدلے وہ مجھے پچاس پونڈ میں خرید لیں تو عمر بھر ان کی لونڈی بنی رہوں گی۔"

"اوہ! اوہ! داستان تو بالکل کسی ناول کی طرح معلوم ہوتی ہے۔" بیوقوف آگسٹس نے خوشی سے پھولے نہ سما کر کہا۔

"اور نہیں کیا،" میڈم اینجلیک نے کہا۔ اور یہ خیال واقعہ میں صحیح بھی تھا۔ کیونکہ ناول کی طرح اس داستان میں بھی حقیقت کو مطلق دخل نہ تھا۔ "اور مسٹر سوفٹلی آج آپ کے برابر خوش نصیب انسان کون ہے۔ خیال کیجیے۔ ایک ڈیوک کی آشنا کو حاصل کرکے آپ کو کتنی عزت اور شہرت حاصل ہوگی۔ مجھ سے پوچھیے۔ تو یہ کارنامہ ان کی بیاہتا بی بی کے اغوا سے کم دلچسپ نہ ہوگا۔ سچ جانیے دھوم ہی تو مچ جائے گی۔ ہر ایک کے منہ پر اس کا ذکر ہوگا۔ ہر طرف آپ ہی کے چرچے سنے جائیں گے۔ اور تو اور حسین لیڈیاں آپ کی طرف اشارہ کرکے منہ چھپا چھپا کر مسکرائیں گی..."

"واللہ کیا خوش نصیبی ہے!" لفٹنٹ سوفٹلی نے خوش ہو کر کہا۔ "کیوں مگر کچھ خوبصورت بھی ہے؟"

"کچھ خوبصورت!" میڈم اینجلیک نے طنز سے کہا۔ "حضرت منہ دھو کر سوال پوچھیے

میں کہتی ہوں۔ ایسی حسین۔ نازک ادا کا فرجمال عورت سارے لندن میں تو آپ کو ملیگی نہیں باہر کا حال خدا جانے۔ مذاق بر طرف۔ وہ تو ایک بڈھے فرانسیسی مارکوئیس کی اکلوتی بیٹی ہے۔ دو تین مہینے ہوئے مایج مونٹ کسی طرح اس کو ایک خانقاہ سے اڑا لایا تھا۔ خانقاہ کی تنہائی اور افسردگی سے بچنے کے خیال سے وہ اس کے ساتھ آ تو گئی۔ مگر بپ. ایک دن نہیں کیا۔ یہ تو ہوا اس کی خوبصورتی اور نجابت کا حال۔ رہی نیکی اور پاکبازی۔ تو اس ایک خطا کے سوا کبھی اس کے پائے عفت کو لغزش آئی ہو۔ تو ایک لاکھ کا تمسک لکھنے کو تیار ہوں۔ یا چاہو۔ تو صاحب لارڈ میر کی عدالت میں چلکر حلف لے دونگی ...."

کسی جہاندیدہ پر ایسی دلیلیں شائد اثر انداز نہ ہوتیں۔ مگر خودپسند بیوقوف شوریدہ سر آگسٹس سوٹلی کے دل پر ان کا گہرا اثر ہوا۔ وہاں تو اتنا ہی سُن کر باچھیں کھلی جاتی تھیں۔ کہ میری موہنی صورت نے ایسی قمر طلعت نازنین کے دماغ میں ہیجان کر دیا ہے۔ اب جو یہ تصدیقی بیانات سُنے تو خوشی سے کپڑوں میں سمانا مشکل ہو گیا۔ اور میڈم اینجلیک تھی کہ اُسے اُلّو بناکر دوسری طرف منہ کر کے ہنس رہی تھی۔

تھوڑی دیر سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہنے لگی۔ "چونکہ مجھے یقین تھا آپ اس فرقت نصیب لڑکی سے ملکر دل کی آگ بجھانے سے انکار نہ کریں گے۔ اس لئے آج سہ پہر کے لئے یہیں بلا لیا تھا۔ مگر آپ یہ سُن کر حیران ہوں گے کہ آپ کے جمال دلفریب نے غریب کے سینہ میں وہ آتش افروزی کی ہے۔ کہ آتے وقت اپنا اسباب بھی ساتھ ہی لے آئی۔ اس آراستہ مکان کو جو ڈیوک نے اس کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ خیرباد کہا۔ اور سنگار کی میز پر اس مضمون کا رقعہ چھوڑ آئی کہ میں ہمیشہ کے لئے آپ سے رخصت ہوتی ہوں۔ اب مجھے تلاش کرنے کی کوشش نہ کیجئے گا۔ یہاں آئی۔ تو میں نے کہا۔ نادان لڑکی۔ تو نے کیا حماقت کی۔ کیا خبر جس پر تو جان دیتی ہے۔ تجھ سے بولنے کے روادار ہوں۔ یا نہ ہوں۔ یوں تو.... آپ سے پردہ نہیں۔ ایسی خوبصورت اور تمیزدار لڑکی کے چاہنے والے ایک ہزار ہیں۔ چنانچہ آپ کے قدموں کے آگے بڈھے لارڈ وینہم نے جو اسے دروازہ پر اُترتے دیکھ چکے تھے۔ یہ پیام ملکہ ابہام کیا تھا کہ یہ تحفہ ابہ ڈھائی سو پونڈ کے عوض مجھے دے دو۔ مگر...."

"اوہ! یہ بات ہے کیا!" سوٹلی نے جلدی سے کہا۔ "لارڈ وینہم کی کیا ہستی ہے۔ وہ ڈھائی سو دینے کے تو میں پانسو دینے کو تیار ہوں۔ ساده سپ تکلم صرف اس لئے خاموش تھا کہ شاید

تمہیں اس خفیف نذرانہ کے قبول سے انکار نہ ہو۔۔۔"

"اب میں حیران ہوں کیا عرض کروں" میڈم اینجلیک نے متانت سے کہا "سوچتی ہوں اس معاملہ میں میرا آپ پر کچھ بھی حق نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے جو کچھ کیا وہ اتنا ہی تو ہے کہ غریب لڑکی پر رحم کر کے کچھ اس کے اور کچھ آپ کے پاس خاطر سے دونو کا میل کرا دیا۔۔ لیکن خیر اگر آپ کو پانسو پونڈ کا چک لکھنے پر اصرار ہے تو میں بھی انکار سے آپ کو ناراض کرنا نہیں چاہتی۔۔۔"

نوجوان لفٹنٹ اپنے فیشنبل کسل کو ترک کر کے چک لکھنے کے لئے میز کی طرف گیا۔ وہاں بیٹھ کر دل سے کہنے لگا "کیا اچھا ہوا کہ صبح آرسیچ سے روپیہ قرض لے لیا تھا۔ ورنہ خجلت الگ اٹھانی پڑتی۔ اور وہ نازنین الگ ہاتھ سے نکل جاتی۔"

اس اثنا میں میڈم اینجلیک بظاہر اپنے دل سے باتیں کرتے ہوئے مگر حقیقت میں مسٹر سونٹلی کو سنا سنا کر کہنی گئی "خدا جانے ان فوجی سپاہیوں میں کیا سحر ہوتا ہے۔ یا قدرت نے ان کی نگاہوں میں کوئی خاص ہی جادو بھر کر رکھا ہے کہ جسے ایک بار دیکھ لیں سو ہی مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ جاتا ہے۔۔۔"

"اچھا تو اب فرمائیے۔ وہ نازنین کہاں ہے؟" سونٹلی نے جو ان تعریفی کلمیں کو خوش ہو کر سن رہا تھا۔ چک لکھ کر پوچھا۔

"ذرا ٹھیریئے میں اسے بلا لاتی ہوں۔" اتنا کہہ کر میڈم اینجلیک کمرہ سے رخصت ہوئی

بیڈ۔ ازل ارمنٹائن نے یہ رات ایک سیٹھ کے ٹاچی کی صحبت میں بسر کی تھی۔ گو ضمناً یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ شخص جرمن نژاد نہ تھا۔ درحقیقت میڈم اینجلیک خوب جانتی تھی کہ جرمن لوگ جسامت قوم ہیں کے اندر بھک منگے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کبھی کسی جرمن کو اپنے مکان میں قدم تک نہ رکھنے دیتی تھی۔ فرانسیسی حسینہ نے شام کے پہننے کا خوشرنگ لباس زیب بدن کر رکھا تھا۔ جس میں اس کا حسن تابناک اور بھی جانسوز و سحر افروز نظر آتا تھا۔ میڈم اینجلیک نے پہلے اس کے حسن و جمال کی تعریف کی پھر کہنے لگی۔

"پیاری ارمنٹائن۔ تم جانتی ہو میں اس کاروبار کو بند کیا چاہتی ہوں۔ اسی لئے لنڈا اور انگلستان کا دوسری جگہ انتظام کر چکی ہوں۔ تم باقی تھیں۔ سو تمہارا کام اس ہفتہ کاٹھ گیا کمرہ میں سے کسی کو بھی نصیب نہ ہوا تھا میں نے تمہارے لئے گارڈ فوج کا ایک ایسا شکیل وجیہ

افسر تلاش کیا ہے جو ذہین فربہ اور ہوشیار ہے۔ ابھی اس نے سن بلوغ حاصل نہیں کیا۔ مگر جائداد بے شمار ہے۔ اور اس کی بنا پر وہ جتنا روپیہ چاہے۔ قرض لے سکتا ہے۔"

میڈموازل ارمنٹائن کے چہرہ پر رونق آگئی۔ صاف نظر آتا تھا کہ وہ اس انتظام سے بہت خوش ہے۔

"آہ تمہیں خوش دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہوتا ہے۔" عیار عورت نے کہا۔ "کیونکہ جو کچھ میں کر رہی ہوں وہ بے غرضانہ ہے۔ پھر بھی ایک دو باتیں ایسی ہیں۔ جو اس وقت تمہیں سمجھا دینا چاہتی ہوں۔ کیونکہ آجتک میرا سلوک تم سے مادرانہ شفقت ہی کا رہا ہے۔"

اس کے بعد اس نے وہ قصہ جو آنریبل آگسٹس سوفٹلی کے روبرو گھڑا تھا۔ بیان کیا۔ اور پھر کہنے لگی۔ "اس کے سامنے میرے بیان کی حرف بحرف تصدیق کرنا۔ اس کا میں انتظام کردوں گی کہ ڈیوک آف مارچ مونٹ اس کی تردید نہ کریں۔ وہ میرے بس میں ہیں۔ رہی یہ نمائش کہ تمہیں اس شخص سے اتنا زبردست عشق ہے کہ تم نے اس کے لئے ..."

"اطمینان رکھئے میں اس تمثیل کو اچھی طرح ادا کرونگی۔" ارمنٹائن نے قطع کلام کرکے کہا "اس کے علاوہ مجھے ان فوجی افسروں سے طبعی لگاؤ بھی ہے۔"

"وہ تمہیں پچاس پونڈ ہفتہ وار دے گا۔" میڈم اینجلیک نے سمجھایا "مگر جب ایک بار تم اس کے ہاں جم گئیں۔ پھر ایک سال کے اندر اندر تم نے اسے تباہ نہ کیا تو قصور تمہارا ہوگا عزیز لڑکی۔" اس نے ناصحانہ انداز سے کہا "کسی جوان عورت کی تب تک شہرت نہیں ہوتی۔ جب تک وہ اپنے تین چار عاشقوں کو اچھی طرح تباہ و برباد نہ کردے۔ دیکھ لو۔ اس شہر کی مشہور ایکٹرسوں کا کیا حال ہے ... لیکن میرے خیال میں زیادہ نصیحت کی حاجت نہیں۔ تم بہت سیانی لڑکی ہو۔ ادھر سوفٹلی بے چینی سے انتظار کرتا ہوگا۔ اس لئے آؤ اس کے پاس لے چلوں۔ سامنے جاؤ تو جہاں تک ممکن ہو۔ حیادار اور شرمیلی بنے رہنا۔ اسی میں ساری کامیابی ہے۔"

اتنا کہہ کر عیار فرانسیسی عورت ارمنٹائن کو اپنے ساتھ اس کمرہ میں لے گئی۔ جہاں آنریبل آگسٹس سوفٹلی نشۂ عشق کے نشہ میں سرشار بیٹھے تھے۔ وہاں پہنچ کر ارمنٹائن نے اس خوبی سے کلام کیا۔ کہ حضرت بالکل ہی لٹو ہو گئے۔ میڈم اینجلیک نے جاتے ہی ارمنٹائن سے نظر بچا کر چیک اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔ اسی رات وہ نازنین بھی اس مکان سے رخصت ہو کر اس آراستہ کوٹھی میں رہنے لگی۔ جو نئے دلدار نے گرانبہا کرایہ پر اس کے لئے لے دی تھی

باب ۸۹

ایمی، مسٹر ریڈکلف اور کرسچن کی ملاقات

موضع ہیڈ کارن علاقہ کنٹ میں قصبہ ایشفورڈ کے بالکل قریب واقع ہے۔ یہاں سے کوئی پاؤ میل فاصلہ پر ایک خوشنما باغ میں چھوٹی سی جھونپڑی کے اندر ایک بڑھی عورت رہا کرتی تھی کسی زمانہ میں اس کا شوہر ان نواحات میں کاشت کرتا تھا۔ مگر اب اُسے فوت ہوئے مدت گذر چکی تھی۔ ایمی سٹن جس کے متعلق ہمارے ناظرین بھولے نہ ہوں گے۔ کہ پیشتر موجودہ ڈچس آف مارچ مونٹ کی خادمہ تھی۔ اب اسی جھونپڑی میں رہتی تھی۔

یہاں آتے ہوئے کرسچن اسٹیشن سے ٹرین میں جو اتفاقی ملاقات ہوئی تھی اُسے کئی ہفتے گذر چکے تھے۔ اور اس عرصہ میں یہ بھی واضح ہو گیا تھا کہ بدنصیب عورت دنیا کی نظروں سے بچ کر کس لئے یہاں عزلت و تنہائی کی زندگی بسر کرنے آئی ہے۔ شاید یہ بتانے کی حاجت نہ ہوگی کہ وہ عنقریب بچہ کی ماں بننے والی تھی۔

سہ پہر کا وقت تھا۔ اور ایمی اس جھونپڑی کی مختصر نشستگاہ میں تنہا بیٹھی تھی۔ میز پر کام کرنے کی ٹوکری میں سلائی کے کپڑے اور پاس ہی الماری میں کئی کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ مگر اس وقت نہ اسے کام اور نہ مطالعہ کی رغبت تھی۔ وہ کسی گہری فکر میں تھی۔ اور اگر کوئی شخص پاس کھڑے ہو کر اس کے چہرہ کو نظر غور سے دیکھتا۔ تو معلوم ہوتا کہ اس کے دل میں کئی طرح کے بھیانک خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ مارچ مونٹ کی شرمناک ستمکاری کا حال جو اس نے کرسچن سے بیان کیا بالکل صحیح تھا۔ اور اب وہ کسی طرح اس ناہنجار شخص سے انتقام لینے کی تدبیریں سوچ رہی تھی۔ ایمی کی فطرت کچھ اس قسم کی تھی۔ کہ اول کوئی بات اس پر جلد اثر نہ کرتی تھی۔ لیکن اگر کوئی اثر اس کے دل میں جاگزین ہو جائے۔ تو اپنے ارادہ کی تکمیل کے لئے وہ صبر و سکون کے ساتھ مستقبل کا انتظار کر سکتی تھی۔ اس سے جانا جا سکتا ہے کہ وہ بہت خطرناک عورت تھی۔ اور اس حالت میں اس کے انتقام کا خوفناک ہونا یقینی تھا۔

مگر اس وقت اس کا اضطراب صرف اپنی ذات کے لئے نہ تھا۔ وہ اپنی چھوٹی بہن کی حالت پر جو اس سے حسین اور اپنی جان کی طرح عزیز تھی۔ کڑھ رہی تھی۔ افسوس یہ لڑکی بھی برباد ہو چکی تھی۔ اور اس کا حال اسی روز ایک خط سے معلوم ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ

اپنے غم والم کے ساتھ ساتھ اس کی حالت پر بھی آنسو بہا رہی تھی۔

ایمی کا اس جھونپڑی کی مالک بیوہ عورت سے کچھ رشتہ نہ تھا۔ بعض حالات میں جن کا ذکر غیر ضروری ہوگا۔ کچھ عرصہ پیشتر ان کی ایک دوسرے سے واقفیت ہو چکی تھی۔ آخرکار جب ایمی کو معلوم ہوا کہ اب میرے لئے اپنی شرمناک حالت کو دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رکھنا غیر ممکن ہے۔ تو اُسے مسز ولس یعنی اس بیوہ عورت کا خیال آیا۔ اور اس نے سوچا کہ میرے لئے اس کے دیہاتی مکان میں رہ کر اس شرم و گناہ کے امتحان سے گذرنا آسان ہوگا۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ دنیا ایسے بچوں کی تولید کے لئے ہمیشہ ان کی ماں کو نشانہ عتاب بناتی ہے۔ خواہ ان عورتوں کی طرف سے ذراسی کمزوری بھی ظاہر نہ ہوئی ہو۔ جیسا ایمی سٹن کی حالت میں ہوا تھا۔ جو حقیقت میں ڈیوک آف مارچ مونٹ کے جبر و تشدد کا نشانہ تھی۔

خیر جیسا ہم نے بیان کیا ہے۔ سہ پہر کا وقت تھا۔ اور ایمی اس جھونپڑی کی نشستگاہ میں ملول و محزون بیٹھی تھی۔ کہ اسے باغ میں کسی کے پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے سے کرسچن آرہا تھا۔ پہلے جی میں آئی کہ گھر کی خادمہ سے کہہ کر اسے باہر ہی رکوا دوں کیونکہ جیسا ناظرین کو یاد ہوگا۔ اس نے ریل کے سفر میں اپنی داستان شرم بیان کرتے ہوئے اس مصیبت کی صحیح نوعیت واضح نہ کی تھی۔ جو ڈیوک آف مارچ مونٹ کے مجرمانہ تشدد سے اس پر نازل ہوئی۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے ارادہ بدل دیا۔ اور سوچا اب اس سے ملنے میں کیسا عیب ہے۔ وہ اس راز کے ایک حصے سے پہلے ہی واقف ہے۔ اس لئے دوسرے کو چھپانا لاحاصل ہے۔ یہ بھی خیال آیا۔ اس تنہائی میں ایک پرانے دوست کی گفتگو باعث تسکین ہوگی۔ وہ خوب جانتی تھی کہ کرسچن ایماندار اور نیک نہاد نوجوان ہے۔ اس کی باتوں سے اپنے غم و اندوہ میں تسکین ہی ہوگی۔ کیونکہ عاقلوں نے کہا ہے دنیا کی کوئی مصیبت ایسی نہیں جس میں سچے دوست کی ہمدردی تخفیف نہ کر سکتی ہو۔

اتنے میں کرسچن ایشٹن داخل ہوا۔ اور اس خلوص و تپاک کے ساتھ جو اس سے مخصوص تھا۔ یہ کہتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا "ایمی۔ ایک ضروری کام کے لئے ادھر سے گذر رہا تھا تم سے ملے بغیر جانے کا حوصلہ نہ ہوا۔"

بدنصیب عورت کرسچن کو دیکھتے ہی کھڑی ہوگئی تھی اس طرح اس نے فوراً اس کی حالت

دیکھ لی۔ مگر کچھ اپنی طبعی فیاضی اور کچھ معاملہ کی نزاکت کے خیال سے یہ نہ ظاہر ہونے دیا۔ کہ میں ایمی کی حالت سے واقف ہو چکا ہوں۔ بلکہ قصداً سطحی معاملات کا ذکر کرنے لگا۔ بہر حال ایمی کی حالت دیکھنے سے یہ خیال ضرور ہوا۔ کہ مجھے اس کی تنہائی میں مخل نہ ہونا چاہئے تھا مگر اس کی آمد بے مدعا بھی نہ تھی۔ اس داستان کو سن کر جو ایمی نے اثنائے راہ میں بیان کی تھی۔ اس کے دل میں ہمدردی پیدا ہو چکی تھی جسے عملی صورت دینا منظور تھا۔

ایمی کا چہرہ شرم و ندامت سے سرخ تھا۔ تاہم جہاں تک ممکن ہوا ضبط کر کے کہنے لگی "مسٹر ایشٹن آپ جان گئے۔ میرے اس کنج تنہائی میں آنے کی کیا وجہ تھی۔ آہ! میں اتنی دکھیاری ہوں۔ اور طبیعت ایسی افسردہ ہے۔ کہ اگر لذت انتقام پیش نظر نہ ہوتی تو موت کو اس زندگی پر ترجیح دیتی۔ مگر مجھ ایسے بدنصیبوں کے لئے انتقام میں ہی راحت ہے۔ بس جانئے مناسب وقت پر میں اپنے برباد کرنے والے سے جو انتقام لوں گی وہ بہت ہی خوفناک ہو گا۔"

"سنو ایمی۔" کرسچن نے نرم لہجہ میں فہمائش کرتے ہوئے کہا "میں جانتا ہوں تم پر ظلم ہوا۔ مگر اب اس پر کڑھنا بے سود ہے۔ انسان کو چاہئے ہر وقت انتقام کے خیال میں غرق رہ کر طبیعت کو برہم نہ کرے۔"

"لیکن میرے لئے انتقام ہی سرمایہ ہستی ہے۔" عورت نے جواب دیا "میں اس بات کا عہد کر چکی ہوں کہ خواہ آخرکار مجھے پھانسی پر ہی لٹکنا پڑے۔ مگر ایک بار تو اس شخص کی جان لے چھوڑوں گی جس نے میری آبرو خاک کی۔ یہ آخری اور تنہائی صورت ہے ورنہ آرزو ایسا انتقام لینے کی ہے جس کی تکلیف کو وہ زندہ رہ کر محسوس کرے ... یعنی وہ بھی میری طرح موت کو زندگی پر ترجیح دے۔"

"ایمی اس طرح کی خوفناک باتیں نہ کہو۔" کرسچن نے کہا "تم ڈیوک آف مارچ مونٹ کی جان لینے کا ذکر کرتی ہو۔ مگر تمہیں اس کا خیال نہیں آتا۔ کہ اس کے بعد تمہاری اپنی جان بھی سلامت نہ ہو گی۔"

"نہ ہو۔ مجھے اپنی جان کی پروا بھی کیا ہے؟" عورت نے جوش سے کہا "کیا میں اس بچہ کے لئے جینا منظور کروں۔ جو میری ذلت و شرم کا ابدی ثبوت ہو گا؟ نہیں" اس نے تلخ لہجہ میں کہا "مجھے اس سے سخت نفرت ہو چکی ہے۔"

"مگر یہی نفرت اس وقت جب بچہ تمہاری گود میں ہوگا۔ محبت میں بدل جائے گی۔"
کرسچن نے کہا۔

"یہ نہ کہئے۔ میرے لئے وہ بچہ سانپ کے بچہ سے کم نہ ہوگا" ایمی سٹن نے کہا۔ "بہر حال جیسا میں کہہ رہی تھی۔ سردست میں اس زندگی کو شاد و ناشاد اس خیال سے بسر کر رہی ہوں۔ کہ جلد یا بدیر ضرور اس ستمگر سے بدلہ لوں گی جس نے میری نیکی کا خون کیا۔ جس وقت یہ کام ہو چکا تو پھر خوشی سے جان دے دوں گی۔ یا شائد اس سے پہلے تکمیل انتقام ہی میں زندگی سے گذر جاؤں گی۔"

"تو کیا تمہیں دنیا سے کوئی دلبستگی نہیں ؟" کرسچن نے بدنصیب عورت کے منہ سے اس طرح کے مایوسانہ الفاظ سن کر افسردگی سے کہا۔ "تمہارے کوئی بہن بھائی نہیں ہیں جن سے تمہیں دلی محبت ہو۔ اور جو تمہاری مرگ بے ہنگام پر دل شکستہ ہو کر آنسو بہائیں ؟"

"افسوس۔ میری واحد رشتہ دار ایک بہن ہے۔ جس سے مجھے ناقابل بیان محبت تھی ۔۔۔ اور اب بھی ہے۔" ایمی نے افسوسناک لہجہ میں کہا۔ "مگر صد حیف میری طرح وہ بھی گناہ کے اندارہ میں گر گئی !"

"تمہاری طرح کسی کی غداری سے ؟"

"نہیں بلکہ اپنی کمزوری سے۔" ایمی نے جواب دیا۔ "ہم دو بہنیں چھوٹی عمر میں یتیم رہ گئی تھیں۔ میں ایک خالہ کے پاس چلی گئی۔ اور وہ ۔۔۔ میرین دوسری کے پاس جس نے اس کو اپنے ہاں رکھا۔ وہ زیادہ مالدار تھی۔ اس لئے اس کی تعلیم کا مجھ سے اچھا انتظام ہوا۔ اور اسے بیگمات کی طرح آداب مجلس سکھائے گئے۔ جس کے ہاں میں رہتی تھی۔ وہ میرے لئے ان باتوں کا انتظام نہ کر سکی۔ اور بالآخر میں ایک خادمہ بنی۔ میری عمر پندرہ سال کی تھی۔ کہ خالہ کا انتقال ہو گیا۔ اور میں نے اس وقت کے بعد ملازمت کر کے محنت مشقت کی روزی کمانی شروع کی۔ خالہ نے ایک بات ایسی سکھائی تھی جسے میں عمر بھر نہ بھولوں گی۔ یہ کفایت شعاری تھی۔ کفائت شعار نہ ہوتی۔ تو آج اس مصیبت میں چند دن کاٹنے بھی مشکل ہو جاتے کیونکہ سر ساش مارچ مونٹ نے میری بے حرمتی کا جو تاوان پیش کیا تھا۔ میں نے اس سے ایک کوڑی تک لینا منظور نہ کیا۔ لیکن ذکر میری بہن میرین کا تھا۔ وہ بہت حسین لڑکی ہے مگر یہ خوبصورتی ہی اس کی تباہی کا موجب ہوئی۔ دو سال گذرے۔ اس خالہ کا بھی جس کے

ماں وہ رہتی تھی۔ انتقال ہوگیا۔ اور چونکہ اس کی وصیت میں کچھ خامی رہ گئی تھی۔ اسلئے جائیداد جو میرین کے حصہ آتی۔ غیروں کے ہاتھ چلی گئی۔ مگر میرین اچھی تعلیم حاصل کرچکی تھی۔ اسلئے میں نے صلاح دی کہ کسی اچھے گھرانے میں استانی بن جائے۔ اس نے ایک جگہ ملازمت شروع کردی۔ مگر جلدی ہی مردوں کی ابلہ فریبی کا شکار ہوگئی۔ جس موذی نے اسکو برباد کیا۔ اس کا نام ارل آف بلٹنگ ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک وہ اس کے ہاں رہا کرتی تھی۔ اور میں اپنی بیخبری میں سمجھتی تھی۔ کہ اب تک استانی کا کام کررہی ہے۔ کیونکہ اپنے خطوں میں وہ ہمیشہ ایسا ہی لکھا کرتی تھی۔ مگر جس آف مارچ مونٹ کی ملازمت سے جدا ہونے کے بعد میں جب اس سے ملنے گئی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ایک معزز گھرانے میں استانی کے مقدس فرائض ادا کرنے کی بجائے وہ عیش ومعصیت کی زندگی بسر کرتی ہے۔ فوراً سب حال سمجھ گئی۔ طبیعت کچھ تو پہلے ہی بے چین تھی۔ اس کی حالت نے اور اذیت پیدا کی۔ اسی اضطراب میں میں نے اپنا حال بھی کہہ دیا گو اسقدر ہی بیان کیا کہ میں نے قصداً گناہ کا رستہ اختیار نہیں کیا تھا۔ میری زبانی اسے ڈیوک آف مارچ مونٹ کا نام معلوم ہوا۔ جو میری بربادی کا موجب ہوا تھا۔ اس کے بعد میں یہاں چلی آئی۔۔۔"

اتنا کہہ کر امی چپ ہوگئی۔ کرسچن کو یہ حال سن کر بہت دکھ ہوا۔ مگر اس نے نرم لہجہ میں کہا۔ "تم نے اپنی بہن کی جو داستان زندگی بیان کی ہے۔ اس سے نتیجہ اخذ کرنے میں غلطی نہیں ہوئی۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب تک گناہ کی زندگی سے تائب نہیں ہوئی۔"

"افسوس نہیں"۔ امی سٹن نے جواب دیا۔ "اور یہی سلگایا مجھے ہلکان کررہا ہے اصلاح کی بجائے وہ اور زیادہ گناہ کی غار میں اترگئی۔ ایک روز ارل آف بلٹنگ کو معلوم ہوا کہ وہ درپردہ مجھ سے بیوفائی کرتی ہے۔ اس پر اس نے فوراً بے تعلقی کرلی۔ اور گو اس کی سختی قابل معافی سمجھی جاسکتی ہے۔ پھر بھی امرواقعہ یہ ہے کہ حالت جوش میں اس نے میرین کے زیور اتروا کر بیک بینی دوگوش گھر سے نکال دیا۔ کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر پھرتی پھراتی ایسے مکان پر پہنچی۔ جہاں فیشن کے پردہ میں گناہ کا دور قائم تھا۔۔۔ اگر میرا خیال غلط نہیں ہے تو آپ بھی اس جگہ سے ناواقف نہیں۔"

"کون میں؟" کرسچن نے انداز حیرت سے کہا۔ اور پھر غضبناک صورت بنا کر کہنے لگا۔ "مس سٹن، یہ یقین دلاتا ہوں۔۔۔"

"آوہ! آپ بے وجہ ناراض ہو گئے۔" ایمی نے جلدی سے کہا "میرا اشارہ میڈم اینجلیک کے مکان کی طرف تھا۔ جہاں ایک دوبار آپ بھی گئے تھے۔۔۔"

"میں سمجھا۔" کرسچن نے کہا "کیا اس مکان کا ذکر کرتی ہو۔ جہاں سے میں ان کپڑوں کا صندوق لایا تھا جو ڈچس آف مارچ مونٹ کی تباہی کا موجب ثابت ہوتے۔ اگر۔۔۔"

"وہی تو" ایمی نے جواب دیا "شاید آپ کو معلوم نہیں۔ میڈم اینجلیک کا کپڑے کا کاروبار ایک پردہ تھا جس کی آڑ میں وہ حسن فروشی کیا کرتی تھی۔"

"حیرت ہے کہ پھر ڈچس آف مارچ مونٹ کیوں اس کی سرپرستی کیا کرتی تھیں؟"

"بے خبری ہے۔" ایمی نے کہا "ایک ڈچس پر کیا منحصر ہے۔ ان کی طرح کئی معزز لیڈیاں اس کی خریدار تھیں۔ بہرحال جیسا میں بیان کر رہی تھی۔ میرین نے اس مکان میں جا کر گناہ کی زندگی جاری رکھی۔ یہاں وہ گاہ بگاہ مارچ مونٹ سے بھی ملتی تھی۔ اور چونکہ ڈیوک کو معلوم نہ تھا کہ وہ میری ہی بہن ہے۔ اس لئے اس نے مختلف اوقات میں اس سے اظہار عشق بھی کیا۔ مگر وہ کسی نہ کسی بہانے ٹالتی رہی۔ پرسوں وہ اس مکان سے رخصت ہو گئی۔ اور اب ایک خط سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک اور شخص کے ہاں رہتی ہے۔ جس کے نام سے میں اور آپ دونوں واقف ہیں۔ یعنی ولسن سٹینہوپ۔"

"آہ! اس بدمعاش کے پاس۔" کرسچن نے جوش سے کہا "اس شخص سے مجھے کئی وجوہ سے سخت ہی نفرت ہے۔ ایک بار اس نے میری بہن سے گستاخی کی تھی۔ پھر ڈیوک آف مارچ مونٹ کے ناپاک منصوبوں کا حصہ دار رہا۔ اور اس کے بعد ایک اور خاتون سے بدسلوکی کا مرتکب ہوا۔ جو مجھے اپنی بہن سے بھی زیادہ عزیز ہے۔" یہ کہتے ہوئے اسابیلا کی تصویر اس کی نظروں کے سامنے پھر گئی۔

"بہرحال میرین اب اسی کے پاس رہتی ہے۔" ایمی نے کہا "مگر طرفہ بات یہ ہے کہ یہ جگہ اس کو خود ڈیوک آف مارچ مونٹ کی وساطت سے ملی ہے۔ چونکہ میرین کو سارے حالات لکھنے کی فرصت نہ تھی۔ اس لئے ابھی میں تفصیل سے واقف نہیں ہوئی۔ مگر امید ہے وہ آج کے خط میں سب حالات قلمبند کرے گی۔ جو کل تک مجھے مل جائے گا۔"

کرسچن کو یہ حالات سن کر سخت صدمہ ہوا اور وہ افسوس سے کہنے لگا۔ "یہ کیونکر ممکن تھا۔ کہ تمہاری بہن نے اس شخص کی عنایات منظور کیں۔ جو تمہاری دائمی بربادی کا ذریعہ

پڑا تھا۔"

امی سٹن نے اس کا فوراً ابھی کچھ جواب نہ دیا۔ اور تھوڑی دیر تک کرسچن کے چہرہ کو بغور دیکھتی رہی۔ پھر بولی "نہیں بدنصیب میری اتنی رذیل نہیں ہے کہ وہ اپنی بہن کی ذلت فراموش کر کے اس آدمی کے الطاف واکرام منظور کرتی۔ جو اس کی تباہی کا موجب ہوا تھا مسٹر اشٹن یقین کیجئے۔ جب کبھی موقعہ ہوا وہ اپنی بہن کے انتقام میں دل وجان سے مدد دے گی۔ اپنی چٹھی میں اس نے اشارتاً کچھ لکھا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس بارہ میں اس کی خدمات سے اچھی طرح فائدہ حاصل کیا جا سکے گا۔ مگر کاش کوئی صورت ممکن ہوتی۔ جس سے میری کو گناہ کی زندگی سے بچایا جا سکتا۔ یہ خیال ہے جو دن رات میرے دل میں ہیجان کر رہا ہے۔ بہرحال اب آپ میری بہن کی ذلت اور خود میری رسوائی کے حالات سے خبردار ہو چکے ہیں میں پوچھتی ہوں۔ میرے لیے انتقام کے سوا زندگی میں کیا دلچسپی باقی رہ گئی ہے؟ اور جب میرا مقصد حاصل ہو گیا۔ پھر میرے جینے سے کیا حاصل ہو گا؟"

اس کے جواب میں کرسچن نے مناسب لفظوں میں فہمائش کی۔ مگر اس کی نصیحت کا امی کے دل پر کچھ اثر نہ ہوا۔ صاف نظر آتا تھا۔ کہ وہ ڈیوک آف مارچ مونٹ سے کوئی خوفناک انتقام لینے پر تلی ہوئی ہے۔ کرسچن نے جب دیکھا کہ اسے سمجھانے کی تمام کوششیں بے سود ہیں تو ناچار رخصت ہونے کے لیے اٹھا۔

اٹھ کر کہنے لگا "باتوں میں مجھے وہ مقصد بیان کرنے کا موقعہ ہی نہ ملا۔ جس کے لیے یہاں آیا تھا۔ اور اب جو حالات میں نے تمہاری زبانی سنے ہیں۔ ان کے بعد شائد اس کا اظہار غیر ضروری ہوگا۔ دراصل میں نے ریل گاڑی میں ہی تمہارے حالات سن کر خیال کیا تھا۔ کہ تم اس گاؤں میں تنہائی کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہو۔ اور چونکہ مجھے تمہارے مالی وسائل کا صحیح علم نہ تھا۔"

"مسٹر اشٹن میں آپ کی عنایات کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔" امی نے جواب دیا۔ "مگر میرے پاس گذارہ کی کمی نہیں۔ میں آپ کی پیش کردہ مالی امداد سے دلی شکریہ کے ساتھ دستکش ہوتی ہوں۔ مگر اس کے ساتھ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کہ آپ کا احسان عمر بھر نہ بھولونگی۔"

اس کے بعد کرسچن جھونپڑی سے رخصت ہوا۔ اور سٹیشن پر جا کر اگلی ٹرین میں لندن روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر وہ سیدھا مسز میکالے کے مکان واقع مارٹیمر سٹریٹ کیونڈش سکوئیر میں گیا۔ اور مسز میکالے نے آپ آ کر دروازہ کھولا۔

کرسچن کو آسودہ حال دیکھ کر بڑھی عورت کی باچھیں کھل گئیں۔ اور وہ لہجہ اخلاق میں کہنے لگی "مسٹر اسٹنٹن اتنی مدت کہاں رہے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دیکھے برسوں گذر گئیں۔ اب تو ایک مدت سے کبھی آپ سے ملنا ہی نہیں ہوا۔ بخدا آپ کو اچھی حالت میں دیکھ کر سچی خوشی ہوتی ہے۔ اس عرصہ میں آپ واقعی شکیل وجیہ بن گئے ہیں... غالباً میری عمر کی عورت کو ایسے الفاظ کہنے کا حق ہے... مگر آئیے آپ کے رہنے کی جگہ تیار ہے میں نے ان خسیس میاں بی بی کو نکال دیا۔ جو ہمیشہ جیار کا ڈبہ الماری میں رکھتے اور شراب کی بوتلوں کو ایک منٹ کے لئے باہر نہ رہنے دیتے تھے۔ آپ یہ سن کر واقعی حیران ہونگے کہ جاتے وقت کم بختوں نے نوکرانی کو ایک پائی تک نہیں دی۔ کل کی بچی ہوئی مرغی کا جو حصہ کھانے سے باقی رہ گیا تھا اسے بھی چلتے چلتے ساتھ لے گئے۔"

"تو کیا میری سکونت کا انتظام پھر یہیں ہوا ہے؟" کرسچن نے ساری بک بک کے بعد جلدی سے پوچھا۔

"نہیں تو کیا" مسز میکالے نے جواب دیا "مسٹر ریڈکلف نے اپنے خط میں لکھا ہی جو تھا..."

"انہوں نے تو فقط یہ لکھا تھا کہ لندن آؤ تو سیدھا میرے پاس آنا۔ اور مجھ سے ملے بغیر کہیں سکونت کا انتظام نہ کرنا۔"

"بس تو مطلب صاف تھا" مسز میکالے نے جواب دیا "حیرت ہے اتنے سمجھدار ہو کر یہ موٹی سی بات آپ کی سمجھ میں نہ آئی۔ کہ مسٹر ریڈکلف کا منشا آپ کو اسی مکان میں ٹھیرانے کا ہے۔ سب انتظام آپ کے آنے سے پہلے ہی مکمل ہو چکا ہے۔ محض اسی لئے میں نے کمینہ جانسن اور اس کی بی بی کو جو دونوں بہت بخیل تھے۔ گھر سے نکال دیا تھا... آہ مگر آپ اپنا اسباب ساتھ ہی لے آئے ہیں۔ یہ بہت اچھا کیا۔ لیکن ٹھیرئیے۔ گاڑی کا کرایہ اس وقت تک ادا نہ کیجیے جب تک گاڑیبان اسباب کو اوپر کی منزل پر نہ چھوڑ آئے... خبردار" یہ الفاظ اس نے گاڑیبان سے مخاطب ہو کر کہے "خیال رکھنا۔ اس بھاری بکس سے دیوار میں کھونچ نہ لگ جائے... آئیے مسٹر اسٹنٹن۔"

"مگر یہ تو کہئے۔ مسٹر ریڈکلف کہاں ہیں؟" کرسچن نے پوچھا۔

"وہ عام طور پر چھ بجے کھانا کھایا کرتے ہیں۔ اس لئے اب آتے ہی ہوں گے۔ ابھی

ساڑھے پانچ ہیں۔ اس لئے ہمارے پاس باتیں کرنے کو کافی وقت ہے... شاید آپ نے نہیں سُنا۔ کچھ دنوں مجھ سے اور مسز سفکن سے پھر وہی بگاڑ ہو گیا ہے۔ آپ کو یاد ہے۔ میں نے صلح کے خیال سے کیسی شاندار دعوت کا انتظام کیا تھا۔ مگر وہ بہت فرنہ یہ عورت ہے جا کر مسز وانکلن سے کہنے لگی۔ اور اس نے آگے مسٹر چوبے سے جو ٹاٹنہم کورٹ روڈ میں بچوں کے کپڑے بیچا کرتا ہے کہا کہ مسز میکالے کہتی ہے کہ مسٹر ہاکلین نے مجھ سے کہا ہے۔ کہ دونو مس چولے۔ کپتان بلف بروڈر سے ڈال رہی ہیں خیال تو کیجئے۔ کتنا بہتان ہے۔ میرے خدا... مگر ایلو۔ مسٹر ریڈ کلف بھی آ گئے۔ خدا معلوم کیا بات تھی کہ آج وقت مقررہ سے بیس منٹ پہلے ہی آ پہنچے۔"

ممکن ہے مسٹر ریڈ کلف کی بے وقت آمد کا مسز میکالے کو اس لئے افسوس ہو۔ کہ ان کے آنے پر سلسلہ گفتگو منقطع کرنا پڑا۔ بہر حال کرسچن اس یاوہ گوئی سے نجات پا کر بہت خوش ہوا۔

مسٹر ریڈ کلف نے کرسچن کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ مسز میکالے گاڑیبان کا کرایہ اپنی معرفت ادا کرنا چاہتی تھی۔ کیونکہ ایسے موقعوں پر اسے جھگڑنے میں مزہ ملتا تھا۔ مگر کرسچن نے چپکے سے گاڑیبان کے ہاتھ میں زائد پیسے رکھ دیے۔ اس نے ادب سے سلام کیا۔ اور مسز میکالے کو قہر آلود نظروں سے دیکھتا رخصت ہوا۔

مسٹر ریڈ کلف کرسچن کو اپنے ساتھ کمرہ نشست میں لے گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد یہیں کھانا پرسا گیا۔ اثنائے طعام میں مسٹر ریڈ کلف مختلف واقعات پر اظہار خیالات کرتا رہا۔ مگر کرسچن کو لندن بلانے کے مسئلہ کو قصداً نہیں چھیڑا۔ کرسچن نے بھی ایک سمجھدار نوجوان کی طرح اس بارہ میں کوئی سوال پوچھنا مناسب سمجھا۔ البتہ اس مختصر عرصہ میں بھی ایک دو باتیں اس کے لئے باعث حیرت ہوئیں۔ یعنی مسٹر ریڈ کلف کا رویہ جو ہمیشہ دوستانہ ہوا کرتا تھا۔ آج انتہا درجہ فیاضانہ اور مشفقانہ ہو گیا۔ اس کے علاوہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ کرسچن کے چہرہ کو غور سے دیکھتا۔ اور پھر کسی گہری سوچ میں پڑ جاتا۔ یہ باتیں کرسچن سے پوشیدہ نہ رہ سکیں۔ اور وہ ان کی وجہ سے مفصل حال جاننے کا اور بھی شائق ہوا

کھانے کے بعد شراب اور فواکہات کا دور شروع ہوا۔ مسٹر ریڈ کلف نے کرسچن کی مصروفیتوں پر سوالات پوچھے۔ معلوم ہوتا تھا وہ اس کا معتمد بننا چاہتا ہے

کرسچن نے بھی اسے اپنا محسن جان کر اسابیلا ونسنٹ سے اپنی محبت کا سب حال کہہ دیا۔ پھر رامسگیٹ کے واقعات پوری تفصیل سے بیان کئے اور آخر میں کہنے لگا۔

"کل صبح مس ونسنٹ کی طرف سے جو چھٹی موصول ہوئی، اس میں یہ حیرت خیز خبر درج تھی کہ اس کی ممانی اور ماموں زاد بھائی دونو کا پراسرار حالات میں انتقال ہو گیا جس سے اسابیلا خلاف توقع خاندان لیسانز کی دولت اور جائداد کی مالک بن گئی ہے۔ اس نیک لڑکی کو پہلے اس خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ مگر بعد میں اس صدمہ سے سنبھل کر اس نے لکھا کہ میرے لئے اس عظیم الشان دولت کی دستیابی محض اس لئے باعث تسکین ہے کہ میں ثابت کر سکوں گی۔ تم سے میری محبت کتنی وسیع اور لامحدود ہے۔"

"میرے عزیز" مسٹر ریڈ کلف نے غیر معمولی جوش کے لہجہ میں کہا "مجھے اس بات سے بہت خوشی ہے کہ تمہارا ایک ایسی نیک و پاک دوشیزہ سے جو ہر طرح تمہاری محبت کے لائق اور آرزوؤں کے مطابق ہے، تعلق ہو گیا۔ آگے کہو۔ میں باقی حالات جاننے کو بے قرار ہوں۔"

"مسز ایڈگر ہورسلے کی شادی کل صبح حسین لالے سے ہو گئی۔" کرسچن نے سلسلہ داستان جاری رکھ کر کہا۔ "اور وہ ادائے رسم کے بعد ماہ عسل کا زمانہ بسر کرنے لندن روانہ ہو گئے۔ اسابیلا بھی ان کے ساتھ تھی۔ کیونکہ اس کے لئے تنہا سفر غیر ممکن اور میرے ساتھ رہنا غیر مناسب تھا۔ اب وہ اپنے ماموں کے اسی مکان پر جہاں چند ماہ پیشتر ایک محتاج و یتیم لڑکی کی حیثیت میں رہا کرتی تھی، گھر کی بیگم بن کر گئی ہے۔"

"آہ۔ کرسچن زمانہ کے انقلاب عجیب ہیں۔" مسٹر ریڈ کلف نے کہا "قدیم سے یہی ہوتا آیا ہے کہ جو آج شاہ وہ کل گدا ہے۔ اور جسے آج نان جویں میسر نہیں آتی۔ وہ کل الوان نعمت حاصل کر سکتا ہے۔۔۔ آگے کہو۔"

"یہ انتظام پہلے ہی کیا گیا تھا۔ کہ میں آج صبح تک ورنر میں ہی رہوں اور اس کے بعد لندن چلا آؤں۔" کرسچن نے کہا "اس لئے آج صبح کی ڈاک میں آپ کا خط نہ بھی ملتا تو میں بہر حال لندن چلا آتا۔ مگر آپ کی تحریر نے میرے ارادوں کو پختہ کر دیا۔ اور میں سیدھا لندن کی طرف روانہ ہوا۔ رستہ میں ایک بدنصیب عورت کی ملاقات میں جو ڈیوک آف ماؤنٹ مونٹ کی ہوس کا شکار ہو چکی ہے، ایک دن کی دیر ہو گئی۔"

"خدا ہی جانے اس شخص کے جرموں کا خاتمہ کب ہوگا اور اس کا دورِ ظلم کب تک جاری رہیگا۔" ریڈکلف نے افسردگی سے کہا۔

"میرے خیال میں تو یہ باتیں اس کی زندگی کے ساتھ ہی ختم ہوں گی"

اتنا کہہ کر کرسچن نے مسٹر ریڈکلف کی درخواست پر بدنصیب ایمی کی داستان مصیبت پوری تفصیل سے بیان کی۔ اور اس کی بہن میرین کا حال بھی کہا۔ مسٹر ریڈکلف نے ساری کیفیت گہری توجہ سے سنی۔ اور آخر جب داستان ختم ہوئی۔ تو کہا۔

"کرسچن۔ جو کچھ تم نے بیان کیا۔ اس سے کم از کم یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ کہ تمہارے اصول راست اخلاق حمیدہ اور طبیعت نیکی کی طرف مائل ہے مجھے شروع سے ہی تم بہن بھائی سے گہری محبت تھی۔ اور اگر چاہتا تو تبھی تمہاری آزادگذران کا انتظام کر دیتا۔ مگر اس خیال سے رک گیا کہ تم دیکھ لو محنت کی کمائی میں کیسی لذت اور حلاوت ہے۔ بہرحال اس عرصہ میں میں نے ہمیشہ تمہارا خیال رکھا۔ اور یہ بھی معلوم کیا کہ راجکماری اندرا کے پاس رہ کر تمہاری بہن ہر طرح آسائش و اطمینان کی زندگی بسر کرتی ہے۔ مگر اب وقت آگیا ہے۔ جب تمہارے لیئے اس جدوجہد کو جاری رکھنے کی حاجت نہیں رہی۔ آج سے میں تمہیں اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں مگر میں دنیا میں یکہ و تنہا ہوں میری عادات عجیب ہیں۔ اس لئے اگر تمہارے دل میں یہ اندیشہ ہو کہ میرے پاس رہ کر خوش نہ رہ سکو گے۔ تو میں اس وقت تک تمہاری سکونت کا کسی دوسری جگہ انتظام کردوں گا جتنے کہ ۔ ۔ ۔"

مسٹر ریڈکلف فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ کر رک گیا۔ اور اس کے چہرہ پر عجیب طرح کے اثرات ظاہر ہونے لگے۔ مگر جلدی ہی ضبط سے کام لے کر کہنے لگا۔ "جتنے کہ اسابیلا کے سوگ کا زمانہ پورا ہو جائے۔ اور تم ایک دوسرے سے شادی کرسکو۔"

وہ پھر چپ ہو گیا۔ اور اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ کر دو تین بار ادھر ادھر ٹہلا مگر جلدی ہی کرسی پر بیٹھ کر کہنے لگا "میرے عزیز مت خیال کرو۔ کہ جب تم مس ونسنٹ سے شادی کر لوگے۔ تو اپنے گذارہ کے لئے تمہیں اس خاتون کا دست نگر ہونا پڑے گا۔ نہیں کرسچن۔ اس وقت تمہارے پاس بھی دولت ہوگی۔ تم بھی اس کے برابر مالدار ہوگے۔ اور اس مساوی حیثیت میں ہی اس سے شادی کرو گے۔ یا ممکن ہے ۔ ۔ ۔ ممکن ہے ۔ ۔ ۔"

مسٹر ریڈکلف پھر فقرہ کو ناتمام چھوڑ کر چپ ہو گیا۔ اور کرسچن اس کی عنایات سے اتنا

متاثر ہوا کہ وہیں اس کے قدموں میں دوزانو ہو کر اس کے ہاتھ کو فرطِ شوق سے چومنے لگا۔ مسٹر ریڈکلف کا جی بھر آیا۔ مگر اس نے ضبط سے کام لے کر کرسچن کے سیاہ گھونگھریالے بالوں کو پدرانہ شفقت سے پیار دیا۔ پھر بھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگا "عزیز من دنیا کا کوئی کام ایسا نہیں ہے جو میں تمہارے اور تمہاری بہن کے لئے کرنے کو آمادہ نہیں..."

کرسچن نے بھولے پن سے کہا "ہم بھی آپ سے جدا ہونا نہیں چاہتے۔ یہیں آپ کے پاس رہ کر زندگی بسر کریں گے۔"

"بس یہ انتظام ٹھیک ہوگا۔" مسٹر ریڈکلف نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔ "کرسٹینا آج کل جہاں ٹھہری ہوئی ہے وہیں رہے میرے خیال میں اس کی سکونت کا اس سے بہتر انتظام غیر ممکن ہوگا۔ راہبہ بھکاری اندرا کو میں بہت مدت سے جانتا ہوں۔ اور وہ... لیکن خیر کرسٹینا سردست راہبہ بھکاری کے پاس ہی رہے گی۔ یعنی اس وقت تک کہ..."

اتنا کہہ کر مسٹر ریڈکلف دفعتاً رک گیا۔ معلوم ہوتا تھا۔ حالتِ جوش میں اس سے زیادہ الفاظ منہ سے نکل گئے۔ جتنے کہنا چاہتا تھا۔ مگر چونکہ اس وقت کرسچن کے سینہ میں بھی جذبات کا ہجوم تھا۔ اس لئے اُسے یہ جاننے کا موقعہ نہیں ملا۔ کہ مسٹر ریڈکلف کیوں فقرہ کو نامکمل چھوڑ کر چپ ہو گئے۔ بہرحال اس نے پُرجوش لفظوں میں اپنے محسن کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد مسٹر ریڈکلف نے کہا۔ "کرسچن میں تمہاری ابتدائی زندگی کے حالات جاننا چاہتا ہوں۔ جس روز اس گھر میں تم سے پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ اس وقت تک زمانہ طفلی کے جتنے حالات تمہیں یاد ہوں۔ یعنی کمسنی کے وہ حالات جن کی یاد اب تک دماغ سے محو نہیں ہوئی۔ مجھ سے بیان کرو۔ میں یہ باتیں محض رفع استعجاب کے لئے نہیں پوچھتا بلکہ چونکہ تم سے اور تمہاری بہن سے گہری محبت ہے۔ اور میں تمہاری بہتری میں پوری دلچسپی لیتا ہوں۔ اس لئے تمہارے حالات شروع سے جاننے کا خواہشمند ہوں۔"

اس کے جواب میں کرسچن نے اپنی سرگزشت بیان کی جو بہت مختصر تھی۔ اور جلدی ہی ختم ہو گئی۔

سب حال سن کر مسٹر ریڈکلف نے کہا "میری خواہش ہے کل صبح ناشتہ کے بعد جا کر تم اپنی بہن کو یہاں لے آؤ۔ اور وہ کل کا دن ہمارے پاس رہ کر بسر کرے۔ میں راہبہ بھکاری اندرا کے نام ایک خط لکھ دوں گا۔ اور وہ اس انتظام پر کسی طرح کا اعتراض نہ کریں گی... ہاں مگر

اپنی بہن سے ملو تو میری طرف سے درخواست کرنا کہ اپنی ماں کی وہ چند یادگار چیزیں جو اس کے پاس ہیں۔ اور جن کا تم نے اپنی داستان میں ذکر کیا ہے۔ انہیں اپنے ساتھ لیتی آئے کیونکہ تمہاری ابتدائی زندگی کے متعلق ہر چیز سے مجھے گہری دلچسپی ہے۔ اور میں ان سب چیزوں کو جو تمہاری مادر مرحوم کی یادگار ہیں۔ اور تمہیں اپنے چچا مسٹر ایشٹن سے ملی تھیں دیکھنا چاہتا ہوں۔"

شام کا وقت مستغرق معاملات پر گفتگو کرتے ہوئے بسر ہوا۔ رات کو جب کرسچن آرام کرنے کے لئے بستر پر لیٹا تو سمجھتا تھا کہ آج میرے برابر خوش اور خوش نصیب انسان کوئی دوسرا نہیں ہے۔

اگلی صبح کو ناشتہ کے بعد کرسچن مسٹر ریڈکلف کی چٹھی لیکر راجکماری اندرا کے بنگلہ پر گیا کرسٹینا بھائی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اور بڑی محبت سے پیش آئی۔ نیک دل راجکماری نے بھی کرسچن کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ مگر وہ چونکہ اپنی زندگی کے اس نئے خوشگوار انقلاب سے مسرور تھا۔ اس لئے اسے یہ دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ کہ جس وقت اس نے مسٹر ریڈکلف کی چٹھی اندرا کے ہاتھ میں دی تو اس کے خوشنما چہرہ کی رنگت کس تیزی سے بدلی۔ وہ اس خط کو لیکر دوسرے کمرہ میں چلی گئی۔ اور دونوں بہن بھائی وہاں رہ گئے۔ اس وقت کرسچن نے وہ سب واقعات جو مسٹر ریڈکلف کی ملاقات میں پیش آئے تھے۔ بہن کے روبرو بیان کئے ساری کیفیت سن کر بہن کو اس خیال سے بہت خوشی ہوئی کہ میرے عزیز بھائی کو آئندہ گذر اوقات کے لئے ملازمت کا دست نگر نہ ہونا پڑے گا۔

ان میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ راجکماری واپس آگئی۔ اس نے آتے ہی کہا۔ میں نے مسٹر ریڈکلف کا خط پڑھ لیا ہے۔ اور ان کی درخواست رخصت خوشی سے منظور کرتی ہوں لیکن اگر بہن بھائی میں قلب انسانی کے حالات معلوم کرنے کی طاقت ہوتی۔ یا وہ انسان کی نگاہ سے اس کے خیالات جاننے کے خوگر ہوتے۔ تو انہیں فوراً معلوم ہو جاتا کہ مسٹر ریڈکلف کی چٹھی میں فقط کرسٹینا کی رخصت کی درخواست ہی نہ تھی۔ بلکہ راجکماری کی دلچسپی اور دلبستگی کا بھی سامان تھا۔

بیز واٹر سے مارٹیمر سٹریٹ کی طرف جاتے ہوئے انہیں کرایہ کی گاڑی میں اطمینان سے گفتگو کا موقعہ ملا۔ چنانچہ کرسچن نے بیان کیا کہ اب بیلا دلسنٹ کی حالت بالکل بدل چکی ہے

اور اب وہ بیشمار دولت کی مالک ہے۔ مگر مجھ سے جو محبت پہلے تھی وہی اب ہے۔ اور یہی بات اس نے اپنے ایک تازہ خط میں واضح کی ہے۔ کرسٹینا نے بھی اس واردات کے مفصل حالات بیان کئے۔ جب ایک عورت اور مرد اُسے زبردستی گاڑی میں بٹھا کر کسی طرف کو لے جا رہے تھے کہ رستہ میں لارڈ آکٹیوین میریڈتھ نے اُسے بچا لیا۔ اس واقعہ کی مختصر کیفیت اس نے اپنے ایک خط میں انہی دنوں کرسچن کو راسگیٹ میں لکھی تھی۔ مگر اب مفصل حالات بیان کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ بھولی بھالی لڑکی نے لارڈ آکٹیوین سے اپنی گفتگو کے سب حالات بے کم و کاست بیان کر دیئے۔ جس کے بعد کرسچن نے بہن کے طریق عمل پر ہر طرح اظہار تحسین کیا۔ مگر ساتھ ہی ملایم دبی ہوئی آواز میں کہا "پیاری کرسٹینا اب اس میں شک نہیں ہا کہ تمہیں بھی لارڈ آکٹیوین سے ضرور دلی محبت ہے۔"

حسین دوشیزہ کے چہرہ پر شرم کی سُرخی پھیل گئی اور وہ کہنے لگی۔ "کرسچن خدا جانتا ہے میں نے اس کی تصویر کو اپنے دل سے محو کرنے کی بہت کوشش کی۔ مگر افسوس اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ میں نے خدا سے امداد کی التجا کی۔ مگر میری دعاؤں کا اُلٹا اثر ہوا۔ اور وہ تصویر میرے لوح دل پر اور مضبوطی سے جم گئی۔ میں اپنے آپ کو بڑی گنہگار سمجھتی ہوں کہ ایسے خیالات کو دل میں جگہ دی۔ مگر پھر خیال آتا ہے کہ ہم فانی انسان تقدیر کے آگے کچھ ہستی نہیں رکھتے۔ ایک زبردست غیبی ہاتھ ایسا ہے کہ جس طرف چاہے لئے جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہم اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ اپنے آپ کو خطرہ اور سہو سے محفوظ رکھیں۔"

"پیاری بہن۔ کیا کہتی ہو۔" کرسچن نے تھرائی ہوئی آواز سے کہا "تمہارے ایسی نیک طینت۔ پاکباز لڑکی سے کسی سہو کا امکان غیر ممکن ہے۔"

کرسٹینا نے بھائی کا ہاتھ انداز ممنونیت سے دبایا۔ اور اس کے بعد رکتے ہوئے لہجہ میں کہنے لگی۔ "بھائی کیا مجھے یہ حالات مسٹر ڈیکلف سے بھی بیان کر دینے چاہئیں؟"

کرسچن اس سوال کا فوراً ہی کچھ جواب نہ دے سکا۔ وہ تھوڑی دیر تک گہری سوچ میں رہا۔ پھر کہنے لگا "پیاری بہن۔ میری رائے میں یہ باتیں ایسی نہیں کہ غیر کے روبرو ظاہر کی جائیں۔ ایسے مقدس راز کا صرف رشتہ داروں میں ہو سکتے ہیں اور مسٹر ڈیکلف گو ہمارے محسن ہیں۔ تاہم رشتہ دار نہیں۔ ویسے مجھے ان سے دلی محبت ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں تمہیں بھی ہو گی۔ پس اگر انہوں نے خود اس بات کا تقاضا کیا۔ کہ ہم اپنے خیالات

تک ان پر ظاہر کردیں۔ تب تو بے شک یہ حالات ان سے کہہ دینا ورنہ اس کے بغیر اپنے طور پر ایسی باتیں ظاہر کرنا یہ میری رائے میں نامناسب ہے۔ اس سے خود اپنے ذہن کو تکلیف ہوگی۔ ... ہاں یہ یاد آگیا جس واقعہ کا ابھی تم نے ذکر کیا ہے۔ یعنی جس میں ایک عورت اور مرد تمہیں گاڑی پر رکھ کر بھگا لے گئے تھے۔ اس کا حال میں نے راہ گیٹ سے مسٹر ریڈ کلف کو لکھ دیا تھا۔ کیونکہ ان سے میری عرصہ دراز سے خط وکتابت ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہے وہ عورت کون تھی۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی تحریر کیا کہ اس خطرناک جرائم کے لئے جو اس نے کئے ہیں ماتے ضرور سزا ہوگی۔"

اتنے میں گاڑی مسز میکالے کے مکان پر پہنچ گئی تھی اور وہ خود کرسٹینا کی تقدیم کے لئے باہر آئی۔ آتے ہی جیسا اس کی عادت تھی۔ پُرجوش لہجہ میں کہنے لگی "اوہ مس اسٹین تمہاری تو اس عرصہ میں صورت ہی بدل گئی۔ میں کل تمہارے بھائی کو دیکھکر حیران ہو رہی تھی۔ کیونکہ اس تھوڑے سے عرصہ میں وہ بھی اور کا اور بن گیا ہے۔ مگر تمہیں اتنا خوبصورت دیکھکر...."

"مسز میکالے" کرسٹینا نے شرماتے ہوئے کہا "یہ آپ کی عنائت ہے کہ میری اتنی تعریف کر رہی ہیں۔ بہرحال میں آپ کو یقین دلاتی ہوں..."

"مگر میں کچھ جھوٹی تعریف نہیں کرتی۔" باتونی عورت نے جلدی سے کہا "تم واقعہ میں ان سب عورتوں سے جو کبھی میرے مکان پر آئی ہیں زیادہ خوبصورت ہو۔ دیکھنا مسز سفکن کس طرح قہر آلود نظروں سے ادھر دیکھ رہی ہے۔ اس کا سینہ اس خیال سے کباب ہی تو ہو گیا ہوگا کہ ایسی خوبصورت خاتون جو کبھی اس کے خواب میں بھی نہیں آئی۔ اس مکان میں داخل ہوئی ہے۔"

"مگر یہ سینہ سوزی کا عمل تو بہت خطرناک ہے۔" کرسٹین نے مسکرا کر کہا "اس کے علاوہ اس موقعہ پر ایسے خطرناک انقلاب کی کچھ حاجت بھی نہیں۔"

"تم نہیں جانتے وہ عورت کتنی حاسد ہے" مسز میکالے نے کہا "ابھی چند دن ہوئے مسز نیکلے سے جو میرے ہاں کام کیا کرتی ہے۔ کہہ رہی تھی... مگر اوہ ابھی ایک ضروری بات تو کہنا ہی بھول گئی۔ کل کے اخبار میں دیوالیوں کی تازہ فہرست چھپی تھی۔ جس میں مسٹر سیموئیل عمانوئیل بزاز کا نام عنوان پر درج تھا۔ تمہیں یاد ہوگا۔ اس کی کپڑے کی دکان

کیسی چلتی تھی۔ مگر سب کچھ تباہ ہو گیا۔ اور میرے خیال میں وہ لوگ تھے بھی اسی قابل۔ اب اس کی بد وضع بی بی سونے کی بھاری زنجیر میں نہ لٹکائے پھرے گی۔۔۔ مگر شاید تمہیں جلدی ہے اور مسٹر ریڈکلف بھی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔"

مسز میکلا نے تکمیل گفتگو کے خیال سے اب تک رستہ روک کے کھڑی تھی۔ مگر اب وہ ایک طرف ہٹ گئی جس سے کرسچن اور اس کی بہن کو اندر جانے کا موقع ملا۔ وہ نوکرانی کی راہ سے مسٹر ریڈکلف کے کمرہ میں گئے۔ جہاں بھائی کی طرح بہن کا بھی پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ کسی قدر گفتگو کے بعد مسٹر ریڈکلف نے دریافت کیا۔ "کیا آپ اپنی ماں کی چھوڑی ہوئی یادگار چیزوں کو ساتھ لائی ہیں جن کی نسبت میں نے کرسچن کی معرفت کہلا بھیجا تھا کہ میں انہیں ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔"

کرسٹینا نے افسردگی کے لہجہ میں جواب دیا۔ "ہاں" اور اس کے بعد مشرقی ساخت کا ایک نہایت خوشنما چھوٹا ڈبہ جو ساہکاری اندرا نے اسے دیا تھا پیش کیا۔

مسٹر ریڈکلف نے ڈبہ ہاتھ میں لے کر اسے ویسے ہی احترام سے کھولا جس طرح بہن بھائی کھولا کرتے تھے۔ اس کے بعد پہلے سیاہ بالوں کی ایک لمبی لٹ نکالی۔ جو اتنی خوشنما تھی کہ جیسا ہم نے پیشتر ایک اور موقعہ پر بیان کیا تھا۔ کوئی ملکہ بھی انہیں دیکھ کر رشک و حسد کرتی۔ مسٹر ریڈکلف اس لٹ کو دیکھ رہا تھا تو بہن بھائی فرط محبت سے ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر ماں کی یاد میں آنسو بہانے لگے۔ پھر مسٹر ریڈکلف نے اسی ڈبے سے ایک خوشنما سونے کی گھڑی نکالی جو بہت نفیس اور صناعی کا بہترین نمونہ تھی۔ جب وہ اسے دیکھ رہا تھا تو آنسوؤں کے چند قطرے اسی کے رخساروں پر بھی بہ نکلے۔

یہ دیکھ کر کرسچن نے دبی زبان میں بہن سے کہا۔ "پیاری کرسٹینا دیکھو۔ ہمارے فیاض محسن کو ہم سے کتنی ہمدردی ہے۔ ہماری امی کو یاد کر کے اُن کی آنکھیں بھی اشک آلود ہوئی جاتی ہیں"

"ہاں پیارے بھائی" کرسٹینا نے جواب دیا۔ "مسٹر ریڈکلف ہماری اس وقت کی بیکسی یاد کر کے آنسو بہاتے ہیں جب دست قدرت نے ہماری ماں کو اس وقت ہم سے جدا کر دیا کہ ہم اس نقصان کی اہمیت محسوس نہ کر سکتے تھے۔"

اب مسٹر ریڈکلف نے اسی ڈبہ سے ایک چھوٹا سا بند پیکٹ نکالا جس میں دو انگوٹھیاں تھیں ایک شادی کی اور دوسری جو بیش قیمت اور نہایت نفیس تھی۔ ایسی جو عموماً بیگمات پہنا کرتی ہیں۔

ان انگوٹھیوں کو ہاتھ میں لے کر مسٹر ریڈکلف کھڑکی کی طرف گیا۔ اور بہن بھائی کی طرف پیٹھ پھیر کر بہت دیر ان کو نظر غور سے دیکھتا رہا۔ کم و بیش پانچ منٹ وہ اسی طرح چپ چاپ اور بے حرکت کھڑا ان انگوٹھیوں کو دیکھا کیا۔ اس عرصہ میں کریچن اور کرسٹینا کو پاس جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ مگر دونو محسوس کر رہے تھے کہ ان چیزوں کو دیکھکر اس کے دل پر گہرا اثر ہوا ہے۔ نظارہ بہت دردناک تھا۔ اور اس سے متاثر ہو کر کریچن کے مردانہ چہرہ اور کرسٹینا کے گلابی رخسارہ پر بدستور آنسو بہ رہے تھے۔

آخر کار مسٹر ریڈکلف بڑی آہستگی سے پیچھے ہٹا۔ مگر اب جو اس نے منہ پھیرا تو معلوم ہوا اس کے چہرہ کی رنگت جو سانولی تھی۔ انتہا درجہ سپید ہو گئی ہے۔ اس وقت اس کا چہرہ لاش کی طرح زرد نظر آتا تھا۔ نگاہ کی سختی غائب ہو گئی۔ اور اس کی جگہ انتہائی افسردگی نے لی تھی۔ اور اس افسردگی میں بھی ایک خوفناک سنجیدگی پائی جاتی تھی۔ بہن بھائی کے پاس جاکر اس نے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لئے۔ اور مری ہوئی آواز سے کہنے لگا "عزیز بچو۔۔۔ کیونکہ آج سے میں تمہیں اپنے بچوں کی طرح ہی سمجھونگا۔۔۔ تمہاری ماں جو عہد طفلی میں تم سے جدا ہو گئی تھی۔ اسکی یادگاریں دیکھکر میری آنکھیں اشک خون بہاتی ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ اس صدمہ میں مجھے تم سے کتنی ہمدردی ہے۔ تمہیں اس کی یاد عزیز ہو گی۔ مگر اپنی طرف سے میں باصرار نصیحت کرتا ہوں کہ اس یاد کو متاع عزیز کی طرح ہمیشہ اپنے دلوں میں محفوظ رکھنا قدرت کو منظور نہ تھا کہ وہ اس دار فانی میں راحت و چین پاتی۔ بہرحال میرا دل کہتا ہے کہ اب وہ عالم جاودانی کا ستہ بلند روشن ستارہ ہے۔۔۔"

ان الفاظ سے بہن بھائی کے دلوں میں دفعتاً ایک خیال پیدا ہوا۔ اور انہوں نے مسٹر ریڈکلف کے چہرہ کو نظر تجسس سے دیکھ کر ایک ساتھ یہ سوال پوچھا "کیا آپ ہماری ماں کو جانتے تھے؟"

مسٹر ریڈکلف نے فرطِ الم سے منہ پھیر لیا۔ اور اس کا ہاتھ بے اختیار پیشانی کی طرف اٹھا ایک لمحہ کے لیے جب واقعات ماضی کی یاد آندھی کی طرح دماغ سے گذری تو لڑکھڑایا۔ مگر فوراً ہی سنبھل گیا۔ کریچن اور اس کی بہن اس کے چہرہ کو نظر شوق سے دیکھ رہے تھے۔ ان کے دل اس خیال سے دھڑک رہے تھے۔ کہ عنقریب بعض ایسی باتیں معلوم ہوں گی۔ جن کا آج تک علم نہ تھا "افسوس جانتا تھا" مسٹر ریڈکلف نے بمشکل اپنے جذبات پر قابو پاکر آہستہ سے ان

کی طرف منہ پھیر کر کہا "میں تمہاری بدنصیب ماں کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اسی لئے عزیز بچو مجھے تم سے وہ محبت ہے جو بیان میں نہیں آسکتی لیکن سردست مجھ سے کسی طرح کے سوالات نہ پوچھو میں ان کا جواب دینے سے قاصر ہوں... ابھی ان کے جواب دینے کا وقت نہیں آیا۔ البتہ اس کی بزور ہدایت کرتا ہوں۔ کہ جو باتیں اس وقت ہمارے درمیان ہوئی ہیں۔ انھیں کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ یہی سمجھنا کہ میں تمہارا قریبی نزدیکی رشتہ دار ہوں اور مجھے ہر وقت تمہاری بہتری مدنظر ہوگی میں ایک سرپرست... نہیں باپ کی طرح تمہاری حفاظت کروں گا۔"

یہ کہہ کر مسٹر ریڈ کلف نے ان دونوں کو اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ اور بہت دیر تک بے اختیار روتا رہا۔ وہ اس کے قدموں میں دوزانو ہوکر بار بار اس کے احسان کا شکریہ ادا کرتے تھے۔ اس جانگداز نظارہ کا رنج مگر اس بات کی خوشی تھی کہ ہمارے محسن اور دوست کو ہماری محترم ماں کے حالات معلوم ہیں جو عنقریب ہم پر ظاہر کئے جائیں گے۔ بالآخر اس نے انہیں فرش زمین سے اٹھایا۔ اور بغلگیر ہوکر ڈبہ کو بند کرکے کرسٹینا کے ہاتھ میں دے دیا پھر کہا "پیاری بیٹی۔ ان قیمتی یادگاروں کو ہمیشہ اپنے پاس محفوظ رکھنا۔ نہ اس لئے کہ یہ تمہاری ماں کا چھوڑا ہوا واحد ورثہ ہیں۔ بلکہ اس لئے بھی کہ وقت آئے گا۔ جب ان سے بعض اہم معاملات کی نسبت ضروری ثبوت حاصل ہوسکیں گے۔

"بہتر ہو کہ آپ اس ڈبہ کو اپنے ہی پاس رہنے دیں" بہن بھائی نے یکزبان ہوکر کہا مسٹر ریڈکلف تھوڑی دیر سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا "بہت اچھا۔ میں اسے اپنے ہی پاس رکھتا ہوں۔ مگر امید ہے جلدی پھر لوٹا دونگا۔ اس وقت مجھ سے کوئی سوال نہ پوچھو بلکہ اس مضمون کو بھی ترک کرو تو اچھا ہے۔"

اس نے ڈبہ کو بحفاظت ایک الماری میں بند کر دیا۔ اور دن کا باقی حصہ بہن بھائی کی صحبت میں بسر کیا۔ چونکہ وہ اسے اپنا محسن اور مہربان سمجھنے لگے تھے۔ اور اس کی طرف سے انھیں کئی قیمتی مشورے ملنے کی امید تھی۔ اس لئے آج ان کی طبیعت ہر طرح مسرور و مطمئن تھی۔ اور وہ سمجھتے تھے کہ عنقریب ان کی داستان زندگی میں ایک نئے باب کا افتتاح ہونے والا ہے۔

---

*

باب ۹۰

مسٹر سمڈلے کا گھر

ہم اپنے ناظرین کو پھر ایک بار ان تنگ و تاریک گلیوں میں جو وارڈلو اور ویسٹ منسٹر روڈ کے درمیان واقع ہیں۔ زرکوب سمڈلے کے مکان پر لے چلتے ہیں۔ گھر کی حالت اب بھی وہی تھی۔ جیسی اس وقت جب ہم نے اس قصہ کے آغاز میں اس کا ذکر کیا تھا۔ فرق اگر کچھ تھا تو اس قدر کہ اب ایک کھڑکی میں اس مضمون کا خوشخط اشتہار چسپاں تھا۔ کہ "مکان کا ایک حصہ کرایہ کے لئے خالی ہے۔" ورنہ صدر دروازہ کی برنجی پلیٹ جس پر سمڈلے زرکوب کا نام اور پیشہ درج تھا اب بھی حسب معمول خوب چمکی ہوئی تھی۔ اور اس کی وہ تصویر بھی جس میں ایک قوی ہاتھ اور مضبوط ہتھوڑا دکھا کر پیشہ زرکوبی کی توضیح کی گئی تھی۔ بدستور صاف نظر آتی تھی پہلی منزل کی دو کھڑکیاں اندر کی طرف سیاہ پردوں سے ڈھکی ہوئی اور باہر کی جانب سپید جھلملی سے بند تھیں۔ خود سمڈلے اب بھی پاس کے گرجا میں اسی باقاعدگی سے جایا کرتا تھا جس طرح پیشتر اس کا معمول تھا۔

رات کا وقت تھا اور مسٹر اور مسز سمڈلے زیرین منزل کی مختصر نشستگاہ میں بیٹھے تھے میز پر شراب کی بوتل موجود تھی۔ اور یہ بات سمڈلے کا سرخ چہرہ ثابت کرتا تھا کہ وہ آتش سیال کی بڑی مقدار پی چکا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی بلانوشی نے اختلال حواس کی صورت پیدا کر دی تھی۔ نہیں البتہ اس سے لہجہ میں وہ تلخی اور درشتی پیدا ہو گئی تھی۔ جو عورت کو مرد پر حکومت کرنے کے قابل بناتی ہے۔ میاں بی بی اس وقت اپنی موجودہ حالت پر بحث کر رہے تھے۔ اور مسئلہ زیر غور مستقبل سے متعلق تھا گفتگو کا بڑا حصہ دبی زبان میں ہوتا تھا۔ گو عورت کبھی کبھی بے صبری سے بلند لہجہ استعمال کرنے لگتی تھی۔ مگر ایسے موقعوں پر جبکہ سمڈلے فوراً یہ کہکر روک دیتا تھا۔ "آہستہ آہستہ! اتنے زور سے نہیں۔"

یکایک مسز سمڈلے نے شوہر کی چاندی کی گھڑی جو میز پر رکھی ہوئی تھی دیکھ کر کہا۔ "نو بج گئے۔ اب تو جاکر روپیہ دے آؤ۔"

"پھیر و جاتا ہوں۔ کچھ نہ ہی ٹکٹ بھی تو ساتھ لیتا جاؤں۔" سمڈلے نے بدقت اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ کسی نے کچھ تقسیم کرتے دیکھ کر اعتراض کیا تو یہ تو کہہ دوں گا کہ میں صرف

مذہبی کتابیں بانٹ رہا تھا۔

"بھاڑ میں گئے تم اور تمہاری مذہبی کتابیں" جیب سمڈلے نے نفرت سے کہا "کسی طرح دفع بھی ہو گئے" اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے لئے پانی ملی ہوئی شراب کا ایک اور گلاس بھرا

جیک سمڈلے نے ایک پونڈ کے چاندی کے سکے کاغذ میں لپیٹ کر واسکٹ کی جیب میں رکھ لئے۔ کچھ مذہبی ٹریکٹ ہاتھ میں لئے۔ پھر اپنی بی بی سے یہ کہہ کر رخصت ہوا "باقی مضمون واپسی پر طے ہو جائیگا۔"

گلی میں نکل کر اس نے جرائم پیشہ لوگوں کے انداز فکر سے بغور اِدھر اُدھر دیکھا۔ پھر ایک طرف کو چلنے لگا۔ دو تین ہمسائے اپنے گھروں کے دروازہ میں کھڑے تھے۔ ان سے چلتے چلتے سرسری الفاظ کہے۔ مگر یہ ایک نے اس کی باتوں کا بڑی سرد مہری سے جواب دیا مسٹر سمڈلے اس بدسلوکی پر منہ میں کچھ بڑبڑاتا آگے کی طرف چلتا گیا۔ اور قریباً دس منٹ کے عرصہ میں منٹ سٹریٹ میں وارد ہوا۔ گذشتہ چند سال سے اس محلہ میں کئی اصلاحات ہو چکی تھیں۔ مگر ان کے باوجود یہ حصہ ابھی تک ادنٰے اور رذیل لوگوں کا مرکز و مسکن تھا۔

جیک سمڈلے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد مڑ کر اس طرح دیکھنے لگتا تھا۔ گویا ڈرتا ہے۔ کوئی شخص پیچھے نہ آرہا ہو۔ نمائش کے لئے چلتے چلتے کسی راہرو کے ہاتھ میں ایک آدھ ٹریکٹ بھی پکڑا دیتا۔ مگر چونکہ اس کنگال محلہ کے آدمی روحانی دستگیری سے زیادہ مالی امداد کے خواستگار تھے۔ اس لئے جب ان ہاتھوں پر جو خیرات کے لئے بڑھائے گئے ہوں ایک ردی کاغذ کا پرزہ دے دیا جاتا تو لینے والوں کے منہ سے بے اختیار کلمات سخت نکلتے تھے۔ مگر سمڈلے کو ان باتوں کی پروا نہ تھی۔

تھوڑی دیر میں وہ ایک نہایت تنگ کوچہ کے سرے پر پہنچا۔ جہاں اس نے دو کریہ المنظر کثیف پوش نوجوانوں کو پاس پاس کھڑے دیکھا۔ یہ دونوں بھائی بل اور ٹم سکاٹ تھے۔ جن کی موجودہ حالت پہلی سے جس کا ذکر افسانہ کے آغاز میں ہوا تھا۔ کسی طرح اصلاح یافتہ نہ تھی۔

اس جگہ پہنچ کر جیک سمڈلے نے اور زیادہ غور سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ پھر اس بات کا اطمینان کرکے کہ میدان ہر طرح صاف ہے۔ اس نے نقدی کا پیکٹ واسکٹ کی جیب سے نکال کر جلدی سے بل سکاٹ کے ہاتھ میں دیدیا۔ بدصورت نوجوان کی موٹی گول آنکھوں

میں حریصانہ مسرت کے آثار نمودار ہوئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس کے بھائی ٹم نے جیک سمڈلے کی آستین پکڑ کر بے صبری سے کہا "بتاؤ اسے کیا دیے جاتے ہو؟ کیونکہ یہ تو موقعہ پا کر اپنے بھائی کو دھوکا دینے سے بھی دریغ نہ کریگا۔"

"اس میں ایک پونڈ کے چھوٹے سکے بند ہیں" زرکوب نے جواب دیا۔ "مگر چھوڑو۔۔۔ مجھے روکو نہیں۔ اس جگہ کھڑے ہو کر ادھر ادھر مت دیکھو۔ جاؤ شراب خانہ میں جا کر پیٹ بھر کے پیو۔"

"آپ ہماری پیاس کی فکر نہ کیجئے" بڑے بھائی بل نے کہا۔ "اور یہ بتائیے ہرکر کہاں ہے؟ کیا پھر پکڑا گیا۔ یا اس کا کچھ حال معلوم ہی نہ ہوا؟"

"جہاں تک مجھے معلوم ہے اور جو کچھ میں نے اخباروں میں دیکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آج تک پکڑا نہیں گیا" سمڈلے نے جواب دیا۔

"بس تو اب کسی دن اچانک ہی آ جائے گا" بل سکاٹ نے کہا "مگر وہ جتنا جلد آئے بہتر ہے۔ کیونکہ میں تو اس آنکھ مچولی کی زندگی سے عاجز آ گیا ہوں"

"خدا کا شکر کرو کہ مجھ ایسا نیک آدمی ہر وقت تمہاری مدد کو تیار رہتا ہے" سمڈلے نے جواب دیا "خیر اب میں چلتا ہوں۔ آج سے ایک ہفتہ بعد آج کے دن مجھے عین وقت مقررہ پر۔۔۔"

"کہاں ملوں؟" بل سکاٹ نے پوچھا۔

"کہاں۔۔۔ سینٹ جارج کے گرجا کے پچھواڑے"

اتنا کہہ کر زرکوب مڑا۔ اور بدستور تیز چلتا منٹ سٹریٹ سے واپس ہوا۔ واپسی کے عمل میں اس نے مذہبی ٹریکٹوں کو اور بھی فیاضی سے تقسیم کیا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ بڑے غور سے دائیں بائیں دیکھتا بھی گیا۔ کہ کوئی میرے پیچھے تو نہیں ہے۔

مگر اسے یہیں چھوڑ کر ہم ذرا گھر کا حال معلوم کرتے ہیں۔ اس کے رخصت ہوتے ہی بیب سمڈلے نے بھرے ہوئے گلاس سے شراب کا ایک لمبا گھونٹ پیا۔ پھر دوبارہ گلاس اٹھانے سے پہلے کچھ سوچ رہی تھی کہ صدر دروازہ پر کسی کی تیز دستک نے چونکا دیا۔ آواز نہ ہلکی اور نہ بھاری بلکہ متوسط تھی۔ جس سے یہ اندازہ کرنا مشکل تھا کہ باہر کون ہوگا۔ بیب نے جلتی ہوئی شمع اٹھائی اور دروازہ کھولنے گئی۔ باہر ایک ادھیڑ عمر کا معزز صورت سنجیدہ

مزاج اجنبی کھڑا تھا۔ اس نے سادہ مگر عمدہ لباس پہنا ہوا تھا۔ اور شکل وصورت سے کسی دفتر کا محرر یا کم حیثیت دکاندار معلوم ہوتا تھا۔
مسز سمڈلے کو دیکھ کر اس نے جھک کر سلام کیا۔ پھر کہنے لگا "کیا آپ ہی اس گھر کی مالک ہیں؟"
"ہاں" بیب نے تیز لہجہ میں جواب دیا جس کا انداز حقارت ظاہر تھا کہ وہ اپنے شہر کے حقوق ملکیت کو ہیچ سمجھتی ہے۔
"تو میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔" اجنبی نے کہا۔
"فرمائیے" مسز سمڈلے نے جواب دیا۔ مگر وہ اسی جگہ جم کر کھڑی رہی۔ اجنبی کو اندر آنے تک کے لئے نہیں کہا۔
لوہار نے اسی طرح ادھر ادھر دیکھا۔ گویا ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ گفتگو مکان کے اندر ہوتی تو بہتر تھا۔ پھر کہنے لگا۔ غالباً آپ کے ہاں مکان کا ایک حصہ کرایہ پر دینے کے لئے خالی ہے؟"
"پہلے تھا" مسز سمڈلے نے جواب دیا "مگر آج سہ پہر ایک بڈھے میاں بی بی نے جنہیں ہم عرصہ سے جانتے ہیں لے لیا"
"میرے خیال میں کرایہ کا اشتہار تو اب تک کھڑکی میں لگا ہوا ہے۔" اجنبی نے جواب دیا۔ اور ساتھ ہی اس طرح دو قدم پیچھے ہٹا۔ گویا اس بارہ میں مزید اطمینان کرنا چاہتا تھا۔
"لگا ہوا ہے؟" مسز سمڈلے نے پرسکون لہجہ میں کہا "تو بس معلوم ہوتا ہے میں اسے اتارنا بھول گئی۔ خیر میں ابھی جا کر اتارے دیتی ہوں۔ معاف کیجئے آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔۔"
"اس کا مضائقہ نہیں مگر اب کیا آپ کے ہاں کوئی کمرہ خالی نہیں ہے؟ مجھے فقط ایک کمرہ چاہیئے تھا۔۔۔"
"جی نہیں۔ ہمارے ہاں کوئی جگہ خالی نہیں۔ شب بخیر" اور اتنا کہہ کر بیب نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔ حالانکہ شخص مذکور ابھی کچھ اور کہنا چاہتا تھا۔
مکان میں جا کر اس نے پہلے کھڑکی سے اشتہار اتارا۔ پھر کسی گہری فکر میں چپ چاپ بیٹھ گئی۔ بظاہر اسے اجنبی کی آمد ناپسند تھی۔ اسی حالت میں بیٹھے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پانی ملی شراب پینے لگی۔ اور یہ عمل جاری تھا کہ قریباً بیس منٹ بعد جیک سمڈلے واپس آگیا

بیب نے آتے ہی اس پر غصہ نکالا۔

"عجیب بیوقوف آدمی ہو۔ کہ نہ اپنی عقل سے کام لینا آتا ہے۔ نہ کسی کا کہا مانتے ہو۔ بارہا کہہ چکی تھی نگوڑے کرایہ کے بورڈ کو کمرے میں سے اتار دو۔ مگر ایک نہ سنی صاحب...؟"

"سنو تو اتنے جوش میں آنے کی کیا حاجت ہے۔" اس کے شوہر نے نرمی سے کہا۔ اور یہ کہتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گیا

"سنتی ہوں سناؤ۔ کیا سناتے ہو؟" عورت نے بدستور پرجوش لہجہ میں کہا۔ "اور یہ بھی تو معلوم ہو وہاں کیا کر آئے؟"

"وہاں کا پوچھتی ہو؟ دونوں بھائی مریل کتوں کی طرح ہفتہ وار رقم کا انتظار کر رہے تھے" جیک نے جواب دیا۔ میں نے نقدی حوالے کی۔ اور بتا دیا اگلی بار کہاں ملنا چاہیئے... مگر بیب یہ بھی کیا مصیبت ہے کہ ہم بے وجہ ان کو ایک پونڈ ہفتہ وار ادا کرنے پر مجبور ہیں..."

"کریں بھی تو کیا؟" مسز ہمڈے نے پوچھا۔ "کیا بھول گئے کہ بل سکاٹ کی گرفتاری کا وارنٹ نکل چکا ہے۔ اس لئے وہ چھپ چھپا کر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ اب اسی کا بھائی ٹم روزی کمانے جائے تو ضرور کوئی آدمی پیچھا کر کے بل کا پتہ لگا لے۔ اور وہ پکڑا جائے۔ اس میں شک نہیں ہمارے لئے یہ ادائیگی ایک طرح کی مصیبت ہی ہے۔ مگر ہم مجبور ہیں... ہاں اور وہ بورڈ کا معاملہ تو بیچ ہی میں رہا؟"

"سنو میں اس کا حال بھی کہتا ہوں۔" اس کے شوہر نے آہستہ سے کہا۔ "جن دنوں لورپول والا معاملہ پیش آیا۔ اور تمہاری ماں پکڑی گئی تو ہمیں اپنی عزت برقرار رکھنے کو کئی چالیں چلنی پڑی تھیں۔ ہم نے ہمسایہ میں یہی مشہور کیا۔ کہ مسز دیبر ہرگز ایسا نہ کر سکتی تھی اس لئے ضرور کچھ غلطی ہوئی ہے۔ اور اس کی بے گناہی دوران مقدمہ میں ثابت ہو جائیگی"

"مگر ہماری بات کس نے مانی؟" بیب نے تنک کر پوچھا۔

"ٹھیک نہیں مانی۔" اس کے شوہر نے تسلیم کیا۔ "بلکہ میں دیکھتا ہوں لوگ اب تک بڑی سرد مہری سے پیش آتے اور ہم سے پرے پرے رہتے ہیں۔ پھر بھی اپنی طرف سے میں ظاہرداری برقرار رکھنے کی پوری کوشش کرتا ہوں۔ میرا عمل یہی ظاہر کرتا ہے کہ میں ان کی بدلی ہوئی حالت سے بالکل بے خبر ہوں... خیر اب جو کچھ مجھے اس وقت کہنا تھا وہ یہ ہے کہ میں نے وہ بورڈ بھی محض اس خیال سے لگا رکھا تھا کہ لوگ سمجھیں۔ ان کی عزت میں فرق

نہیں آیا - یا اگر وہ نہ سمجھیں تو کم از کم ہمارا طرز عمل یہی ثابت کرے کہ ہمارا ضمیر صاف ہے حقیقت میں یہ اشتہار محض نمائش کی خاطر لگا رکھا تھا - ورنہ اس کا تو ہم پہلے ہی سے فیصلہ کر چکے تھے کہ اب کسی کو کرایہ پر مکان نہ دیں گے - کیونکہ ہمہ روز کئی ضروری باتیں بحث طلب ہوتی ہیں - اور ہم نہیں چاہتے کوئی انہیں سن لے - پھر یہ بھی معلوم نہیں بر کر کب ..ایس آجائے اس کے حوصلہ کو دیکھتے ہوئے یقین ہے کہ کسی نہ کسی دن ضرور لندن آپہنچے گا اور جب آیا تو سیدھا یہیں آئیگا ...''

''خیر یہ تو ہوئی مصلحت'' مسٹر سمڈلے نے تلخ لہجہ میں کہا''مگر اس سے جو خرابیاں پیدا ہو سکتی تھیں - ان میں سے پہلی آج ظہور میں آچکی ہے - بہت دیر نہیں گذری - ایک آدمی مکان کرایہ پر لینے آیا تھا جس کی صورت مجھے ایک آنکھ نہیں بھائی ...''

''کون تھا؟'' زر کوب نے چونک کر پوچھا -

اُب یہ تو خدا ہی جانتا ہے - وہ کون تھا -'' بیوی نے جواب دیا - مگر اتنا تم بھی جان سکتے ہو کہ یہاں آنے اور مکان میں گھسنے کا موقعہ تلاش کرنے کی زحمت ان کے سوا اور کون برداشت کر سکتا ہے - جن کا کام ...''

''آہ! تو کیا تمہارے خیال میں وہ کوئی .. خفیہ پولیس کا آدمی تھا؟'' جیک سمڈلے نے پوچھا - اور یہ کہتے ہوئے اس کا زرد چہرہ فکر سے غیر معمولی طور پر لمبوترا نظر آنے لگا -

غالباً تھا'' بیوی نے جواب دیا'' بہرحال میں نے اسے ٹال دیا - اور کہا کہ مکان کا خالی حصہ ایک معزز میاں بی بی کو کرایہ پر دے دیا گیا ہے - وہ کچھ اور کہنا چاہتا تھا - مگر میں نے اس کا موقعہ نہیں دیا - اور جھٹ دروازہ بند کر کے چلی آئی ... بہرحال معاملہ کی یہ حالت بہت دن قائم نہیں رہ سکتی - میں تو یہ فکر کی زندگی بسر کرتے کرتے عاجز ہو گئی ...''

''مگر مجھ سے کہ - اس کے شوہر نے جواب دیا'' شاید تم بھولتی ہو کہ جب تمہاری ماں گرفتار ہوئی - تبھی میں نے فرانس چلے جانے کا مشورہ دیا تھا - مگر تم نے یہیں ٹھیرنے پر اصرار کیا اور چونکہ میں تمہارا کہا ماننے پر مجبور تھا - اس لئے ناچار عزت برقرار رکھنے کی کوشش کرتا رہا''

''مگر میں نے بھی جو کچھ کہا وہ موقعہ کے لحاظ سے مناسب اور ضروری ہی تھا'' مسز سمڈلے نے کہا'' کیا نہیں جانتے کہ جب سے اماں بیٹس بارڈسے کے مقدمہ میں لدبول گئی - تبھی سے پولیس دن رات اس گھر کی نگرانی کرتی تھی - اس حالت میں اگر ہم کہیں جانے کا ارادہ کرتے تو نتیجہ

سخت مضر ہوتا یعنی ہمیں فرار کے شبہ میں فوراً گرفتار کر لیا جاتا۔ بہرحال اس مقدمہ کے بعد حالات بہتر ہوگئے۔ گو ماں کو مبتلائے مصیبت ہونا پڑا۔۔۔"

"مجھے یاد ہے۔ لیبش راڈنے کے مقدمہ میں بیان کیا گیا تھا کہ استغاثہ کو ہمارے خلاف کچھ شکایت نہیں۔"

"بس تو اس وقت ہمارا یہاں رہنا ہی بہتر تھا" بیب نے کہا۔ "مگر کوئی دو تین ہفتے ہوئے جب لوگوں نے پوچھنا شروع کیا۔ کہ تمہارا وہ پہلا کرایہ دار یکایک عدم پتہ کیوں ہو گیا۔۔"

"اس سوال نے تو مجھے بھی سہما دیا تھا" زرکوب نے تسلیم کیا۔ "انہی دنوں برکر کے فرار کی خبریں موصول ہوئیں جن سے معاملہ اور پیچیدہ ہو گیا۔ اب ایک عرصہ سے ہم اس ڈر کے مارے یہیں چھپے بیٹھے ہیں کہ ایسا نہ ہو وہ یہاں آکر ہمیں بھی مبتلائے مصیبت کر دے۔"

"خیر وہ تو جب آئے گا۔ دیکھا جائے گا" بیب نے قطع کلام کر کے کہا۔ "اس وقت تو وہ معاملہ جس پر تمہارے بل سکاٹ کے پاس جانے سے پہلے گفتگو ہو رہی تھی۔ سب سے زیادہ ضروری ہے۔"

"یعنی تمہاری ماں کا؟" جیک سمڈلے نے پرمعنی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اور ساتھ ہی اپنی کرسی کو بیب کے پاس سرکا لیا۔ پھر زرد رو ہو کر کہنے لگا۔ "کیا سچ مچ تمہاری ماں میرا بھانڈا پھوڑ دے گی؟"

"پہلے میرا یہ خیال نہ تھا" بیب نے جواب دیا۔ "ورنہ کچھ بھی ہوتا میں یہاں ٹھہرنا منظور نہ کرتی۔ مگر اب کچھ عرصہ سے میرے دل میں اس کی طرف سے تشویش پیدا ہو چلی ہے اور میں اس کی مخبری سے بہت ڈرتی ہوں۔ دراصل تم کو وہ شروع سے ہی ناپسند کرتی تھی۔ رہ گئی میری محبت یہ بھی سراسر فضول ہے۔ اگر اسے معلوم ہوا کہ حکام سے اس بات کی مخبری کر کے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس گھر میں وہ تین آدمی۔۔۔"

"بس بس میں سمجھ گیا" جیک سمڈلے نے بیب کو فرش زمین کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے دیکھ کر کانپتے ہوئے کہا۔ "مگر کیا عجب اب تک چوہے نے۔۔۔"

"بے شک چوہے نے ضرور اپنا کام کیا ہوگا" بیب نے قطع کلام کر کے کہا۔ "اس لیے مجھے یقین ہے کہ وہ آدمی سمتھ یا پرسٹن بھی جسے ہم نے سب سے آخر۔۔۔"

"ٹھہرو۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں۔ اس آدمی کے خط کا کیا ہوا۔" جیک نے قطع کلام

کر کے پوچھا "اور کاغذوں کا وہ پلندہ کہاں گیا۔ جو کیمبرج ٹریس میں اس کے مکان کے فرش سے نکلا تھا؟"

"تم کاغذوں کی بات رہنے دو۔" بیب نے تنک کر کہا "میں نے ان کو حفاظت سے رکھا ہوا ہے۔ اگرچہ امید نہیں کہ ان سے کوئی خاص فائدہ حاصل ہو۔ کیونکہ الشیٹن اور اس کی بہن کی نسبت جو تحقیقات کی گئی تھی اس سے معلوم ہوا تھا وہ کیمڈن ٹون کے ایک نہایت ادنیٰ مکان میں رہتے ہیں۔ اور ان میں اتنی استطاعت نہیں۔ کہ ان کاغذوں کو خرید سکیں اس وقت کے بعد پھر تحقیقات کی حاجت نہیں ہوئی۔ کیونکہ امید نہیں اس عرصہ میں ان کی حالت بہتر ہو چکی ہو۔۔۔ مگر ذکر کیا تھا۔۔۔؟"

"ذکر تمہاری ماں کا تھا۔" جیک سمڈلے نے کہا۔

"بس تو اسکی نسبت میں نے ٹھیک کہا ہے کہ اپنے فائدہ کے لئے اسے بیٹی اور داماد کی مخبری سے بھی دریغ نہ ہوگا۔ وہ تین چٹھیاں جو ہم نے اُسے لکھی تھیں۔ ان کا اس نے کچھ جواب نہیں دیا۔۔۔"

"شاید اس خیال سے ناراض ہو گئی کہ ہمارے خطوں کا لہجہ ٹھیک نہ تھا۔" جیک سمڈلے نے کہا۔

"ناراضی تو کیا ہوگی۔" بیب نے جواب دیا۔ "وہ اچھی طرح جانتی ہے کہ ساری چٹھیاں پہلے دفتر جیل میں کھول لی جاتی ہیں۔ اس لئے ہم ایسی ہی تحریر پر مجبور تھے۔ بہرحال مختصر یہ ہے کہ اگر وہ مقدمہ کی سماعت کے بعد پھانسی کا حکم سننے تک زندہ رہی تو یاد رکھو ضرور ہمیں ساتھ لے مرے گی۔"

"اگر زندہ رہی یعنی؟" جیک سمڈلے نے پرمعنی انداز سے پوچھا۔

"یعنی یہ کہ اب اس کا زندہ رہنا ٹھیک نہیں۔" بیب نے جواب دیا۔ "اس لئے اگر تم مرد ہو۔۔۔"

"کیا میں اپنی سلامتی کے لئے بھی کوشش نہ کروں گا؟" ذرکوب نے کہا "ہاں اتنا بتا دو۔۔۔"

"سنو میں سمجھاتی ہوں۔" بیب نے جواب دیا "اماں کو خوب اچھی طرح معلوم ہے تم اسے اتنا نہیں جانتے جتنا میں جانتی ہوں۔ جب تک مقدمہ کی سماعت نہیں ہوتی۔ وہ اس

کرتے امتحان سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔ مگر جب ایک بار سماعت ہو چکی۔ اور اس کے لئے پھانسی کی سزا تجویز کر دی گئی۔ پھر کوئی طاقت اسے افشائے راز سے باز نہ رکھ سکے گی"

"آخر اب کیا کرنا چاہیئے؟" جیک سمڈلے نے پوچھا۔

"کیا کرنا!" اس کی بی بی نے بے صبری اور نفرت سے کہا۔ اس کے سوا کیا کیا جا سکتا ہے کہ تم ..."

اور اس نے فقرہ کا باقی حصہ دبی آواز سے شوہر کے کان میں کہا

"یہ کام میں کروں؟" جیک نے بی بی کے چہرہ کو اس طرح دیکھتے ہوئے پوچھا۔ گویا سمجھتا تھا: وہ مذاق کرتی یا میرا امتحان لینا چاہتی ہے۔

"اور نہیں کون؟" شیطان سیرت عورت نے بھڑک کر کہا۔ "جب سوال اپنی حفاظت کا ہو۔ تو انسان کو سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔ ہر کی فکر جانے دو وہ بات کا دہنی ہے۔ اور دوستوں کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔ یاد رکھو جو آدمی جتنا کم مزاج رکھتا ہے اتنا ہی دل کا صاف ہوگا۔ رہ گئے بل اور رم سکاٹ۔ انہیں ہم آسانی سے ملک کے باہر بھیج سکتے ہیں لے دے کر مشکل اس بڑھیا کی ہے۔ اسے بھی رستہ سے ہٹا یا جائے۔ تو پھر کوئی خطرہ نہیں۔"

"حیران ہوں تمہاری دلیلوں کا کیا جواب دوں" جیک نے پریشان ہو کر کہا "بہر حال کل رات مجھے ایک خوفناک خواب نظر آیا تھا۔ جس کی یاد اب تک بے چین کر رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوا کہ ہماری کالی بلی بے تحاشا ادھر ادھر دوڑتی پھرتی ہے۔ ایک عجیب وضع کا آدمی اس بلی کی تلاش میں آیا۔ اور وہ زینہ سے اتر کر باورچی خانہ میں گھس گئی۔ جہاں وہ میز کے نیچے عین اسجگہ جا بیٹھی۔ جہاں چور دروازہ ہے..."

"چھوڑو بھی مرد ہو کر بچوں کی سی باتیں کر رہے ہو" بیب سمڈلے نے کہا۔

"سن تو لو۔ اس کے بعد ایسا معلوم ہوا وہ آدمی اس بلی کے پیچھے وہاں گیا۔ اور اس کو کیٹتے ہوئے چور دروازہ سے خبردار ہو گیا۔ یکایک اس آدمی کی صورت پولیس کے سپاہی کی طرح بن گئی اور اس وقت یکایک میری بھی آنکھ کھل گئی۔ خیر یہ خواب تھا۔ مگر اتنا تو تمہیں بھی یاد ہوگا۔ کہ جب پرسٹن کے متعلق وہ آخری واقعہ ظہور میں آیا تو اس بلی نے کیا کچھ عجیب حرکتیں کی تھیں۔ میں نے تبھی کہہ دیا تھا کہ میں انہیں فال بد سمجھتا ہوں۔ پھر

ذرا رک کر اس نے یکایک کہا "کیوں نہ ہم فرانس کو چل دیں؟ تمہاری ماں کا جھگڑا خود ہی نپٹ جائے گا۔ نہ ہمیں برگر کی پروا ہوگی۔ نہ دونو بھائیوں کو وظیفہ دینا پڑے گا۔"

"اور اگر آج کل بھی پولیس نگرانی کر رہی ہو۔ تو؟" مسز سمڈلے نے پوچھا۔ "کیا عجب وہ آدمی جو کرایہ دار کے بھیس میں آیا تھا۔ خفیہ پولیس کا ہو۔ اور وہ کسی طرح گھر میں رہ کر سب حالات معلوم کرنا چاہتا ہو۔ سچ جانو کہ ہم نے آجکل فرار کی کوشش کی۔ تو ضرور کسی بہانہ پکڑے جائیں گے۔ حفاظت اسی میں ہے۔ کہ عزت دار بن کر بیٹھے رہیں۔ ابھی تک پولیس شک و پیچ میں ہے۔ افسر سوچتے ہیں شاید یہ کوئی نیک اور ایماندار آدمی ہوں۔ اس لئے ہاتھ بڑھانے کی جرات نہیں کرسکتے۔ اور اسی لئے ہم محفوظ ہیں۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں وہ دن رات تفتیش کر رہے ہیں۔ مگر عملی طور پر کچھ کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ بس ہمیں بھاگ کر شبہات کا شکار بننے کی بجائے یہیں رہ کر مشکلات رفع کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کم از کم یہ میرا خیال ہے۔ اور میں چاہتی ہوں اس پر عمل ہو۔" یہ آخری الفاظ اس نے خاص زور سے کہے۔

جمیک کا ان دلیلوں سے قدرے اطمینان ہوا۔ مگر پوری طرح نہیں۔ پھر بھی اس نے کہا۔ "اچھا اگر میں لورپول گیا تو کیا پھر شبہ نہ ہوگا؟"

"نہیں تمہارا لورپول جانا معمولی بات سمجھا جائیگا" بیبٹ نے جواب دیا۔ "لوگ کہیں گے اپنی ساس سے ملنے گیا ہے۔ کہ مل کر اگر وہ مجرم ہے تو فہمائش کرے یا بے قصور ہے تو تسلی دے۔ کیوں ٹھیک ہے۔ نہیں؟ انہیں ہمسایہ میں ان بلعا یان ریاکار گندم نما جوفروشوں سے ملتے اتنی مدت ہوگئی" یہ اشارہ رجلکے آدمیوں کی طرف تھا۔ "پھر کیا لورپول جا کر اتنی بناوٹ نہ کرسکو گے؟ میری سنو تو ایک سپید رومال گلے میں باندھ لو۔ چہرہ کو غیر معمولی لمبوترا بنا لو۔ پھر تمہاری پرہیزگاری کا اثر نہ ہو تو کہنا۔ خوش قسمتی سے جس چیز کی ضرورت تھی۔ وہ گھر میں پہلے ہی موجود ہے ..."

"یعنی کیا؟" سمڈلے نے گھبرا کر پوچھا۔

"زہر کی شیشی اور کیا" اس کی بی بی نے تلخ لہجہ میں کہا۔ "کیا بھول گئے کہ وہ ہمیں پرسٹن کے اسباب میں ملی تھی۔ وہ چونکہ فریبی اور جعلساز تھا۔ اور اسے ہر وقت اپنی گرفتاری کا خوف لگا رہتا تھا۔ اس لئے احتیاطاً اپنے پاس رکھتا تھا۔ میرے خیال میں تو

اس شیشی کی موجودگی بھی ایک برکت ہے۔ ورنہ اس وقت بازار سے زہر خریدنا خطرناک تھا"
اس کے بعد میاں بی بی میں جو گفتگو ہوئی۔ اسے طول دینا بے کار ہے۔ مختصر یہ کہ انہوں نے اس ناپاک تجویز کو ہر طرح پختہ کیا۔ اور اس کے دوسرے دن جیک سمڈلے نے ہمسایہ میں مشہور کر دیا۔ کہ میں اپنی ساس سے ملنے لورپول جا رہا ہوں۔ کسی کو وہاں کچھ کام ہو۔ تو کہہ دے مگر ہمسائے ایک عرصے سے نفرت کرنے لگے تھے۔ جس نے سنا نفرت سے منہ پھیر لیا۔ بہرحال وہ مقصد جو سمڈلے کے پیش نظر تھا۔ پورا ہو گیا۔ یعنی سب نے جان لیا کہ لورپول جا رہا ہے۔ اور اگر آس پاس خفیہ پولیس کا کوئی آدمی موجود تھا۔ تو اسے بھی اسکی فکر نہ ہوئی کہ فرار ہوا جاتا ہے۔

خیر جیسا۔ طے کیا گیا تھا مسٹر سمڈلے لورپول کی طرف چل دیا۔ اور رات کی گاڑی میں وہاں جا پہنچا۔ اس وقت ساس سے ملنا غیر ممکن تھا۔ اس لئے ملاقات دوسرے دن پر ملتوی ہوئی۔ چنانچہ اگلے دن سویرے ہی حکام کی اجازت سے مسز ویبر کی کوٹھڑی میں وارد ہوا۔ بڑھیا ابھی تک چارپائی پر پڑی تھی۔ داماد کو دیکھا تو چہرہ پر کینہ نفرت اور بدگمانی کے آثار نمودار ہوئے۔

برقنداز انہیں چھوڑ کر چلا گیا۔ تو جیک نے کہا۔ "اماں جان بہت دن سے تمہاری اطلاع نہ ملی تھی۔ اس لئے بیوی نے صلاح دی کہ خود جا کر حال دیکھ آؤ۔"

"حالانکہ میں باقی عمر میں کبھی تمہاری منحوس صورت دیکھنا نہ چاہتی تھی" مسز ویبر نے کہا۔ "یہ تمہاری ناپاک سازش کا ہی نتیجہ ہے کہ آج میں خوفناک مصیبت میں مبتلا ہوں۔ اور جب سوچتی ہوں... اُف! اُف! خدایا میرا کیا ہو گا!"

بدنصیب عورت اُٹھ کر چارپائی پر بیٹھ گئی۔ اور آگے پیچھے جھومنے لگی جیل کی زندگی نے اسکی حالت بالکل ہی بدل دی تھی۔ نحیف الجثہ اور لاغر اندام پہلے ہی تھی۔ مگر اب تو بدن سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا۔ نہ اس لئے کہ گناہوں کا تاسف پریشان کرتا تھا۔ بلکہ اس خوف سے جو سزائے موت کی نسبت ہر وقت لگا رہتا تھا۔ چہرہ بھیانک اور انداز نشست اس بن بلاؤ کی طرح تھا جو ماند میں بیٹھا ہوا کسی آنیوالے پر جھپٹنے کو تیار ہو۔ جیک سمڈلے اس کی بگڑی ہوئی صورت دیکھ کر ڈر گیا۔ خیال آیا جو بات بار بار اسنے کہی تھی۔ وہ ٹھیک نظر آتی ہے۔

"اماں خفا مت ہو" سمڈلے نے حتے الوسع اوسان بحال کر کے کہا۔ "ہم سے جہاں تک ممکن تھا۔ تمہاری امداد میں کوتاہی نہیں کی . . ."

"جس کا نتیجہ تم اپنے سامنے دیکھ رہے ہو۔" مسز ویبر نے طنز سے کہا "اس وقت حالت یہ ہے کہ تم آزادی کی ہوا کھاتے ہو اور میں قید خانہ میں بند ہوں تم زندگی کے مزے لوٹتے ہو۔ اور میں پھانسی کے سایہ میں دن گذارتی ہوں۔ مگر یاد رکھو۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں بھوکی بلی کی طرح چمکنے لگیں۔ "جو لوگ مل کر جرم کریں۔ انہیں سزا بھی مل کر بھگتنی چاہیئے۔ ورنہ انصاف کہاں رہا۔ سر دست تو مجھی کو سب کے گناہوں کا صدقہ بنایا جا رہا ہے . . ."

"اماں یہ تم کس طرح کی باتیں کرتی ہو؟" جیک سمڈلے نے گھبرا کر کہا۔ "ایسے کاموں میں خطرہ کا امکان ہر شخص کے لئے ہوتا ہے۔ کیا عجب یہ مصیبت جو تمہیں پیش آئی مجھ پر یا تمہاری بیٹی کو پیش آتی . . ."

"تمہیں، جو اتنے ڈرپوک، بزدل اور کمینے ہو!" مسز ویبر نے نفرت سے کہا۔ "ایسی مصیبت کم ہی آتی۔ تو بہت ممکن سب کا نام دے دیتے۔ بیب بے شک میری بیٹی ہے۔ مگر بہت خود غرض بڑی مطلب پرست۔ ان خطوں کو ہی دیکھو۔ جو تم نے میرے نام لکھے ہیں۔ اس مکر و ریا کے سوا جو ہمیشہ سے تمہاری عادت کا حصہ تھا۔ اور جس کی چھوت بیب کو بھی لگ چکی ہے ان میں کیا رکھا ہے؟"

"مگر تمہیں سوچو۔ ہم ان خطوں میں لکھ بھی کیا سکتے تھے؟" سمڈلے نے کہا۔ "اماں سمجھدار ہو . . ."

"میری سمجھ گئی جہنم میں!" بدنصیب عورت نے جھلا کر کہا۔ "کیا ان لوگوں کی سمجھ قائم رہتی ہے۔ جن کی زندگی کے دن پورے ہو چکے ہوں؟ اور جن کے رشتہ دار ایسے خود غرض اور خود پرور رہیں؟ واہ! کیا طمع کاری ہے کہ جس وقت یہاں آنا چاہیئے تھا۔ تم نے خط لکھنا کافی سمجھا۔ اور ان خطوں میں بھی کیا لکھا . . .!"

"اماں تم نہیں جانتی ہو۔ پولیس ہر وقت ہمارے گھر کا محاصرہ کئے رہتی تھی۔ اس صورت میں . . ." سمڈلے نے کہنا شروع کیا۔

"اس صورت میں تم یہاں کیسے آئے؟" مسز ویبر نے تنک کر پوچھا۔ "اور پھر اس وقت

تمہارے آنے کی ضرورت بھی کیا تھی؟ اب کیا کسی طرح مجھے بچا لو گے؟ کیا ہر کر کی طرح مجھے بھی اس منحوس جیل خانہ سے آزاد کر لو گے؟"

"ممکن ہوتا تو ہمیں اس سے کبھی تامل نہ تھا۔" سمڈلے نے جواب دیا۔

"کیا کہا؟ ممکن!" مسز وہبر نے نفرت سے کہا "تمہارے ایسے بزدل ڈرپوک نکمے آدمی سے کونسی بات ممکن ہے؟ چھپ چھپا کر کام کرنا اور بات ہے۔ مگر جہاں دلیری کی ضرورت ہو۔ جہاں سینہ سپر ہونا پڑتا ہو۔ وہاں تمہاری منحوس صورت کوسوں نظر نہیں آتی۔ خیر اتنا ہی یاد رکھنا کہ اگر پھانسی کی نوبت آئی۔ تو اکیلی مرنا میں بھی قبول نہ کروں گی۔"

"اماں! اماں!" زرکوب نے گھبرا کر کہا۔

"بس رہنے دو۔" بڑھیا نے جھڑک کر کہا "میں اس دنیا داری کی حقیقت خوب سمجھتی ہوں۔ رفاقت انسان کو ہر حال میں عزیز ہے۔ خواہ زندگی میں ہو۔ یا موت میں۔ مرتے وقت اتنا تو اطمینان ہوگا کہ میں اکیلی نہیں مری۔"

جیک سمڈلے کا چہرہ لٹھے کی چادر کی طرح سفید ہو گیا۔ گھبرا کر کہنے لگا "تو... تو کیا اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر مرنا پسند کرو گی؟"

"جب کسی کو میری پروا نہیں۔ تو مجھے بھی کسی کی نہیں ہے۔" بڑھیا نے جوش سے کہا

"یہ محض تمہارا خیال ہے۔ ورنہ ہم نے تمہارے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ مالی امداد بھیجی..."

"اچھی امداد بھیجی۔ اس وکیل کو دینے کے لئے جس کی تقریروں سے میرا کچھ بھلا نہ ہو سکتا تھا۔" مسز وہبر نے کہا۔ "اب میری یہ حالت ہے کہ تم میں سے ہر ایک سے بدلہ لینے کو تڑپتی ہوں۔ میرا نہ کوئی دوست ہے۔ نہ رشتہ دار نہ محسن ہے نہ مددگار۔ تم لوگ بھی آشنائی اور پانی بھرنا دونوں نکمے ثابت ہوئے۔ دنیا سر بسر دشمن نظر آتی ہے۔ اور ایک مجھی پر کیا موقوف ہے تمہاری حالت بھی میری طرح ہوتی۔ تم بھی کلنک کے سایہ میں دن گذارتے تمہیں بھی سوتے جاگتے جلاد کی رسی لپٹنے کا احساس ہوتا تمہیں بھی شب و روز موت کسی جاندار وجود کی طرح دکھائی دیتی تو جیک سمڈلے تمہاری حالت مجھ سے ہزار گنا ابتر ہوتی۔ اُف! ایسی پریشانی میں انسان کا پاگل ہو جانا بالکل معمولی بات ہے۔"

یہ کہکر بوڑھی عورت پھر جھومنے لگی۔ جیک نے سمجھا کہ بات بگڑ گئی۔ مسز وہبر کی

دلیلیں لاجواب تھیں۔ اس لئے حیران تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ طبیعت سخت بے قرار ہوئی اور اضطراب نے یہاں تک شدت اختیار کی کہ ڈر، یہ عورت بر قندازکے آتے ہی یہ نہ کہہ دے۔ یہ آدمی بھی میرے جرم میں شریک تھا۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ آخر بڑھیا نے ہی کہا "جبکہ اب تم میرے پاس کیوں آئے ہو؟ اگر تمہارا آنا کسی طرح میری امداد کے لئے ہوتا۔ اگر میں جانتی تم مجھے اس منحوس جگہ سے چھٹکارا دینے کے لئے آئے ہو..."

"اماں میں تو ہر طرح تمہاری مدد کے لئے تیار ہوں" زدکوب نے جلدی سے کہا "تمہیں بتاؤ کونسی چیز درکار ہے میں اسے فوراً مہیا کردوں گا۔ ریتی۔ لوہے کی سلاخ۔ رسی کا زینہ جو چیز مانگو..."

"بیوقوف اتنا نہیں جانتا کہ مجھ ایسی بڈھی عورت جس کے وجود کا محض سایہ باقی رہ گیا ہے۔ اس کہن سالی میں کیونکر وہ کام کرسکتی ہے جسے بڑا ایسا قوی ہیکل آدمی بمشکل کر سکا۔" مسز ویبر نے نفرت اور حقارت سے کہا۔ "نہیں یہ چیزیں مجھے جیل کی چاردیواری سے نکلنے میں کچھ مدد نہیں دے سکتیں۔ ہاں ایک شئے ایسی ہے جو مقدمہ کی سماعت حکم سننے کی آزمائش اور اس کے عمل میں آنے کے خوفناک منظر سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ وہی چیز مجھے اس دیوانگی سے محفوظ رکھیگی جس میں عجب نہیں میرے منہ سے اپنی بیٹی کا نام بھی نکل جاتا"

"اور وہ چیز... ؟" سمڈلے نے مری ہوئی آواز سے پرشوق لہجہ میں پوچھا۔

مسز ویبر نے تھوڑی دیر اس کے چہرہ کو بغور دیکھا۔ پھر ایک لفظ... صرف ایک سانپ کی پھنکار کی طرح اس کے منہ سے نکلا۔ جس نے اس کے داماد کو بھی جو بتدریج اس لفظ کو سننے کے لئے تیار ہوچکا تھا۔ چونکا دیا۔

اور وہ لفظ تھا... زہر!۔

"اماں سچ کہتی ہو؟" زدکوب نے بڑھیا کا بازو مضبوط پکڑ کر اس کے چہرہ کو تکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں!" اس نے جواب دیا۔ پھر فوراً ہی انداز حقارت سے کہنے لگی "مگر تم سے اس کا ذکر فضول تھا۔ میں دیکھتی ہوں۔ تمہارا کمزور دل..."

"اماں بدگمانی نہ کرو تم نہیں جانتی ہو۔ جس چیز کی تمہیں ضرورت ہے وہ اس

وقت میرے پاس موجود ہے۔" زرکب نے آہستہ سے کہا۔

"کیا... زہر تمہارے پاس... موجود ہے!" بڑھیا نے بے چینی سے پوچھا۔ اور اس کی آنکھوں میں ایک غیر معمولی چمک پیدا ہو گئی۔ "نہیں غیر ممکن ہے۔ تم ضرور مجھے دھوکا دے رہے ہو۔"

"نہیں میں دھوکا نہیں دیتا۔" سمڈلے نے کہا۔ "کیا نہیں جانتی ہو کہ ہم بھی... بیب اور میں کس طرح کے خطروں میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہر وقت اپنی سلامتی کا ڈر رہتا ہے مگر ہماری تیاری مکمل ہے۔ ہم نے عہد کر دیا ہے۔ کہ مرنا ہو گا۔ تو پھانسی پر لٹک کر نہ مریں گے تمہیں وہ شیشی یاد ہے...؟"

"کیا وہ جو بیسٹن کے اسباب میں نکلی تھی؟" مسز ویبر نے شوق سے پوچھا۔

"وہی۔ وہ ہر وقت میرے پاس رہتی ہے۔ مگر اس کا زہر صرف آدھا رہ گیا ہے۔ باقی نصف بیب کے پاس رہتا ہے۔"

"آہ! یہ شیشی کیا مجھے نہ دو گے؟" بدنصیب عورت نے اس طرح انداز التجا سے کہا۔ گویا کوئی بھوکی عورت پیٹ بھرنے کو روٹی مانگ رہی ہے۔ "وہ نصف حصہ جو تم نے اپنے لئے رکھا ہوا ہے مجھے دے دو۔ میں سمجھوں گی تمہارے اندر واقعی فیاضی کا جوہر ہے۔"

زرکوب نے دکھاوے کے لئے تھوڑا تامل کیا۔ مگر یہ تامل ایک ثانیہ بھی اور رہتا تو مسز ویبر بھوکی شیرنی کی طرح جھپٹ کر زہر کی شیشی زبردستی چھین لیتی۔

خوش قسمتی سے اس کا موقعہ نہیں آیا۔ کیونکہ سمڈلے نے فوراً شیشی پیش کر کے کہا۔ "تم چاہو لے لو۔"

بدنصیب عورت نے غیر معمولی مسرت کے ساتھ زہر کی شیشی لے لی۔ اور خوش ہو کر کہنے لگی۔ "اوہ! پھانسی کی رسی اور جلاد کے ہاتھ سے بچنے اور تماشائیوں کی حریص نظروں سے محفوظ رہنے میں کیا مزہ ہے!"

جیک سمڈلے نے آگے بڑھ کر بڑھیا کا ہاتھ پکڑا۔ اور جوش سے کہنے لگا۔ "اماں جلدی نہ کرو۔ اس زہر کو تو تین دن گزرنے سے پہلے استعمال کرو گی۔ تو میں ناحق لپیٹا جاؤں گا۔"

"نہیں! میں کسی کو ساتھ لینا نہیں چاہتی۔" مسز ویبر نے جواب دیا۔ "اپنی عمر میں تم نے ایک بار میری اچھی خدمت کی ہے۔ جس سے میں پھانسی کی خوفناک موت سے بچ جاؤں گی

بس جاؤ۔ میں ان عورتوں میں سے نہیں ہوں۔ جو سسکیاں لے لے کر سسکے ملتی۔ اور رو رو کر الوداع کہا کرتی ہیں۔۔ مگر یاد رکھو۔ اب جبکہ یہ دکھنا کہ تمہاری ماں نے حالت جوش میں تمہیں بھی شریک کرنے کی دھمکی دی تھی یہ غیر ممکن تھا۔ اور میں ہرگز ایسا نہ کرسکتی۔ الفاظ محض جوش میں منہ سے نکل گئے تھے۔"

اتنا کہہ کر اس نے داماد کو رخصت کا اشارہ کیا۔ مسز سمڈلے نے دروازہ میں بنی ہوئی ننھی سی کھڑکی کھول کر برقندار کو آواز دی۔ اس نے دروازہ کھولا۔ اور جیک سمڈلے کو باہر نکال دیا۔

باب ۔ ۹۱

تہ خانہ

سمڈلے اور مسز وہبر کی ملاقات کو پانچ چھ دن گذر گئے۔

رات کا وقت تھا۔ اور جیک کی سخت گیر بی بی باربرا اپنے مکان کی نشست گاہ میں بیٹھی ہوئی۔ شراب پی کر جیک کی کامیابی کے سوال پر غور کر رہی تھی۔ جیک نے مسز وہبر کو زہر پہنچانے کی اطلاع ایک خط کے ذریعہ بھیجدی تھی۔ مگر یہ چٹھی اس نے اس احتیاط سے لکھی کہ بادی النظر میں کوئی شخص جو صحیح راز سے واقف نہ ہو۔ نفس مضمون سے آگاہ نہ ہوسکتا تھا۔ چونکہ اندیشہ تھا یہ چٹھی کسی طرح پولیس کے ہاتھوں میں نہ جا پڑے۔ اس لئے جدا ہونے سے پہلے میاں بی بی نے چند خفیہ لفظ طے کر لئے تھے۔ اور فیصلہ یہ تھا کہ اگر جیک مسز وہبر کو زہر کی شیشی پہنچانے میں کامیاب ہوگیا تو کن لفظوں کے ذریعہ اطلاع دے گا۔ اور ناکام رہا تو کن میں۔ اب باربرا کے نام جو خط موصول ہوا۔ اس میں کامیابی کا جملہ ہی درج تھا گو نفس مضمون ایسا تھا گویا کسی متقی پرہیزگار شخص نے دفتر پند و نصیحت کھول رکھا ہے۔

جیسا ہم نے بیان کیا مسز سمڈلے اس وقت شراب پینے اور شوہر کی کامیابی پر غور کرنے میں مصروف تھی۔ رات کے نو بج چکے تھے۔ اور وہ نوکرانی جو دن کا کچھ حصہ کام کرنے آتی تھی۔ یہ معلوم کر کے کہ اب کوئی کام باقی نہیں۔ رخصت ہو چکی تھی۔ گویا اس وقت گھر میں مسز سمڈلے اکیلی ہی تھی۔ وہ بڑی حوصلہ مند اور دلیر عورت تھی۔ مگر آہ نا معلوم کس سے

نوکرانی کے جانے پر دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر اس کا دل بے اختیار بیٹھ گیا۔ ہرچند وہ توہمات یا فرضی خطروں کی قائل نہ تھی۔ پھر بھی اس وقت جو احساس ہوا۔ وہ بہت ناگوار تھا۔ اور وہ انتہائی کوشش کے باوجود اسے رفع کرنے سے قاصر رہی۔ اس مطلب کے لئے اس نے زیادہ مقدار میں شراب بھی پی۔ مگر کسی وجہ سے آج اس آتش سیال میں بھی ہمت افزائی کی بجائے حوصلہ فرسائی کا اثر پیدا ہو چکا تھا۔ جتنی زیادہ پیتی تھی۔ اسی قدر بے چینی اور اضطراب بڑھتا تھا۔ آج تک وہ اپنے شوہر کو نفرت وحقارت سے دیکھنے کی عادی تھی مگر آج رہ رہ کر خیال آتا تھا کہ اس وقت یہاں ہوتا تو خوب تھا۔

یکایک مکان کے پچھواڑے کچھ آواز سنائی دی۔ اپنی عمر میں پہلی بار اس آواز کو سن کر بیب سہم کے اتنی ڈری کہ اٹھنا محال ہو گیا۔ آخر بڑی ہمت کر کے اٹھی۔ مگر پیچھے مڑی تو یہ دیکھ کر چونک گئی کہ گھر کی موٹی تازی کالی بلی ایک کرسی پر بیٹھ کر تیز سبز آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہی ہے۔ بلی دیکھ کر بیب کے دل میں اس رات کا خوفناک واقعہ تازہ ہو گیا۔ جب برسٹن کے قتل پر اس منحوس نے جیک کو سہما دیا تھا۔ اس کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر بیب بھی ڈر کر دو قدم ہٹ گئی۔

اتنے میں پھر وہی آواز سنائی دی۔ مگر اب اتنی صاف تھی کہ معلوم ہو گیا۔ کوئی عقبی دروازہ کو کھٹکھٹا رہا ہے۔ میز سے جلتی ہوئی شمع ہاتھ میں لے کر وہ دروازہ کھولنے گئی۔

رستہ میں دل سے کہنے لگی۔ "یہ شخص بل سکاٹ یا ٹم سکاٹ دونوں میں سے کوئی ہے یا ممکن ہے خود برکر ہی آ گیا ہو . . . یا ہو سکتا ہے۔" اس نے انتہائی صورت میں تسلیم کیا "جیک کسی مصیبت میں پڑ کر اس رستہ آیا ہو۔ بہر حال اتنی رات گئے ان کے علاوہ اور کوئی اس رستہ نہیں آ سکتا۔"

دروازہ کھولا تو برکر کی خوفناک صورت دکھائی دی

چونکہ وہ اس کی آمد کے لئے تیار تھی۔ اس لئے خوف زدہ نہ ہوئی۔ اور اسے مکان میں داخل کر کے جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔ پھر منہ سے ایک لفظ تک کہے بغیر اسے اپنے ساتھ کمرہ نشست میں لے گئی۔ چونکہ بند کھڑکی میں شیشوں کے آگے پردے تنے ہوئے تھے۔ اس لئے باہر سے کسی شخص کا برکر کی موجودگی سے خبردار ہونا غیر ممکن تھا۔ کمرہ میں آتے ہی اس نے بے تکلفی سے بیب کا گلاس لبالب شراب سے بھرا اور اسے لاجرم

پی گیا۔ ایسا کرتے ہوئے صرف ایک بار آنکھ کی حرکت کے سوا اس نے ذائقہ کی تلخی یا مقدار کی زیادتی کا اثر بالکل ظاہر نہ کیا۔ پھر اطمینان سے بیٹھ کر کہنے لگا۔ "دیکھو تو سب میں پھر لندن آ پہنچا گو خدا جانتا ہے اس وقت بدن کا ہر حصہ تھکا ہوا اور اعضا میں سخت درد ہے۔ اور پھر اس کا بھی اطمینان نہیں کہ اس آزادی کا مزہ بہت دن لے سکوں گا۔ جو ہر انسان کا قدرتی حق ہے۔"

"مگر اس وقت آپ کہاں سے ہو؟" مسز سمڈلے نے جو اس عرصہ میں برکر کی پریشانی اور تھکن کو اچھی طرح دیکھ چکی تھی۔ پوچھا۔

"تم پوچھتی ہو میں اس وقت کہاں سے آیا ہوں۔ آہ! یہ بڑا مشکل سوال ہے۔" برکر نے تلخ لہجہ میں کہا۔ "گذشتہ چند دن کے عرصہ میں مجھے بے شمار مقامات میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ان میں سے کس کس کو گنواؤں۔ کبھی خندق یا کھائی میں پناہ لی۔ کبھی کسی کھلیان میں بھوس کے ڈھیر پر پڑا رہا۔ کبھی کھیتوں یا جنگلوں میں کوئی محفوظ مقام جہاں ایسا آدمی جس کی گرفتاری کے لئے سو پونڈ انعام کے اشتہار جابجا چسپاں ہوں۔ چھپ سکتا ہے نظر آیا۔ تو اسی کو اپنے لئے غنیمت سمجھا۔ بس ایسے ہی مقامات میرے مسکن تھے۔ اور وہیں سے میں اس وقت آرہا ہوں۔"

فصاحت و بلاغت کے اس عجیب نمونہ کے بعد برکر نے قریباً ایک منٹ مسز سمڈلے کے چہرہ کو گہری نظر سے دیکھا۔ گویا یہ کہنا چاہتا تھا۔ "کیوں کیسے رہے؟" پھر پانی ملی ہوئی شراب کا ایک اور گلاس ہاتھ میں لے کر اسے پہلے سے کم تیزی رفتار کے ساتھ پینا شروع کیا

"شاید بھوکے ہو گے؟" مسز سمڈلے نے ہمدردی سے پوچھا۔

"آہ! تمہارے کہنے سے یاد آگیا کہ میں نے کئی روز سے کچھ نہیں کھایا۔" برکر نے جواب دیا حالانکہ ایک لمحہ پہلے میں سمجھتا تھا۔ کہ معدہ میں سیال چیز کے سوا کسی کی گنجائش نہیں۔ آخری کھانا جو میں نے کھایا۔ وہ ایک لڑکے کے ہاتھ سے چھینا تھا۔ جو کھیتوں میں کام کرتا اور روٹی اور پنیر کھا رہا تھا۔"

مسز سمڈلے نے باورچی خانہ میں جا کر بہت سا سرد گوشت روٹی اور اچار نکالا اور ان چیزوں کو لا کر برکر کے سامنے رکھ دیا۔ مقدار اتنی تھی کہ اوسط ہاضمہ کے چھ آدمیوں کے لئے کافی ہوتی۔ مگر برکر اکیلا ہی سب چٹ کر گیا۔ مسز سمڈلے نے ایک گلاس اور نکالا

جس کے بعد دونو ملکر شراب پینے لگے۔

ذرا وقفہ ملنے پر برک نے پوچھا "آج جیک نظر نہیں آتا۔ کہیں باہر گیا ہے؟"

"ہاں لورپول گیا ہے۔" مسز ہڈلے نے جواب دیا۔ اور اس سلسلہ میں اس نے سفر کا مقصد بیان کر کے اس کی کامیابی کی بھی اطلاع دی۔

"واللہ۔ اب کی بار تو جیک نے اپنے کو بڑا صاحب ہمت ثابت کیا ہے۔" برک نے خوش ہو کر کہا۔ "مگر کام ہو چکا تو لورپول بیٹھ رہنے کی کیا حاجت تھی؟"

"شاید اس خیال سے ٹھہر گیا۔ کہ وہاں کے پادری اور گرجا کے اور لوگوں سے مل کر کچھ مذہبی باتیں کرے کہ کسی کے دل میں اس کی آمد پر شبہ پیدا نہ ہو۔"

"آہ! اس فن میں جیک ہم سب کا استاد ہے۔" برک نے انداز توصیف سے کہا۔

"اگر وہ اس کام کے بعد فوراً ہی آجاتا۔ تو شبہ ہوتا کہ اسی نے اماں کو زہر پہنچایا۔" بیب نے جواب دیا۔ "اب دو تین دن ٹھہرے گا۔ متفقی لوگوں سے ملیگا۔ ان سے کہیگا خدا معلوم غریب عورت سچ مچ مجرم ہے یا محض حالات کا شکار۔ تو سب لوگ اُلٹا اس سے ہمدردی کرینگے"

"سبحان اللہ یہ چالاکی خوب رہی!" برک نے جس کا منہ گوشت اور روٹی سے بھرا ہوا تھا۔ کہا "اس فن میں میرا دوست جیک ہڈلے خاص مہارت رکھتا ہے۔"

"بس یہی وجہ اس کے لورپول ٹھہرنے کی ہے۔" بیب نے کہا۔

"ارے! یہ آج اس بلی کو کیا ہو گیا؟ بے طرح گھور رہی ہے۔" برک نے یکایک کہا۔

"عورت ان لفظوں سے چونک گئی۔ اور تھوڑی دیر پہلے جو تشویش اس کے دل میں پیدا ہوئی تھی۔ پھر تازہ ہو گئی۔ مگر اپنے اندیشوں کو چھپانے اور برک کی نظروں میں کمزور ثابت نہ ہونے کے خیال سے اس نے جلدی ہی اپنا چہرہ سکون پذیر کر کے اطمینان سے کہا "کچھ نہیں بلی کی عادت ہے کہ اسی طرح دیکھا کرتی ہے۔"

"خیر تو اگر میری بلی ہوتی تو میں ضرور اسے زہر دے کر مار دیتا" برک نے کہا۔ "اچھا یہ تو بتاؤ آجکل کاروبار کا کیا حال ہے۔ غالباً میرے فرار کا حال تم نے سنا ہو گا؟۔۔۔"

"وہ سب میں نے اخبارون میں پڑھ لیا تھا۔" عورت نے جواب دیا۔ "رہا لندن کا حال تو پہلی خبر یہ ہے کہ جب سے تم گئے ہو ہم تمہارے دونو شاگردوں کو ایک پونڈ ہفتہ وار دیتے رہے ہیں۔ اور دوسری یہ کہ میرے خیال میں خفیہ پولیس کے آدمی ہر وقت ہمارے مکان

کا نرغہ کئے رہتے ہیں ..."

"تیرا بھلا ہو!" بر کر نے گھبرا کر کہا۔ "مگر کیوں بیب ..."

الفاظ اس کے منہ میں تھے کہ کسی نے صدر دروازہ پر زور کی دستک دی۔ اس تحکمانہ آواز سے ڈر کر بیب سمڈلے اور بر کر دونوں اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"ضرور کوئی خرابی پیش آیا چاہتی ہے۔" بیب نے جلدی سے کہا "میرا دل کہہ رہا ہے۔"

"خدا حافظ میں پچھلے دروازہ کی راہ سے رخصت ہوتا ہوں۔" بر کر نے کہا۔ "ارے پر نہیں" وہ فوراً ہی رُک کر کہنے لگا۔ "اگر پولیس کے آدمیوں کی دستک ہے۔ تو ضرور کچھ لوگ پچھواڑے بھی کھڑے ہوں گے۔ گویا وہ رستہ بھی بند ہے ... اب میں حیران ہوں کہ کیا کروں۔ اور کہاں چھپوں؟ ... مگر ٹھیرو۔ میں چور دروازہ کی راہ سے تہ خانہ میں اترتا ہوں کوئی پوچھے کہ دروازہ کھولنے میں اتنی دیر کیوں ہوئی۔ تو کہہ دینا سو رہی تھی۔ آواز نہیں سنی غرض جس طرح ممکن ہو ٹالنے کی کوشش کرنا۔"

"اس کے سوا چارہ بھی کیا ہے؟"

جیسا ناظرین سمجھ گئے ہوں گے۔ یہ گفتگو جلد جلد دبی آواز سے ہوئی تھی۔ اور اس سے بہت کم عرصہ میں ختم ہو گئی۔ جتنا ہمیں تحریر میں صرف کرنا پڑا ہے۔ اس فیصلے کے بعد دونو نشستگاہ سے باہر نکلے۔ بیب نے ایک ہاتھ میں شمع لے لی۔ اور دوسرے سے لو کو ہوا زدگی سے محفوظ رکھنے کے لئے سایہ کر لیا۔ باورچی خانہ میں اُتر کر انہوں نے میز اور اس کے نیچے رکھا ہوا دری کا ٹکڑا اٹھایا۔ پھر چور دروازہ کھولا۔ اور بر کر تیز جاتا تہ خانہ میں اُتر گیا۔ بیب سمڈلے نے وہ جگہ فوراً ٹھیک کر دی۔ اور میز پر زمین چار برتن اور چھریاں کانٹے وغیرہ اس طرح پھیلا دیے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ عرصہ سے اسی طرح پڑی ہے۔ پھر دوڑ کر اوپر کی منزل پر گئی۔ اس اثنا میں دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز پہلے سے تیز ہو چکی تھی۔ حالانکہ پہلی آواز کو بمشکل تین منٹ کا عرصہ ہوا تھا۔

بیب سمڈلے نے جانا۔ آج اوسان قائم رکھنے اور انتہائی حزم و احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ باورچی خانہ سے نکل کر جہاں تک ممکن تھا۔ اپنے چہرہ کو سکون دیا۔ اور شمع ہاتھ میں لیکر دروازہ کھولنے گئی۔ کواڑ کھلتے ہی ایک موٹا دراز قامت آدمی جھٹ اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک شخص اور تھا جسے مسز سمڈلے نے پہچانا کہ وہی ہے

جو چند دن پہلے مکان کا خالی حصہ کرایہ پر لینے آیا تھا۔ اس نے حتی الامکان اضطراب دبا کر جلدی سے کہا "شب بخیر صاحبان۔ شاید آپ مسٹر سمڈلے سے کسی کام کے لئے ملنے آئے ہیں۔ مگر افسوس وہ گھر پر نہیں ہیں۔"

"کیا سچ کہتی ہو!" اسی لمبے موٹے آدمی نے سوال کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی مسز سمڈلے کے چہرہ کو نظر تجسس سے دیکھا۔

"بھلا آپ سے جھوٹ کہنے میں کیا فائدہ تھا؟" عورت نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ جو حقیقت میں راست بھی تھا "صاحبان وہ کئی روز سے لورپول گئے ہوئے ہیں اس لئے اگر آپ کو ان کوبی کے متعلق کچھ کام ہو تو . . ."

"ٹام دروازہ بند کر دو۔" موٹے آدمی نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا "پھر مسز سمڈلے کے ساتھ نشستگاہ کی طرف جاتے ہوئے اس نے کہا "میم معاف کیجیے۔ یہ وقت رسمی تکلف کا نہیں ہے۔ اس لئے میں صاف طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم پولیس کے آدمی ہیں اور تمہارے شوہر کو گرفتار کرنے آئے ہیں۔"

"پولیس! . . . میرے شوہر کو گرفتار کرنے کے لئے!" مسز سمڈلے نے اس قدر مصنوعی بدحواسی سے کہا۔ گویا اس بیان پر کسی طرح یقین نہ آسکتا تھا۔

"ہاں اسی لئے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اسے بہت جلد گرفتار بھی کرلیں گے۔" افسر مذکور نے کمرہ نشست کی میز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "سوچو تو۔ اتنی رات جا چکی ہے مگر کھانے کی چیزیں اب تک میز پر رکھی ہوئی ہیں۔ دسترخوان غائب۔ سلیقہ مفقود اور شراب پینے کے دو گلاس سامنے ہیں۔ نہیں میم ہمیں بیوقوف نہ بنائیے۔ آپ کا شوہر ضرور گھر پر ہے۔ اور ہم اسے تلاش کئے بغیر نہ جائیں گے۔ ہمارے دو آدمی پچھلی طرف کھڑے ہیں اور ٹام صدر دروازہ کی نگرانی کرے گا۔ گویا اس کے بچاؤ کی اب کوئی صورت باقی نہیں۔ اس لئے . . ."

"الٰہی میرے غریب شوہر نے ایسا کیا جرم کیا ہے!" مسز سمڈلے نے بارِ الم سے نڈھال ہو کر کہا۔ "مگر نہیں صاحبو۔ جو آپ کہتے ہیں وہ غیر ممکن ہے۔ میرا جیک تو بڑا متقی پرہیزگار اور کم سن بچوں کی طرح معصوم ہے . . ."

"ہمیں افسوس سے اطلاع دینی پڑتی ہے۔" خفیہ پولیس کے افسر نے۔ کیونکہ نووارد یہی

تھا۔ مسز سمڈلے سے کہا "آپ کی ماں اب زندوں کی دنیا میں باقی نہیں۔ کیا آپ کو یہ خبر پہنچ چکی ہے؟"

"میری ماں اب زندہ نہیں!" مسز سمڈلے نے رنج و حیرت سے پریشان ہو کر کہا۔ "کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اتنی سی دیر میں مقدمہ کی سماعت بھی ہو چکی۔ اور... اور... انھوں نے اس کو..."

"پھانسی پر بھی لٹکا دیا" افسر پولیس نے اطمینان سے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں یہ نہیں ہوا۔ وہ درحقیقت جلاد کے ہاتھ سے بچ گئی... صاف لفظوں میں کل رات اس نے زہر کھایا۔ اور آپ کا شوہر آج صبح کی پہلی ٹرین میں لورپول سے لندن کو روانہ ہوا۔ ہم نے اسی وقت تار بھیجکر اُسے روکنے کی کوشش کی تھی۔ مگر وہ یوسٹن سکوئر کے سٹیشن پر دم آخر بچ کر نکل گیا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس حلیہ کا ایک آدمی اس ٹرین سے آیا ضرور تھا پس وہ ضرور یہیں ہوگا۔"

"افسوس میری غریب ماں" مسز سمڈلے نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔ "مگر افسر صاحب اتنا تو سوچئے میرے معصوم شوہر کا...؟"

"اس معاملہ سے کیا تعلق ہوگا" افسر مذکور نے کہا۔ "بات یہ ہے کہ اسی نے اس کو وہ زہر مہیا کیا تھا جس سے بڑھیا ہلاک ہوئی۔ اس کے سوا اور کوئی یہ کام نہ کرسکتا تھا"

"مگر میں آپ کو یقین دلاتی ہوں۔ کہ میرا جیک ہرگز ایسی ناپاک حرکت نہیں کرسکتا وہ غریب تو میرے اصرار پر صرف اس لئے اماں سے ملنے گیا تھا۔ کہ اگر اس نے غلط رستہ اختیار کیا ہے۔ تو صحیح راہ پر لانے کی کوشش کی جائے..."

"بس میم بس! ایسی باتیں ہم اہلکاران پولیس کو گمراہ نہیں کرسکتیں۔ ٹام ایک آدمی اور اندر بلالو۔ اور تم میرے ساتھ آؤ۔ معاف کرنا میم ہم اپنا فرض ادا کرنے پر مجبور ہیں۔ آپ کے لئے شوہر کو چھپانا قدرتی ہے اور ہمارے لئے تفتیش اور خانہ تلاشی۔ اس سختی سے کام لینے کی اجازت دیجئے۔"

غریب سمڈلے غم سے بے حس ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور اب اس طرح آگے پیچھے ہل رہی تھی۔ گویا دنیا میں اس کے لئے تسکین کا کوئی ذریعہ باقی نہیں۔ بظاہر اس نے افسر پولیس کے الفاظ بھی نہ سنے تھے۔

دراز قامت سراغرساں نے جلتی ہوئی شمع اٹھالی اور شام کو ساتھ لئے عقبی کمرہ میں داخل ہوا سو دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا - زینہ کی راہ سے اوپر جاکر سب کمروں کی دیکھ بھال کی - بے سود واپس آرہے تھے تو رستہ میں بیب ملی - کہنے لگی "صاحبو آپ نے دیکھ لیا میرا غریب شوہر گھر پر نہیں ہے - کاش ہوتا کہ آپ کی غلط فہمی رفع کرسکتا - خیال تو کیجیے ایسا زاہد وپارسا ایسا متقی و پرہیزگار آدمی جو گرجا کا رکن اور امن پسند شہری ہے - ایسا مجرمانہ فعل کرے یہ کیسے ممکن ہے ؟ بہر حال میں آپ لوگوں کی احسان مند ہوں کہ فرض ادا کرتے ہوئے اول سے آخر تک حسن سلوک کا خیال رکھا - اس لئے درخواست کرتی ہوں کہ اگر کام ہوچکا - تو ایک لمحہ کو میرے کمرہ میں تشریف لائیے - کہ رفع کسل کا چھوٹا سا گلاس پیش کرکے آپ کی تواضع کرسکوں -"

"ٹھیرو میڈم ابھی ہمارا کام باقی ہے -" دراز قامت افسر نے جو بہت پابند فرض معلوم ہوتا تھا - جلدی سے کہا "نچلی منزل میں کچھ مقامات رہ گئے ہیں - آؤ شام ان کو دیکھ لیں -"

"دیکھ لیجیے - دیکھ لیجیے" بیب سمڈلے نے قابل تعریف انداز سے اوسان بحال رکھ کر فکر و تشویش کو افسردگی کے پردہ میں چھپاتے ہوئے کہا - "امید ہے وہاں بھی آپ کا اطمینان ہوجائے گا - پھر تو آپ میری درخواست منظور کرینگے -"

دونو نیچے اتر گئے اور بیب سمڈلے اس بہانہ ساتھ ہولی کہ باورچی خانہ سے ان کیلئے گلاس لانا چاہتی تھی - اس کا عمل ایسا قدرتی اور تمثیل اتنی مکمل تھی کہ خود اہلکاران پولیس کو اس کے شوہر کی موجودگی کی نسبت شک ہونے لگا - مگر چونکہ جہاندیدہ آدمی تھے - اور کئی طرح کے مجرموں سے سابقہ پڑچکا تھا - اس لئے یہ بھی جانتے تھے کہ ایسی چالیں بسا اوقات پولیس کو گمراہ کرنے کے لئے کی جاتی ہیں - پس تحقیقات کو مکمل کرنا اپنا فرض جانتے تھے -

زینہ سے اتر کر تینوں باورچی خانہ میں پہنچے اس جگہ کے دو حصے تھے - ایک اگواڑہ جہاں کھانا پکتا تھا - دوسرا عقبی حصہ جہاں برتن صاف کئے جاتے تھے - سب سے پہلے انہوں نے سامنے حصہ کی تلاشی لی - الماریاں کھولیں اور تاریک کونوں کی دیکھ بھال کی - مگر بے سود اس کے بعد عقبی حصہ میں چلے گئے - مگر جیک سمڈلے وہاں بھی نہ ملا - افسروں نے ایک دوسرے کی طرف بے چین نظروں سے دیکھا - بظاہر کہنا چاہتے تھے کہ عورت سچی تھی - ہم نے ناحق وقت ضائع کیا -

بیب سمڈلے نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا۔ کرب و اضطراب کو ظاہری سکون میں چھپا کر باطن میں ڈرتی۔ ظاہر میں ہنستی کہنے لگی "اب تو آپ کا اطمینان ہوا؟ آئیے تھکن دور کرنے کو اب تو کچھ پیش کروں۔"

"ایک لمحہ اور ٹھہرو۔" دراز قامت سراغرساں نے کہا "بھلا اس جگہ یہ دری کا ٹکڑا کیا کام دیتا ہے؟"

یہ کہتے ہوئے اس نے زرکوب کی بی بی کو نظر تجسس سے دیکھا۔ مگر عورت نے اس نگاہ کا مقابلہ بڑے استقلال سے کیا۔ مجال نہیں کہ آنکھ جھپکی۔ یا کوئی عضو کانپا ہو۔ افسر پولیس نے دری کے ٹکڑے کو ٹھوکر ماری۔ مگر اس کے چاروں کونے چونکہ اس میز کے پایوں میں دبے ہوئے تھے۔ جو چور دروازہ کے عین اوپر رکھی ہوئی تھی۔ اس لئے نہ ہلا۔ اس وقت سراغرساں کی تیز آنکھ نے معلوم کیا۔ کہ میز پر برتن رکھنے کا انداز قدرتی نہیں مصنوعی ہے۔ اس لئے ضرور اس میز اور دری کے ٹکڑے میں کوئی راز ہوگا۔ پس اس نے میز کو کھینچکر پرے ہٹا دیا۔ وہ دیدہ نظروں سے پھر ایک بار عورت کی طرف دیکھا۔ خیال ہوا۔ کہ ایک لمحہ کے لئے اس کی آنکھوں میں بے چینی کی چمک پیدا ہوگئی۔ لیکن اگر واقعی بیب سمڈلے نے اس ذریعہ سے اپنے دلی اضطراب کو ظاہر ہونے دیا۔ تو یہ ایک عارضی کمزوری تھی۔ جس کی بنا پر صحیح رائے قائم کرنا دشوار تھا۔ خیر اس نے دری کے ٹکڑے کو پرے کھینچا۔

نیچے ایک بند چور دروازہ نظر آیا۔ اسکی لکڑی پر پاؤں مار کر کہنے لگا "ٹام دیکھنا یہ چیز بالکل نئی ہے۔"

لکڑی کے اندر سے جو کھوکھلی آواز پیدا ہوئی۔ اس نے ان کے شکوک کو اور مضبوط کیا دو نوں نے ملکر دروازہ کھولا تو کچھ اس طرح کی آواز سنائی دی جیسے کوئی جنگلی جانور تیز دوڑتا ان کی طرف آرہا ہو۔ افسران پولیس ڈر کر ہٹ گئے۔ اس کے ساتھ ہی عورت کے منہ سے جس نے اب تک قابل تعریف استقلال سے اوسان بحال رکھے ہوئے تھے خوفناک چیخ نکلی۔ معلوم ہوا۔ کالی بلی زینہ کی راہ سے دوڑتی ہوئی آئی۔ اور دیوانوں کی طرح کمرہ کا طواف کرکے پھر زینہ کی طرف بھاگ گئی۔

زرکوب کی بی بی کا چہرہ زرد ہوگیا۔ دراز قامت سراغرساں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "فال منحوس ہے۔"

"توبہ! میں کتنا ڈر گئی۔" بیب سمڈلے نے کوشش سے پھر اوسان بحال کر کے کہا۔ "بڑی مسکین بلی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے آپ لوگوں کو دیکھ کر ڈر گئی۔ رہا یہ دروازہ تو یہ کچھ انوکھی بات نہیں۔ اس کے اندر ایک پرانا کنواں ہے۔۔۔"

"جس میں اترنے کے لئے سیڑھیاں بھی موجود ہیں۔ کیوں؟" سراغرساں نے طنز سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ مذاق کرتے ہوں گے۔ مگر واقعی اس اندارہ میں کچھ سیڑھیاں موجود ہیں۔ جن کا نچلا حصہ ٹوٹ چکا ہے۔ اگر آپ کو خوف نہ ہو۔۔۔"

"کیا ڈوبنے کا؟ نہیں میڈم ہم پولیس کے آدمی اس آسانی سے نہیں مرتے اس کے علاوہ ان کنوؤں کے اندر سے اس طرح کی بو بھی تو نہیں آیا کرتی۔ پھر میں دیکھتا ہوں۔" اس نے شمع کو دہانہ پر ہلاتے ہوئے کہا۔ "اس روشنی کا پانی میں عکس بھی نہیں ہے۔"

بیب کا کلیجہ مسوس گیا۔ سمجھی اب برکر کا بچنا محال ہے۔ ساتھ ہی اپنی فکر ہوئی۔ خیال آیا۔ میری گرفتاری اس خیال سے لازم سمجھی جائے گی کہ میں نے ایک اشتہاری مجرم کو پناہ دی۔ ایک بار فرار کا خیال پیدا ہوا۔ پھر سوچا کہ بھاگنے کی صورت بھی کونسی ہے ایک آدمی اوپر موجود اور کچھ سپاہی پچھواڑے پہرہ دے رہے ہیں۔ ان سے بچ کر نکلنا غیر ممکن ہے۔

اتنے میں دراز قامت افسر نے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "ٹام شمع پکڑے رہو اور یہ بھی دیکھنا کہ۔۔۔"

اس نے فقرہ کو قصداً ناتمام چھوڑ کر سر سے کچھ اشارہ کیا جس کا مطلب اس کے ماتحت نے فوراً سمجھ لیا۔ کہ مسز سمڈلے پر نظر رکھنے کے لئے کہہ رہا ہے۔ پھر جیب سے پستولوں کی جوڑی نکال کر ہاتھ میں لی اور تہ خانہ میں اترنے لگا۔ ہر قدم بڑی احتیاط سے اٹھاتا۔ سنگی زینہ کی راہ سے اتر رہا تھا اور اس کا ساتھی ٹام شمع ہاتھ میں لئے دہانہ کے پاس کھڑا تھا۔ چند قدم اتر کر سراغرساں نے اندر کی طرف منہ کر کے کہا۔ "جیک سمڈلے تم ضرور اس غار میں چھپے ہوئے ہو۔ بہتر ہے اپنے آپ ہمارے پاس آ جاؤ۔ مزاحمت کرو گے تو گولی سر کے پار ہو گی"

اس نے باری باری دونوں پستولوں کا گھوڑا دبایا۔ اندھیرے میں یہ آواز بہت خوفناک معلوم ہوئی۔ مگر اندر سے کچھ جواب نہ ملا۔

خداوندا۔ بکر کا کیا ہوگا!" بیب نے اپنے دل سے کہا۔ اور ساتھ ہی بجلی کی تیزی رفتار سے دل میں سوچا۔ کہ اگر اس نے بچاؤ کی کوئی کوشش بھی کی۔ تو میں کس طرح مدد دے سکونگی

اتنے میں وہی کالی بلی پھر بے تحاشا دوڑتی ہوئی کمرہ کی طرف آئی۔ مگر اب کی بار دروازہ کے باہر ہی مڑ گئی۔ پھر بھی آواز تہ خانہ میں جا پہنچی جسے سن کر دراز قامت سراغرساں نے جو ہر ابر اُترا جا رہا تھا۔ پوچھا "ٹام یہ کیا آواز تھی؟"

"کچھ نہیں۔ وہی منحوس بلی پھر دوڑی ہوئی آئی تھی۔" اس نے جواب دیا۔

بلی کی حرکات سے مسز سمڈلے بہت گھبرا گئی۔ مگر جلدی ہی اوسان سنبھال کر کے دروازہ بند کرتے ہوئے کہنے لگی "نابکار اب اندر نہ آسکے گی۔"

دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر اس افسر نے جو ٹام کہلاتا تھا سخت لہجہ میں کہا "بیگم چپ کھڑی رہو۔ کوئی بے جا حرکت کر دگی۔ تو یاد رکھو۔۔۔"

"ٹام گھبراؤ مت اب یہ کہاں جا سکتی ہے۔" اس کے افسر نے تہ خانہ کے اندر سے کہا ہمارے آدمی چاروں طرف موجود ہیں۔"

اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ چند منٹوں کا کام تھا۔ آخری الفاظ دراز قامت سراغرساں کی زبان ہی پر تھے کہ تہ خانہ کے اندر گڑگڑاہٹ ہوئی۔ پھر کسی کے وار کی آواز سنائی دی۔ ساتھ ہی افسر پولیس تہ خانہ کے عمق میں گر کر نظروں سے غائب ہوگیا۔ بیب سمڈلے نے یہ حالت دیکھی تو جانا کہ ایسا موقعہ پھر ہاتھ نہ آئیگا۔ بھوکی شیرنی کی طرح ٹام پر ٹوٹ پڑی۔ اور اُسے بھی سر کے بل تہ خانہ میں گرا دیا۔ تہ خانہ کی تاریکی میں جدوجہد اور چیخ و پکار کی آوازیں سنائی دیں۔ مگر شمع چونکہ ٹام کے ہاتھ سے گر کر بجھ گئی تھی۔۔۔ اب کمرہ میں ہر طرف تاریکی تھی۔ اس لئے دکھائی کچھ نہ دیا۔ بیب نے اوسان بحال رکھتے ہوئے الماری کھول کر ایک اور موم بتی نکالی۔ اور اسے دیا سلائی کی مدد سے روشن کیا۔ اتنے میں بکر بھی آسیب کی طرح زیر فرش زمین سے باہر نکل آیا۔

"ہو چکے؟" مسز سمڈلے نے جلدی سے پوچھا۔

"ٹھیرو دیکھتا ہوں۔" بکر نے جواب دیا۔ اور بیب کے ہاتھ سے شمع لے کر وہ چند قدم تہ خانہ میں اترا۔ پھر فوراً ہی واپس آکر کہنے لگا "شرت تو نہیں مگر بیہوش ہوگئے۔ اب ہمیں اپنی فکر کرنی چاہیئے۔"

"بتاؤ کیا کریں؟" بیبے نے آواز دبا کر پوچھا۔ "ایک آدمی اوپر ہے وہ پچھواڑے پہرہ دے رہے ہیں..."

"تم شمع لے کر اوپر جاؤ۔" برکر نے جلدی سے کہا۔ "وہاں جو آدمی کھڑا ہے۔ اس سے رونی صورت بنا کر کہنا میرا بدنصیب شوہر پکڑا گیا۔ جاؤ تمہارے ساتھی بلا رہے ہیں۔"

عورت تعمیل کے لئے آمادہ ہوگئی۔ اور شمع ہاتھ میں لے کر زینہ پر چڑھنے لگی۔ چونکہ دروازہ بند کر چکی تھی۔ اس لئے باہر والے افسر نے ان آوازوں کو جو باورچی خانہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ نہیں سُنا۔ نہ اسے دراز قامت سراغرساں اور برکر کی جدوجہد کی خبر ہوئی۔ نہ ظالم کے گرنے کی۔ عیار عورت دروازہ کھلا چھوڑ کر ایسی المناک صورت بنائے گویا اس کے شوہر کے لئے انتہائی سزا تجویز ہو چکی ہے۔ اس افسر کے پاس جو پہرہ دے رہا تھا گئی۔ اور سسکیاں لے لے کر کہنے لگی "ہائے افسوس! میں لٹ گئی۔ برباد ہوگئی۔ تمہارے آدمیوں نے میرے غریب شوہر کو پکڑ لیا اور اب تم کو بلا رہے ہیں۔ ادھر سے جائیے... ہائے تقدیر! اب ہمارا کیا ہوگا!"

عورت کے آنسوؤں میں بڑی طاقت ہے۔ بیبے کے قلق و اضطراب کو قدرتی سمجھ کر اس افسر نے جو پہرہ دے رہا تھا اپنے ساتھیوں کے پاس جانے میں تامل نہ کیا۔ وہ روشنی کرنے کے بہانے شمع ہاتھ میں لئے زینہ کے بالائی حصہ پر کھڑی ہوگئی۔ اور افسر پولیس صحیح حالات سے بے خبر دھم دھم نیچے اتر گیا۔ مگر جیسے ہی فرش پر پہنچا۔ برکر نے جو تیار کھڑا تھا اس زور کا لٹھ رسید کیا کہ غریب وہیں تیورا کر چاروں شانے چت گرا۔ اس آواز کو سن کر بیبے سمٹلے بھی آگئی دیکھا تو مرا نہیں بے ہوش پڑا تھا۔ دونوں نے گھسیٹ کر برتن دھونے کے کمرہ میں جہاں تختہ تھا۔ ڈال دیا۔ گڑھے میں نظر ڈالی تو وہاں کامل خاموشی تھی۔ جرم کی فتح مکمل ہوئی۔

مگر اب سوال گھر سے باہر نکلنے کا تھا۔ مسز سمٹلے اور برکر اوسان بحال رکھ کر اسی کمرہ نشست میں گئے۔ جہاں پولیس کی آمد سے پہلے شراب پی رہے تھے۔ دونوں نے تیز شراب کا ایک ایک گلاس ختم کیا۔ پھر برکر نے کہا۔ "یہ خطرناک ہے اب چلنے کی فکر کرو۔"

بیبے نے خوابگاہ میں جاکر ٹوپی اور شال پہنا کچھ نقدی اور زیورات ساتھ لئے اور کاغذوں کا ایک گٹھا بھی لے لیا۔ کوئی دو منٹ کے عرصہ میں وہ ہر طرح لیس ہوکر برکر کے پاس گئی

"اب چلیں" برکر نے کہا۔ "پہلے تم باہر نکلو۔ نکلتے ہی بائیں طرف گھوم جانا۔ میں پیچھے داہنی طرف ہوکر آتا ہوں جس قدر جلد ممکن ہو لندن سے باہر نکل جانا چاہیے۔ پھر ملنے کا سوال تقدیر

پر چھوڑ دو۔۔ مگر تمہارے پاس کچھ نقدی ہے؟

بیب سمڈلے نے تین چار پونڈ برکر کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ اس کے بعد صدر دروازہ کی راہ سے باہر نکلی۔ برکر ڈنڈے کو مضبوط پکڑے اس انتظار میں رہا۔ کہ پولیس کا کوئی آدمی اندر آئے تو اس کا فوراً مقابلہ کیا جائے۔ مگر کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہ آیا۔ اور قریباً ایک منٹ تامل کر کے وہ بھی مکان سے باہر نکلا۔ دروازہ بند کر دیا اور حفاظت و اطمینان کے ساتھ گلی سے نکل گیا

حقیقت میں مکان کے صدر دروازہ پر پہرہ کا انتظام ہی نہ تھا۔ بے شک دو آدمی کچھ اڑے کھڑے تھے۔ مگر انہیں کیا خبر کہ مکان کے اندر ہمارے ساتھیوں پر کیا گذر رہی ہے سب کام اس قدر سکون و سکوت کے ساتھ ہوا کہ ہمسایہ میں ان واقعات کی کانوں کان خبر نہ ہو سکی۔ اس لئے برکر کے جانے پر نہ کسی نے شور مچایا۔ نہ اس کا تعاقب کیا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ پولیس کے آدمی فقط جیک سمڈلے کو گرفتار کرنے آئے تھے۔ اگر انہیں معلوم ہوتا کہ زر کوب کی بجائے برکر کا سامنا ہوگا تو بے شبہ زیادہ آدمی ساتھ لیکر تیاری کے بعد آتے

برکر اور بیب سمڈلے کے فرار کے کوئی دس منٹ بعد دراز قامت افسر پولیس کو ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو تاریکی میں گھرا ہوا پایا۔ گو اس کی جان بچ گئی۔ مگر چوٹیں بہت سخت آئی تھیں۔ برکر نے اپنے مضبوط لٹھ سے اتنی ضربیں لگائیں کہ غریب کے لئے حرکت کرنا دشوار تھا۔ بہرحال ہوش میں آنے پر اسے ٹام کے کراہنے کی آواز سنائی دی اور اس نے اسے نام لیکر پکارا۔ اس کے کئی منٹ بعد۔ دونو بمشکل اس اندھیری غار سے باہر نکلنے کے قابل ہوئے وہاں آئے تو بغلی کوٹھری کے اندر ہلکی دستک سنائی دی۔ اُسے کھولا تو معلوم ہوا۔ ان کا تیسرا ساتھی۔ انہی کی طرح زخمی اور بدحال اندر بند ہے۔ اس وقت ان آدمیوں کو جو مکان کے عقبی حصہ میں پہرہ دے رہے تھے۔ بلایا گیا۔ اور فوراً ہی یہ حقیقت معلوم ہوئی کہ برکر اور بیب سمڈلے فرار ہو گئے۔

دوسرے دن پولیس کی بڑی جماعت نے مکان کے ہر حصہ کو کھودنے کے بعد تاریک گڑھے کے فرش کو بھی کھودا۔ وہاں کچھ ایسے نشانات نظر آئے جن سے معلوم ہوا۔ کہ اس جگہ بعض خوفناک جرائم کی یاد مٹانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اندر سے چونے اور راکھ کا ڈھیر نکلا جس سے ثابت ہو گیا کہ یہاں کبھی کچھ سیاہ کاریاں ہوتی رہی ہیں سعی عظیم کے باوجود اس گڑھے سے کسی انسان کی لاش یا بوسیدہ اعضا برآمد نہ ہوئے۔ بہرحال اس میں شبہ باقی نہ رہا کہ ایک سے زیادہ آدمیوں کو قتل کر کے ان کی لاشوں کو اس تاریک گڑھے میں پھینکا جا چکا ہے۔

چودھویں جلد ختم ہوئی

نو طبع اور نایاب کتابیں

لیلےٰ یا محاصرۂ غرناطہ۔ انگلستان کے مشہور مصنف لارڈ لٹن کا وہ مستغنی عن التعریف تاریخی ناول جس کے چند باب کبھی جسٹس محمود مرحوم نے تہذیب الاخلاق میں ترجمہ کرنے کے بعد اسے ناتمام چھوڑ دیا تھا۔ اب سید امتیاز علی تاج نے مکمل ترجمہ کرکے چھپوایا ہے۔ ہسپانیہ میں اسلامی تہذیب و تمدن کی آخری جھلک۔ مور خاندان کے فلسفی شہنشاہ ابوعبداللہ کا حسرت ناک انجام۔ تحفظ وطن و مذہب کے لئے غرناطہ کے مرد میدان موسیٰ ابن ابی غازان کی سرگرم مساعی محکمہ احتساب کے ہولناک مظالم۔ حصول آزادی کے لئے یہودیوں کی دیوانہ وار کشمکش۔ اور مذہبوں اور سلطنتوں کی اس جد و جہد کے درمیان لیلےٰ ایک مجنون یہودی کی معصوم دختر۔ جو قوم یہود کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے پروان چڑھائی گئی تھی غرناطہ کے مسلم مرد میدان کو چاہنے لگی۔ واقعات کی رو اسے کہیں سے کہیں بہالے گئے اور وہ عیسائیت کی آغوش میں جاتی ہوئی اپنے نامراد باپ کے خنجر سے تمام ہوگئی۔ انداز تحریر کے شکوہ۔ افراد قصہ کی سیرت کے مکمل بیان اور صحیح تاریخی واقعات اور اثر و تاثیر کے لحاظ سے ادب اردو میں ایک حیرت انگیز اضافہ ہے۔ عا ر

وابستہ تقدیر۔ چارلس گاروس کے زبردست ناول ننکڈ بائی فیٹ کا ترجمہ منشی امجد علی صاحب کے قلم سے ہے۔ گاروس کے ناول انگریزی میں لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر فروخت ہوتے ہیں۔ اردو میں بھی ان کا لطف دیکھیے۔ سرورق پر رنگین تصویر ۲۰۸ صفحے قیمت عہ ر

عذرا:۔ سر رائڈر ہیگرڈ کے زبردست ناول "شی" کا ترجمہ حنیف وامین کا نہایت دلچسپ سفرنامہ امین کے باپ نے جو قاہرہ کے جامع ازہر میں طالب علمی کرتا تھا حنیف کو وصیت کی کہ یونان میں میرا ایک خورد سال بچہ ہے۔ وہ تمہارے پاس پہنچایا جائے گا۔ اور ایک صندوقچی بھی حنیف کے سپرد کی۔ اور کہا کہ جب امین بالغ ہو جائے۔ تب یہ صندوقچی کھولی جائے۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔ اور اس صندوقچی میں سے ایک تحریر نکلی جس کے موجب حنیف و امین افریقہ کے لق و دق جنگلوں میں ایک عجیب و غریب دلدل پار ایک عورت کے ملک میں پہنچے جو ہزار سال سے زندہ چلی آتی تھی۔ اور آگ کے شعلوں میں نہایا کرتی تھی۔ اس کے حالات ایسے عجیب و غریب ہیں کہ نہ آنکھوں نے دیکھے نہ کانوں نے سنے قیمت عکہ

مجسم شیطان (ہر دو حصہ) یہ کتاب سر رائڈر ہیگرڈ کے مشہور ناول مونٹی زوماز ڈاٹر کا ترجمہ ہے
حصہ اول مجسم شیطان اور حصہ دوم دوزخ کی بھٹی کے نام سے چھپا ہے۔ قابل دید چیز ہے۔ ضخامت
۴۲۰ صفحے قیمت حصہ اول عہ/ حصہ دوم عہ/ مکمل قیمت عہ/

بیوی کا قاتل۔ فرانس کے نامی مصنف ایمیلی گبوریو کے ناول مسٹری آف اورسیول" کا ترجمہ
فن سراغرسانی میں بے نظیر ناول ہے۔ نامی سراغرساں لیکاک کے حیرت خیز کارنامے (سرورق
پر تصویر) ۲۷ صفحے قیمت ۱۲/

ممتاز بیگم۔ بمبئی میں ان دنوں مسٹر عبدالقادر باولہ کے قتل کا جو سنسنی پیدا کرنے والا مقدمہ زیر
سماعت ہے۔ اس کے حالات اکثر اخبار بین حضرات کی نظروں سے گذر چکے ہوں گے۔ یہ ناول
اس واقعہ کے متعلق ہے۔ ممتاز بیگم اور مسٹر باولہ کا عشق قاتل۔ دلکش اور حیرت انگیز رازوں
کا انکشاف ۷۸ صفحے قیمت ۱۲/

بہرام کی رہائی۔ یہ کتاب بہرام کی گرفتاری کا دوسرا حصہ ہے۔ جن لوگوں نے پہلی کتاب پڑھی
تھی۔ وہ اس کی تلاش میں تھے۔ اب یہ چھپ کر تیار ہے۔ حقیقت میں یہ قصہ "انقلاب یورپ"
والا قصہ ہے جسے ہندوستانی رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آرسین لوپن کا نام
ہی بہرام رکھا گیا ہے (سرورق پر تصویر) ۱۷۲ صفحے قیمت عہ/

خوفناک ڈکیتی۔ مسٹر حامد حسین سیاح کے حیرت پاش کارنامہ جاسوسی کے ساتھ ساتھ بمبئی
کے بدمعاشوں کی عجیب چالبازیاں مسٹر اور مسز مول جی کی افسوسناک مصیبتیں۔ مشہور
سراغرسانوں کی جاسوسیاں از مرزا فدا علی صاحب خنجر لکھنوی (با تصویر ٹائیٹل) ۱۹۵
صفحے قیمت عہ/

رتن بائی (یا صوبہ انتقام) جے چند کی راجہ بھٹرو پنج کی بے گناہ اولاد سے انتقام لینے کی
کوشش۔ رتن بائی کو طفلی میں دایہ کی گود سے چھین لے جانا۔ قیامت خیز جاسوسیاں اور
چالاکیاں۔ عجیب وغریب دلگداز واقعات ۲۳۰ صفحے قیمت عہ/

داراب کی گرفتاری۔ ہندوستان کے مشہور ڈاکو داراب کے بے مثل کارنامے۔ پولیس
کی قابل قدر کوششیں۔ ایک ریاست کے ولی عہد سے سازباز۔ سراغرسانی اور فوجی چالیں
(سرورق پر رنگین تصویر) ۱۱۲ صفحے قیمت ۱۲/

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

نو طبع اور نایاب کتابیں

سنہری پھول۔ نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز ناول ہے آپ نے آج تک اس پلاٹ کا ناول اردو میں نہ دیکھا ہوگا۔ ایک بار شروع کر دو پھر ختم کئے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ با موقع تین فوٹو بلاک دیئے گئے ہیں جن سے اسکی خوبصورتی کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ قریباً تین صد صفحہ کی کتاب کی قیمت صرف فی جلد عا ر

سنہری بازوبند۔ نظام حیدر آباد کا باجی راؤ پیشوا سے تنگ آ کر صلح کی شرائط طے کرنا صلح نامہ پر دستخط کرنے کے لئے جب سواروں کے ہمراہ باجی راؤ کو اپنے قلعہ سے باہر بلانا باجی راؤ کا چند سواروں کے ہمراہ آنا۔ نظام کا دھوکا کرنا۔ اور دو ہزار سواروں کو بھیج کر گھیر لینا۔ باجی راؤ کا چند سواروں سے ہی دو ہزار فوج کا مقابلہ کرنا سترہ صد سپاہیوں کا مارا جانا۔ باقی کا بھاگ جانا۔ باجی راؤ کا زخموں سے چور ہو کر گر پڑنا۔ ایک اجنبی کا باجی راؤ کو لے جانا۔ عجیب وغریب طریقہ سے باجی راؤ کا نظام کو قابو میں کرنا وغیرہ۔ نہایت دلچسپ ناول ہے۔ قیمت فی جلد ۱/۲

نند کمار کی پھانسی۔ یہ ایک عجیب وغریب بنگالی ناول کا ترجمہ ہے جس میں ان تمام ہولناک مظالم کی پردرد داستان ہدیہ ناظرین کی گئی ہے جو اسلامی حکومت کے خاتمہ اور انگریزی عملداری کے آغاز میں نوابی کے خود غرض اور خود پرست نائبوں۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے حریص اور لالچی قائمقاموں اور ان دونوں طاقتوں کے ماتحت سفلہ مزاج۔ تنگدل۔ کمینہ خیال بنگالی وغیر بنگالی ملازموں کے ہاتھوں بدنصیب اہل بنگال کو برداشت کرنے پڑے جن کے ظلم اور زیادتیوں سے تنگ آ کر ہمارے ہندوستانی پارچہ بافوں نے جن کی صنعت کے نادر اور نایاب نمونے کسی زمانہ میں مادر ہند کے لئے باعث ناز تھے۔ خود اپنے ہاتھوں کے انگوٹھے کاٹ ڈالے تاکہ ان کو برائے نام اجرت پر فاقہ کشی کر کے ایسٹ انڈیا کمپنی کے حریص کارندوں کے لئے کام نہ کرنا پڑے۔

اس ناول کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارندوں نے نمک کا اجارہ لے کر نمک فروشوں وغیرہ پر کیسے ناگفتہ بہ مظالم روا رکھے اور محب وطن مہاراجہ نندکمار پر جو ان افسوسناک اور شرمناک حالات میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتے تھے۔ کس طرح فرضی

مقدمات جلا کر ان کو پھانسی دی گئی۔ قیمت ۶ع

مینا۔ بابو کشیر ودچند۔ چٹرجی کی اسی نام کی کتاب کا ترجمہ۔ جس کو حکیم احمد شجاع بی۔ اے نے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ یہ واقعہ ایک اعلیٰ ہندوستانی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس میں نیکی و بدی کی کشمکش کے پیرایہ میں سبق آموز زندگیوں کے حالات دہرائے گئے ہیں۔ پلاٹ کی دلچسپی ودلاویزی کو مدنظر رکھ کر افراد قصہ کے کیرکٹر اس خوبی سے دکھائے گئے ہیں جو فی زمانہ اردو ڈراموں میں مشکل سے مل سکیں گے۔ لکھائی، چھپائی اچھی۔ کاغذ عمدہ۔ قیمت ۱۲ر

پریم پچیسی (حصہ اول و دوم) منشی پریم چند کی سب سے پہلی اور سب سے زیادہ مقبول تصنیف اس کتاب میں آپ کے شروع شروع کے پچیس قصے درج ہیں۔ جن کی تصنیفات نے اردو اخبارات و رسائل میں آپ کی افسانہ نویسی کی دھوم مچ گئی تھی۔ مدت گزری یہ کتاب زمانہ پریس کانپور میں چھپی تھی۔ اور پہلا اڈیشن تمام ہونے کے بعد کہیں سے دستیاب نہ ہو سکتی تھی۔ اب اس مجموعے میں وہ تمام مختصر افسانے درج ہیں جو منشی صاحب موصوف نے پریم بتیسی تصنیف کرنے سے پہلے لکھے تھے۔ اور ان میں ماتا۔ بڑے گھر کی بیٹی۔ نمک کا داروغہ۔ رانی سارندھا۔ بے غرض محسن۔ آہ بے کس۔ خون سفید۔ صرف ایک آواز۔ کرموں کا پھل۔ عبرت کی کٹار۔ منزل مقصود وغیرہ خاص طور پر شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ حصہ اول ۱۲ر حصہ دوم ۱۲ر۔

خیالستان۔ سید سجاد حیدر بی۔ اے کا نام محتاج تعارف نہیں۔ مخزن کے دور اول میں خوب داد انشا پردازی دے چکے ہیں۔ ان کے مضامین کا یہ مجموعہ ملک میں بے انتہا مقبول ہو چکا ہے۔ اور پنجاب یونیورسٹی نے اس کتاب کو اردو امتحانوں کے نصاب میں شامل کر لیا ہے بالتصویر قیمت سے ۱ر۔

شاہین و دراج۔ مولوی راشد الخیری کا ایک دلفریب تاریخی فسانہ جس میں محبت کے جذبات لطیفہ کو لطف و رنگینی سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ قصہ مخزن کے دور اول میں بالاقساط شائع ہو کر بے انتہا مقبول ہو چکا ہے اور بلحاظ زور قلم اور جذبات نگاری کے مولانا کی تصنیفات میں نمایاں درجہ رکھتا ہے۔ قیمت ۸ر

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

ہمارے مطبوعات کی مختصر فہرست

وہ ناول جو ہم نے اب تک ماہوار سلسلہ میں شائع کئے ہیں

جارج ڈبلیو۔ ایم۔ رینالڈس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
فسانہ لندن (۷ حصے)	مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴۸	[illegible]
” (۵ حصے)	” (سلسلہ ثانی)	”	۲۶۶۱	۵
باپ کا قاتل (۲ حصے)	پیری سائڈ	منشی تمیم الدین صاحب بلہوری	۵۲۵	[illegible]
خونی تلوار	میکر آف گلنکو	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۸۵۸	لعہ

مارس لیبلانک

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
انقلاب یورپ	۸۱۳	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۵۱۰	للعہ
شریف بدمعاش (۲ حصے)	کنفشنز آف آرسین لوپن	”	۱۷۰	عہ/
چلتا پرزہ	” (آخری حصہ)	”	۵۶	۸/
خونی ہیرا (۲ حصے)	اریسٹ آف آرسین لوپن	”	۱۶۱	عہ/

ایڈگر جیپسن اور مارس لیبلانک

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
نقلی نواب	آرسین لوپن	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴	

ولیم لیکیو

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
منزل مقصود	ہش ڈاپ	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۵۰	[illegible]

الگزینڈر ڈوماس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
وطن پرست	یچنیش ڈاکٹر	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۳۴۰	۱؎

رابرٹ ہچنز اور لارڈ فریڈرک ہیملٹن

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
روحوں کا عروج	ٹریوٹ آف سولز	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۶۴	۱۰/

شاعر رابندر ناتھ ٹیگور وغیرہ

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
افسانہ بنگال	...	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۱۳۵	[illegible]
کانٹوں کا تاج	...	کمٹ	۳۵	۸/

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ لاہور